سیرتِ شعیب الاولیاء

از قلم

صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری چشتی

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ یار علویہ

براؤں شریف چیف ایڈیٹر مجلہ پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف

ناشر

خانقاہِ عالیہ قادریہ چشتیہ یار علویہ

براؤں شریف، ضلع سدھارتھ نگر، یوپی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب: سیرتِ شعیب الاولیاء
مصنف صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری چشتی
تقدیم وتصحیح: مولانا محمد قمر انجم قادری فیضی
کمپوزنگ: محمد زبیر قادری (رابطہ:9867934085)
صفحات: 180
سن اشاعت: 1446ھ/2024ء
تعداد: 500
ناشر: خانقاہِ عالیہ قادریہ چشتیہ یار علویہ،
براؤں شریف، ضلع سدھارتھ نگر، یوپی
رسم اجراء: بموقع عرس حضور چشتی میاں علیہ الرحمہ
ہدیہ:

------- ملنے کے پتے -------

☆ شعیب الاولیاء ایجوکیشنل ویلفیئر ٹرسٹ، براؤں شریف
☆ فیضی کتب خانہ، براؤں شریف
☆ اسلامی کتب خانہ، خلیل آباد
☆ نظامی بک ڈپو، ڈومریا گنج
☆ نورانی بک ایجنسی، اُترولہ

فہرست

(1) شرف انتساب: صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری چشتی 9

(2) ہدیہ تشکر: صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری چشتی 10

(3) تقریظ السید: حضور سید سہیل میاں بلگرامی صاحب مدظلہ العالی 16

(4) کلمات تصدیق: مفتی کمال احمد علیمی نظامی 18

(5) تقریظ سعید: مولانا محمد احمد حسین علوی 20

(6) کلمات تبریک: مفتی اسرار احمد فیضی واحدی 22

(7) تاثر گرامی: علامہ عارف القادری واحدی 25

(8) آج میں لکھتا ہوں سراپا کس کا: علامہ محمد قمر انجم قادری فیضی 28

(9) سیرتِ شعیب الاولیاء تعارف وتجزیہ: ڈاکٹر محمد قائم الاعظمی علیگ 35

(10) تقدیم: علامہ محمد قمر انجم قادری فیضی 39

(11) مشعل راہ 45

(12) تصوف اسلام کے باطن کا ہی نام ہے 46

(13) ضلع سدھارتھ نگر اپنے وقوع کے اعتبار سے 47

(14) ایک تعارف براؤں شریف 48

(15) مسجد شعیب الاولیاء کی تعمیر وتاسیس 49

(16) مسجد شعیب الاولیاء کے بقریب واقع بیئر شفا کی وقعت
حضرت شعیب الاولیاء کی نظر میں 49

(17) مرکزی درسگاہ دارالعلوم فیض الرسول کی سنگ بنیاد 51

(18) خانقاہ یار علویہ کی تاسیس 54

باب اوّل

(19)اجمالی تعارف حضور شعیب الاولیاء 56
(20)عملی زندگی 56
(21)مؤثر 56
(22)متاثرین 56
(23)ولادت باسعادت 56
(24)نام ونسب 56
(25)القاب وکنیت 58
(26)شعیب الاولیاء کی وجہ تسمیہ کی تحقیق 58
(27)خاندانی حالات 61
(28)تعارف طاہر غازی بن طیب غازی بغدادی 62
(29)تعارف سیدنا عطاء اللہ غازی بن طاہر غازی الہروی 62
(30)نام ونسب 63
(31)تعارف سید سالار سیف الدین غازی بن عطاء اللہ غازی 64
(32)اسم مبارک ولقب 65
(33)خاندانی حالات تعلیم وتربیت 65
(34)سیدنا سالار سیف الدین غازی کی جائے تدفین 65
(35)سید سالار سیف الدین غازی کی وطن مالوف سے ہجرت اور فتح دہلی جنگ 67
(36)جنگ دہلی سے سترکھ بارہ بنکی تک 71
(37)سترکھ سے سالار محمد غازی الدین غازی اور سالار ابومحمد منیر غازی ورفیع الدین
غازی کی مجاہدین اسلام کے ساتھ منگرونڈا میں آمد اور بھڑ قوم کو دعوتِ اسلام 72
(38)منگرونڈا وبیلکھرا سے میر پور براؤں شریف تک 73

(39) سیدنا سالار سیف الدین غازی کی جنگ بہرائچ میں شرکت وشہادت 73
(40) دوسری جنگ وتیسری جنگ 74
(41) ایک تعارف گنج شہیداں منگرونڈا شریف 75
(42) ایک تعارف میر پور 76
(43) تعارف سادات میر پور موضع قیصر گنج 77
(44) والد گرامی فجر علی علوی 78
(45) والدہ ماجدہ 79
(46) عزت مآب جناب خورشید علی علوی کی آمد براؤں شریف میں 79
(47) عبد الرحمن درویش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار اطہر کی نشان دہی 80
(48) حضور شعیب الاولیاء کے برادران 81
(49) بیراگی گاؤں کے علوی برادران کا اجمالی تعارف 82
(50) یہاں علوی سادات کب اور کہاں سے ہجرت کر کے آئے اور آباد ہوئے 82
(51) پھر دوسری بار بیراگی گاؤں میں علوی سادات کی آمد کب اور کہاں سے ہوئی 83
(52) تعلیم وتربیت 84
(53) حضور شعیب الاولیاء کے مرشد گرامی 86
(54) بیعت وارادت کا واقعہ 86
(55) ریاضت ومجاہدہ 88
(56) حضور شعیب الاولیاء وواقعہ بیعت وخلافت 89
(57) براؤں شریف سے بریلی شریف کے باہم روابط 91
(58) فتاویٰ حسام الحرمین اور شعیب الاولیاء 92
(59) حضور شعیب الاولیاء اور حضور مفتی اعظم ہند کے باہم روابط 95
(60) اعلیٰ حضرت اور حضور شعیب الاولیاء کے مرشد گرامی حضرت عبد اللطیف ستھنوی 97

(61) پیر بتنی شریف اور حضور شعیب الاولیاء 98
(62) پیر بتنی شریف کی تاریخی حیثیت 101
(63) مزار اطہر سید میر شاہ عرب 102
(64) مزار مقدس کی سنگ بنیاد 103
(65) تعمیر آستانہ کے لئے بھٹا لگوانا 104
(66) قیام و مدرسہ پیر بتنی شریف 106
(67) پیر بتنی شریف کا عیدگاہ 106
(68) آپ کے شمائل و خصائل 108
(69) مہمان نوازی 109
(70) حلیہ مبارکہ 110
(71) لباس ووضع 110

باب دوم

(72) نواب جنگل سے براؤں شریف واپسی 112
(73) عاجزی وانکساری 113
(74) سخاوت اور استغناء 116
(75) مریدوں کے ساتھ حسن سلوک 117
(76) توکل علی اللہ 119
(77) عبادت خانہ 120
(78) زہد وتقوی 120
(79) محفل میلاد سے بے حد عشق تھا 121
(80) روزہ پر مداومت 123
(81) حضور شعیب الاولیاء مرشد برحق 123

(82) تبلیغ وارشاد	124
(83) اصلاح واعتقاد	127
(84) آپ کی چند اہم خصوصیات	127
(85) اخلاقِ عالیہ	127
(86) قلت کلام اور خاموشی	129
(87) خواتین کو مرید کرتے وقت پردہ کرواتے	129
(88) نمازوں کا اہتمام	130
(89) حضور شعیب الاولیاء کا عشق رسول	131
(90) محبوب العلماء والاولیاء	131
(92) علم دین کا شوق اور علماء کا ادب واحترام	135
(93) مساوات وانصاف	136
(94) حضور شعیب الاولیاء اور نماز باجماعت کا جائزہ	140
(95) تعظیم وتکریم کا واقعہ	141
(96) اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے والہانہ عقیدت	143
(97) حضور شعیب الاولیاء اور اہتمام نماز	144
(98) فقیہ ملت بھاؤپور میں	147
(91) فقیہ ملت کی تعلیمی ترقی	148
(99) فقیہ ملت فیض الرسول میں	148
(100) ایک نہایت ہی اہم نکتہ	150
(99) فقیہ ملت کی فتویٰ نویسی	150
(101) مرید کرنے میں احتیاط	151
(102) کرامت شعیب الاولیاء	152

(99) کشف 152
(103) مرید خاص سے محبت 153
(104) تاثر بزبان شیخ العلماء 153
(105) شیخ العلماء کی براؤں شریف میں آمد 154
(106) حضور شعیب الاولیاء کا روحانی تصرف 154
(107) نورانی خواب اور قطب مدینہ کی تعبیر 156
(108) کشف وکرامت 157
(109) بیعت کی ابتدا 160
(110) بزرگان دین کے مزارات کی حاضری کا سفر 161
(111) حضور شعیب الاولیاء کے مشائخ 162
(112) مرشد بیعت 162
(112) مرشدین اجازت 163
(113) مخدومہ اہلسنّت زوجہ محترمہ حضور شعیب الاولیاء 164
(114) وصال پرملال 166
(115) تجہیز وتکفین حضور شعیب الاولیاء 166
(116) ازواج واولاد 167

باب سوم

(117) حضور شعیب الاولیاء ایوارڈ یافتگان 170
(118) وہ باتیں جن سے خوشبو آئے 172
(119) منظوم گلہائے عقیدت 176

شرفِ انتساب

قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، بقیہ السلف، عمدۃ الخلف، جامع شریعت وطریقت، شیخ المشائخ، مستجاب الدعوات، عاشق حضور اعلیٰ حضرت، حضرت الحاج **حضور سیدنا شاہ صوفی محمد یار علی المعروف شعیب الاولیاء** قدس سرہ العزیز کے نام سے انتساب کرتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں، جن کی مساعی جمیلہ سے پوری دنیا میں خانوادۂ یار علویہ متعارف ہوا اور جن کی جلیل القدر روحانی تحقیقی علمی اورادبی خدمات پر آج بھی امت مسلمہ کو فخر وناز ہے

پرتوِ حضرت سیدنا علی مرتضیٰ، صدیق الاولیاء، ناشرِ مسلک اعلیٰ حضرت، سرچشمۂ رشد وہدایت، مظہر حضور شعیب الاولیاء، امینِ فکر اعلیٰ حضرت، مخزنِ علم وفن، صوفی باصفا، امام الاتقیاء، حضرت علامہ مولانا الحاج **سیدنا شاہ صوفی محمد صدیق احمد علوی قادری چشتی** علیہ الرحمۃ والرضوان، سابق سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول و ناظم اعلیٰ دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف

عابد شب زندہ دار، آبروے اہلِ حق، نازشِ ایوانِ سخن، پیکر استقامت، سلطانِ علوم وفنون، شہزادۂ حضور صدیق الاولیاء، غواصِ بحرِ معرفت، قائد اہل سنت، گلزارِ فکر وفن، عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم، قاطع کفر ونجدیت، دافع شرک وظلمت، صاحبِ زہد وتقویٰ حضرت علامہ مولانا الحاج **سیدنا شاہ غلام عبدالقادر چشتی المعروف حضور چشتی میاں** علیہ الرحمۃ الرضوان سابق نائب ناظم اعلیٰ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف

گر قبول افتد زہے عزو شرف

صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری چشتی

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ یار علویہ

براؤں شریف چیف ایڈیٹر مجلہ پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف

ہدیۂ تشکر

تزکیہ قلب دل کی پاکی کو کہا جاتا ہے یعنی انسان کے دل ودماغ کو بے حیائی اور دنیوی آلائشوں سے پاک کر کے اس میں خوفِ آخرت اور اللہ کی محبت پیدا کی جائے، عام طور پر انسانی نفوس کا رجحان ان چیزوں کی طرف ہوتا ہے جو شریعت کے خلاف ہیں، جن میں نفس کو لطف اور مزہ آتا ہے، ان رجحانات کو موڑ کر نفس کو رشد وہدایت اور خیر پر لگانے کی محنتوں کو تصوف وسلوک اور تزکیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

شریعت میں تزکیے کی بڑی اہمیت ہے، اس لیے کہ اگر انسان کا دل پاک ہو جائے، سوچ وفکر قرآنی اصول کے سانچے میں ڈھل جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ معاشرہ صالح اور نیک نہ ہو، زنا کاری، شراب نوشی، ظلم وزیادتی، چوری، ڈاکہ زنی اور ہزار طرح کے جرائم اس لیے وجود میں آتے ہیں کہ دل میں اللہ کا خوف ہے اور نہ آخرت پر یقین، خدا کی قدرت اور وجود کا تصور بلاشبہ بڑے سے بڑے گناہ کے عادی انسان کے ہاتھوں غیر مرئی ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں لگا دیتا ہے۔

پھر وہ اس طرح سنور جاتا ہے کہ رات کے سناٹے میں بھی اس کا ذہن کسی برائی کی طرف نہیں جاتا، دولت کے خزانے میں بھی رہ کر دل میں خیانت کا تصور نہیں آتا۔ بے حیائی کے تمام اسباب ووسائل موجود ہوں، پھر بھی طبیعت اس پر آمادہ نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے تزکیہ قلب پر بڑا زور دیا ہے۔ سورہ الاعلیٰ آیت ۱۴ میں ارشاد فرمایا گیا: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى "تحقیق کہ وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے اپنا تزکیہ کیا" یہی مفہوم سورۂ الشّمس آیت ۹ میں ان کلمات میں بیان کیا گیا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا "بلاشبہ وہ آدمی کامیاب ہو گیا جس نے اپنے نفس کو سنوارا اور نا کام ہوا جس نے اس کو خاک میں ملایا یعنی خواہشات نفس کی پیروی کی" ان دونوں آیات میں غور کرنے

سے معلوم ہوتا ہے کہ کامیابی اورفوز وصلاح تزکیہ قلب کے ساتھ مربوط ہے، دل پاک و صاف ہے تو اُخروی نعمتیں استقبال کریں گی، دنیا میں سکون واطمینان، رعب و دبدبہ، عزت اور بلند مقام تو حاصل ہوگا ہی اسی کے ساتھ جنت کی ابدی راحت رساں چیزیں سامنے حاضر ہوں گی۔ وہ جب اور جس طرح چاہے گا کھائے گا اور مزے لے گا۔ اللہ کی رضامندی اس کو مکمل طور پر حاصل ہوگی۔

عرب قوم جس کے درمیان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی، پلے، بڑھے اور جوان ہوئے یقینا وہ ایک خونخوار اور جنگ جو قوم تھی، تہذیب وتمدن سے نابلد، برائیوں کے خوگر، معرفت الٰہی سے کوسوں دور اور طبیعت کے اعتبار سے انتہائی سخت اجڈ اور گنوار تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کرم نے ان کو ایسا بدلا کہ ساری دنیا کے لیے وہ ہدایت کے چراغ بن گئے، جو پہلے گنوار تھے مہذب بن گئے، مشرک تھے موحد ہو گئے، سخت تھے نرم ہو گئے، جو پہلے بے حیثیت تھے وہ دنیا کے امام بن گئے، حضرت ابوبکر صدیق کو صدیقیت کا مقام نہ ملتا اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت نصیب نہ ہوتی، حضرت عمر فاروق کو فاروق، حضرت عثمان غنی کو غنی اور ذوالنورین (دو نور والے) اور حضرت علی کو شیر خدا کا خطاب اور اعزاز رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور محبت کا اثر ہے۔ حضرت بلال حبشی اور حضرت سلمان فارسی عرب کے باہر سے تشریف لائے، کوئی تعارف اور شناسائی نہیں۔ پہلے غلام تھے لیکن اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وصحبت نے انہیں وہ مقام عطا کیا کہ تمام مسلمانوں کے وہ چہیتے اور سردار بن گئے۔ بقول کسی شاعر ؎

خود نہ تھے جو راہ پہ اَوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کردیا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ تابعین، تبع تابعین اور پھر اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کی مجالس اور صحبت میں وہ تاثیر پائی جاتی ہے جس سے سخت سے سخت انسان کا

دل بھی موم بن جاتا ہے، اللہ کا خوف اور آخرت کی تڑپ پیدا ہوتی ہے، انسانوں کے اندر تکبر ہے، حسد ہے، بغض ہے، حبّ دنیا ہے، آخرت سے بے فکری ہے، گناہوں سے دلچسپی ہے۔ اس طرح کے تمام گندے اوصاف شیطانوں کے مکروفریب اور ان کے بہکاوے سے پیدا ہوتے ہیں۔

صلحا اور بزرگانِ دین مدتوں ریاضت سے جن کے نفوس منجھے ہوئے ہوتے ہیں، وہ شیطان کے مکروفریب کو اچھی طرح جانتے ہیں، ان بزرگوں کی صحبت جو اختیار کرتا ہے اور ان کے توسط سے جو ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے یہ نفوسِ قدسیہ ان کو شیطان اور نفس سے بچنے کی تدبیریں بتاتے ہیں، اگر ان کی ہدایات پر عمل کیا جائے تو بہت جلد نفس کے عیوب اور رزائل کا ازالہ ہوجاتا ہے اور ان کی فیض صحبت سے انسان اخلاقِ فاضلہ، معرفت الٰہی، خوفِ خدا، آخرت کی طرف رغبت کی صفات سے متصف ہوتا ہے۔ پھر وہ کہیں بھی رہے اللہ کی قوتِ گرفت کا احساس ہمیشہ ساتھ رہتا ہے اس کو صوفیا کی اصطلاح میں تصوف وسلوک کہا جاتا ہے۔

تصوف وسلوک اور تزکیہ قلب دونوں ایک چیز ہے، جب دل پاک ہوگا تو خود بخود اللہ کی طرف میلان بڑھے گا، خدا سے قرب دل کی صالحیت پر موقوف ہے، شیخ المشائخ حضرت شعیب الاولیاء سے کسی نے پوچھا کہ یہ تصوف کیا بلا ہے؟ حضرت نے فرمایا: اس کی ابتدا "انما الأعمال بالنیات" (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے) سے ہے اور انتہا "أن تعبد الله كأنّك تراه" (اللہ کی اس طرح عبادت کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو) پر ہے، بظاہر یہ صرف دو جملے ہیں مگر تصوف وسلوک کا خلاصہ اس میں بیان کردیا گیا ہے۔

یعنی انسان ہزار عمل کرے، اگر نیت درست نہیں ہے تو کوئی بھی عمل مفید نہیں، اس لیے تصوف کے طالب علم کو سب سے پہلے تصحیح نیت کی ترغیب دی جاتی ہے، یہاں سے اس کے سفر کا آغاز ہوتا ہے، جب نیت درست ہوگئی تو اللہ کی رحمتوں کا نزول شروع ہوجاتا ہے، معرفت الٰہی کا یہ راستہ انسان کو اس مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے کہ عبادت کرتے ہوئے

معبود کو گویا وہ اپنی نظروں سے دیکھ رہا ہے، کسی کو جب یہ مقام حاصل ہو جائے تو پھر اس کی شرافت وسعادت کا کیا کہنا، تصوف کا مقصود اصلی شریعت پر چلنا ہے، شریعت کو چھوڑ کر طریقت کی کوئی حیثیت نہیں، حضرات مشائخ نے جو اصلاح نفس کے لیے کچھ تدبیریں اور طریقے تجویز کیے ہیں یہ مقاصد نہیں، وسائل ہیں، ان کی صحبت اور نظروں میں رہ کر آدمی کامل انسان بنتا ہے جس کا خدا نے حکم دیا ہے اور شریعت میں جو مطلوب ومقصود ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ پہلے کے مقابلے میں آج مصروفت بڑھتی جارہی ہے، وقت تنگ ہو گیا ہے، لوگوں کو اتنی فرصت نہیں کہ از خود تصوف وسلوک کی راہ پر چل کر کامیابی حاصل کریں، یہ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے، اس لیے بہتر یہ ہے کہ اہل دل علماء صلحاء اور اولیاء اللہ سے اصلاحی تعلق قائم کیا جائے، ان کی رہنمائی اور قرآن وسنت کی روشنی میں دیئے گئے خطوط پر عمل آوری سے ایک شخص بہت جلد اس راہ کی مسافت کو طے کرسکتا ہے۔ جب بھی وقت ملے فرصت پا کر بزرگان دین کی مجالس سے استفادہ کرنا چاہیے۔ اللہ کے ولی کا اللہ سے بڑا قرب ہوتا ہے، ان کے مجاہدہ وریاضت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کی مجالس، صحبت اور نظروں میں تاثیر رکھی ہے، جو محض مطالعہ، وعظ وتقریر، مال وزر یا شخصی محنت سے حاصل نہیں ہوسکتی، مشہور شاعر اکبر الہ آبادی نے اس مفہوم کو اس طرح ادا کیا ہے۔

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

حضور شعیب الاولیاء نے ایک موقع پر فرمایا:

”آج ہمارا حال مختلف ہے، اللہ والوں کی مجلس سے ہم بھاگتے ہیں، ہم جس ماحول میں رہتے ہیں وہ گناہ وعصیان کا ماحول ہے، گردوپیش سے عام انسان تو عام انسان ہے، ”ولی“ بھی متاثر ہو جاتا ہے، سنیما اور گانوں کی آواز، دنیا کی فحاشی یہ سب کچھ انسان کو متاثر کرتے ہیں۔ صحابہ کا عاد وثمود کی بستی سے جب گزر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ چھپالیا اور صحابہ کو جلدی سے گزر جانے کے لیے فرمایا، دیکھئے ماحول کا اثر، حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کی نگاہ میں کس قدر اہمیت کا حامل ہے، اگر اثر کا خوف نہ ہوتا تو جلدی سے کیوں گزرتے؟ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ برے ماحول سے کٹ کر اللہ والوں کی مجلس میں بیٹھو، نورانیت پیدا ہوگی اور اچھے اثرات پڑیں گے۔ یہ واقعہ ہے کہ انسان جس طرح کی صحبت اختیار کرتا ہے، مزاج، طبیعت، رجحان ویسے ہی بن جاتے ہیں، بزرگوں کی صحبت میں اگر کوئی مکمل بزرگی اختیار نہ بھی کرے، پھر بھی کچھ دیر کے لیے ہی سہی ضرور اس کے دل میں آخرت کی فکر پیدا ہوگی، اسے اپنے گناہوں پر شرمندگی محسوس ہوگی اور دل میں اللہ کا خوف پیدا ہوگا، بزرگوں کی نظر میں وہ کیمیائی اثر ہے جو بہت جلد انسان کو متاثر کرتا ہے، گنہگار اپنے گناہوں سے توبہ کر لیتے ہیں اور نیکوکار کی رفتارِ عمل دو چند ہو جاتی ہے۔

بفضل اللہ جل جلالہ بکرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیش نظر کتاب ''سیرتِ شعیب الاولیاء'' جو کہ میرے جد امجد تیرہویں صدی ہجری کی عظیم دینی علمی داعی و مبلغ سید الصوفیاء شیخ المشائخ حضور سیدنا شاہ یار علی شعیب الاولیاء لقد رضی المولی عنہ کی مختلف النوع حیات وخدمات افکار ونظریات پر مشتمل ہے۔ جس کو جدید اور سہل انداز میں نیز ایسے موضوعات کو یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو کہ اس سے پہلے کسی اور کتاب میں قارئین نے پڑھا نہیں ہوگا۔

مزید برآں اس کتاب کی روشنی میں قارئین حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی زندگی و بندگی دیگر اوصاف وکمالات کو چلتی پھرتی شکل میں دیکھ سکتے ہیں۔ اس خوشی اور نعمت عظمی مکمل ہونے کے موقع پر شامل تمام علماء مشائخ ادباء کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ہر اس شخص کا مشکور وممنون ہوں جس نے اپنے اچھے الفاظ سے، اپنے چھوٹے چھوٹے اچھے کاموں سے، اپنے نیک مشوروں سے، کتاب کو معیاری بنانے اور اس کام کو انتہائی آسان بنانے میں میرا ساتھ دیا۔ اور اپنی تحریروں سے اس کتاب کو تحقیقی معیاری بنانے والوں، دعائیہ کلمات تقریظات، تاثرات، اور تقدیم سے نوازنے والوں کا بے حد شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بالخصوص پیر طریقت مخزن علم وفن مظہر میر عبدالواحد بلگرامی شہزادہ طاہر ملت محبوب

العلماء والمشائخ حضرت اولادرسول المعروف سید میر محمد سہیل میاں قادری چشتی واحدی مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ واحدیہ طیبیہ بلگرام شریف، جامع علوم وفنون عالم نبیل محقق محشی مترجم ادیب علامہ کمال احمد نظامی علیمی، اُستاذ و مفتی دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی، ضلع بستی، محبّ العلما والمشائخ جامع اخلاص ومحبت ماہر درس وتدریس حضرت علامہ محمد احمد حسین علوی صاحب قبلہ (میر پور) سابق اُستاذ دارالعلوم مسکینیہ، دھوراجی گجرات، مصنف کتب کثیرہ خلیفہ طاہر ملت مفتی محمد اسرار احمد فیضی واحدی صاحب ناظم اعلی جامعہ امام اعظم ابوحنیفہ نسواں عربی کالج علی پور بازار ضلع گونڈہ، مفکر اسلام خطیب ہر دل عزیز خلیفہ طاہر ملت علامہ محمد عارف القادری صاحب واحدی مرکزی ناظم اعلی جامعہ مرکز منہاج الصالحات ادھم سنگھ نگر ستارگنج اتراکھنڈ، مشہور قلمکار معروف ادیب ڈاکٹر محمد قائم الاعظمی صاحب علیگ، شہرت یافتہ قلمکار محب گرامی قدر علامہ محمد قمر انجم قادری فیضی صاحب ایڈیٹر پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر کا صمیم قلب سے احسان مند ہوں، اللہ تعالیٰ ان تمام علماء اسلام کے علم وعمل اور عمر میں اضافہ فرمائے، اور اپنی دینی و دنیوی نعمتوں سے تاابد نوازتا رہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کار خیر میں شمولیت پر اجر عظیم عطا کرے اور ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ بیکس پناہ میں شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔

جزاک اللہ احسن الجزاء فی الدنیا ولآخرۃ • واللہ عندہ اجر المحسنین و ھو لا یضیع اجر و من احسن عملاً!!

آپ تمامی حضرات کا شکر گزار!!

صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری چشتی

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ یار علویہ

براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر و چیف ایڈیٹر مجلہ پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف

11 جمادی الاولی بروز جمعرات 1446

تقــریظ السیّد

اولادِ علی مرتضی مظہر میر عبدالواحد بلگرامی پیر طریقت رہبر راہِ شریعت سہیل ملت

حضور سید سہیل میاں قادری چشتی واحدی

متعنا اللہ بطول حیاته و نفعنا من علومه و فیوضاته

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ واحدیہ طیبیہ سُلہاڑ ابڑی خانقاہ بلگرام شریف ضلع ہردوئی

وسربراہ اعلیٰ دار العلوم واحدیہ طیبیہ بلگرام شریف

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: **الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون!** ترجمہ: بے شک اولیا اللہ کو نہ کوئی خوف ہے نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (سورۃ یونس:۱۱) گویا جو اللہ والے اپنے قول وفعل اور حال سے اس کے ہو گئے، خدا کی پناہ میں آگئے، جن کو دیکھ کر اللہ یاد آنے لگے، وہ اللہ کے ولی خوف وحزن سے نکل جاتے ہیں جس میں دنیا گرفتار ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان علامات اور خصوصیات کا ذکر بھی فرمایا ہے جن سے ان محبوبانِ خدا کو پہچانا جا سکتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: **من اولیاء اللہ؟** اولیاء اللہ کون ہیں؟ فرمایا: [**الذین اذا رأو ذکر اللہ عزوجل**] وہ لوگ جن کے دیدار سے خدا یاد آئے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو نہ نبی ہیں اور نہ شہید لیکن قیامت کے دن قرب الٰہی کی وجہ سے انبیا اور شہدا ان پر رشک کریں گے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں بتایئے وہ کون ہیں؟ ان کے اعمال کیا ہیں تا کہ ہم ان لوگوں سے محبت کریں۔ فرمایا وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں نہ ان میں کوئی رشتہ ہے اور نہ مالی منفعت۔ بخدا ان کے چہرے سراپا نور ہوں گے اور نور کے ممبروں پر

انھیں بٹھایا جائے گا۔ دوسرے لوگ خوفزدہ ہوں گے لیکن انھیں کوئی حزن وملال نہ ہوگا۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: **الا انّ اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون!!**

شیخ المشائخ عاشق حضور اعلیٰ حضرت سیدنا شاہ محمد یارعلی المعروف شعیب الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بانی خانقاہ فیض الرسول و دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر کی ذات مبارکہ ہمہ جہت شخصیت تھی۔ آپ سراپا محبت سراپا خلوص اور سراپا عشق تھے آپ کے تذکرے اور یادیں ہماری روحوں کو رحمت ربانی سے وابستہ رکھتی ہیں اور ہمارے دلوں میں عشق حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی لگن پیدا کرتی ہیں اور اس در پر پہنچاتی ہیں جو بقا کا دروازہ ہے۔ آپ کی حالات زندگی اخلاق حسنہ اور تعلیمات پر مشتمل کتاب ''سیرتِ شعیب الاولیاء'' نبیرۂ شعیب الاولیاء وشہزادۂ حضور چشتی میاں علیہ الرحمہ حضرت مولانا محمد افسر علوی قادری زید مجدہ کی تصنیف چند اوراق پڑھنے کا موقع ملا۔ آپ کی دینی خدمات ریاضت ومجاہدہ، عاجزی وانکساری، سخاوت واستغناء، وضع قطع نماز کا اہتمام، اور مجدد اہلسنت سیدی امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حد تک عشق یہ ایسے خاص خصوصیات ہیں جو آپ میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ رب العالمین کتاب ہذا کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اور صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری صاحب کو دین اسلام کی خلوص و للّٰہیت کے ساتھ مزید خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

دعا گو: فقیر قادری **سید سہیل میاں چشتی واحدی**

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ واحدیہ طیبیہ طاہریہ

محلہ سُلھاڑا بڑی خانقاہ بلگرام شریف ضلع ہردوئی

11 جمادی الاولی بروز سنیچر 1446ھ/ مطابق 14 نومبر 2024

کلماتِ تصدیق

زینت درسگاہ جامع معقول ومنقول رئیس القلم شاہکار سخن ناشر فکر رضا
علامہ مفتی **کمال احمد علیمی نظامی** ادام اللہ فیوضہ وبرکاتہ
اُستاذ ومفتی دار العلوم علیمیہ جمد اشاہی ضلع بستی یوپی

گل گلزار علویت، عاشق اعلی حضرت، حضرت بابرکت، شعیب الاولیا، شاہ محمد یار علی علوی علیہ الرحمہ کا شمار ان نفوس قدسیہ میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنے حال وقال سے امت مسلمہ کی اصلاح وارشاد میں صحیح معنوں میں نائب رسول ہونے کا کردار ادا کیا ہے، جن کی زندگی مشعل راہ، جن کی بندگی مقبول بارگاہ، جن کے اوصاف قابل تقلید، جن کی عادات محمود اور جن کی ذات شب دیجور میں چراغ راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

زہد وتقوی آپ کے چہرے کا غازہ، خشیت ربانی آپ کے قلب صافی کا ہالہ، محبت رسول آپ کی دستار کرامت کا طرہ تھا، علم دوستی اور علما نوازی آپ کی کلاہ افتخار کا جوہر تابندہ تھی، حیات کا ہر لمحہ ذکر وفکر، صبر وشکر، دعوت وارشاد، طلب حق وسداد، خدمت علم وعمل، جہد مسلسل، عزم محکم، سعی پیہم جیسے اوصاف وکمالات سے آراستہ تھا، اسی لیے دنیا نے آپ کی حیات ہی میں آپ کو وہ عزت وتکریم پیش کی جو کم ہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔

زیر نظر کتاب ''سیرتِ شعیب الاولیا'' عزیز اسعد، نبیرہ شعیب الاولیا، حضرت مولانا محمد افسر علوی علیمی صاحب زید مجدھم کی تالیف ہے، حضور شعیب الاولیا کی حیات و خدمات پر لکھی گئی کتابوں میں یہ تالیف اس لحاظ سے منفرد ہے کہ یہ گھر والے کی زبان سے گھر والے کی بات ہے، وصاحب البیت ادری بمافیہ، دوسری وجہ امتیاز یہ ہے کہ اس کتاب میں کچھ ایسے اچھوتے مواد بھی پیش کیے گئے ہیں جو اب تک پردہ خفا میں تھے، یقیناً اس

کتاب کے مطالعے سے قارئین پر حضور شعیب الاولیا کی حیات وخدمات سے متعلق بہت ساری نئی باتیں معلوم ہوں گی۔

رب کریم کتاب کو مقبول بنائے اور مولف موصوف کو مزید خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

کمال احمد علیمی نظامی

دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی یوپی

۲۱ ر جمادی الاولی ۱۴۴۶ھ/ ۲۴ ر نومبر ۲۰۲۴ھ

داماد رسول شیر خدا مولائے کائنات حضرت سیدنا مولی علی رضی المولی تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند حضرت سیدنا سرکار امام محمد بن حنفیہ رضی المولی تعالی عنہ کی حیات وخدمات پر پہلی مستند اور ماخذ کتاب

تذکرہ محمد بن حنفیہ واولا د محمد بن حنفیہ

تصنیف لطیف:

صاحبزادہ حضرت محمد افسر علوی قادری چشتی مدظلہ العالی

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ یار علویہ براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر

چیف ایڈیٹر سہ ماہی مجلہ پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر

خریدنے کے لیے رابطہ کریں: 82040 70811 91+

تقریظ سعید

ماہر درس وتدریس اولاد محمد بن حنفیہ حضرت علامہ
مولانا **محمد احمد حسین صاحب** قبلہ علوی میر پور
سابق استاددارالعلوم مسکینہ دھوراجی راجکوٹ، گجرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمده و نصلی علی حبیبه الکریم

نبیرۂ مظہر شعیب الاولیاء گرامی قدر حضرت علامہ ومولانا حافظ وقاری صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری چشتی صاحب قبلہ کی شخصیت نوجوان نسل میں کسی سے محتاج تعارف نہیں آپ خانوادۂ شعیب الاولیاء اور برصغیر کی عظیم علمی روحانی خانقاہ خانقاہ یارعلویہ براؤں شریف کے چشم و چراغ ہیں۔ حضرت کو اللہ عزوجل نے گونا گوں خوبیوں سے نوازا ہے۔ آپ ایک شاندار خطیب، عمدہ انشاء پرداز اور ایک اچھے قلم کار ہیں۔ اب تک ان کے مختلف مقالات اور متعدد تصنیفات داد تحسین حاصل کر چکے ہیں۔

انہیں میں سے آپ کی ایک تازہ ترین تصنیف سوانح شعیب الاولیاء بنام ''سیرتِ شعیب الاولیاء'' ہے۔ جس میں آپ نے مصدرِ فیوض و برکات منبع وانوار تجلیات شہزادۂ فاتح خیبر اولاد محمد بن حنفیہ سرکار شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات اور آپ کے برادران گرامی اور یوپی کے مختلف علاقوں (مثلاً منگرونڈا و بیلکھرا و براؤں شریف، اسنگواں، میر پور، بیراگی گاؤں پر ہوا کیول پور پرتاب پور وغیرہ) میں بسنے والے علوی سادات پر روشنی ڈالی ہے۔

دعا ہے کہ مولی تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ان کی اس عظیم

کاوش کو قبول فرمائے اور ان کو علم و عمل کی بے پناہ برکتوں سے شادکام فرمائے۔ آمین بجاہ سیدالنبی الامین الکریم وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

دعا گو: **محمد احمد حسین علوی**

13 / جمادی الاولی 1446ھ بروز شنبہ

حضور سرور کائنات فخر موجودات رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے 40 فرامین مبارکہ کو یکجا کر کے کتابی شکل میں بنام

''چالیس منتخب احادیث مبارکہ''

کو صاحبزادہ حضرت محمد افسر علوی قادری چشتی مدظلہ العالی

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ یار علویہ براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر

چیف ایڈیٹر سہ ماہی مجلہ پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر

نے ترتیب و تدوین کر کے منظر عام پر عوام و خواص کے درمیان پیش فرمایا ہے۔ جس میں دینیات مذہبیات، اسلامیات، اور ایمان سے متعلق گفتگو کی گئی ہے۔ علماء طلباء اردو خواں حضرات کے لئے بے حد مفید اور لائق مطالعہ ہے۔

خریدنے کے لئے رابطہ کریں:

+91 70811 82040

کلماتِ تبریک

خلیفۂ طاہر ملت مصنف کتب کثیرہ

علامہ مولانا **مفتی محمد اسرار احمد فیضی واحدی**

ناظم اعلیٰ جامعہ امام اعظم ابوحنیفہ نسواں عربی کالج علی پور بازار ضلع گونڈہ

مدارسِ دینیہ یقیناً ایک قلعے کی حیثیت رکھتے ہیں، مدارس کا اثر مستقل اور دیر پا ہوتا ہے۔جس علاقے میں مدرسہ ہوگا وہاں کے لوگوں کا اوران کی نسلوں کا ایمان محفوظ رہے گا۔ بہت سے علاقے ہمارے مشاہدے میں ہیں کہ وہاں بدمذہبوں نے مدرسے کھولے اور پوری سنّی آبادی کو بد مذہب بنا دیا۔ اسی کے تحت مذہب اہل سنت کی تبلیغ مسلک اعلی حضرت کی ترویج واشاعت اور ضلع بلرامپور، بستی، گونڈہ سدھارتھ نگر، سنت کبیر نگر گورکھپور، کی بڑھتی ہوئی بدمذہبیت کے روک تھام کے لیے شیخ المشائخ افتخار اہل حق محافظ ناموس رسالت قاطع نجدیت رئیس الصوفیاء تاجدار اہل حق ناشر فکر رضا مردحق مرد جری حضرت سید شاہ محمد یار علی شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے حضرت شیر بیشہ اہل سنت علامہ محمد حشمت علی خان قدس سرہ جیسے ساحر البیان مقرر اور مناظر کو ہمراہ لے کر بہت سے دیہاتوں کا دورہ فرمایا جن کی تقریر ومناظرے نے پورے علاقہ میں دھوم مچادی اور اہل سنت میں نئی روح ڈال دی لیکن چوں کہ تعلیم کے مقابلہ میں تقریر ومناظرہ کا اثر زیادہ دیر پا نہیں ہوتا اس لیے حضور شعیب الاولیاء کی عین تمنا تھی کہ اس علاقے میں اہلِ سنت کے مدارس بنائے جائیں اوران کے تعلیمی معیار کو اعلیٰ کیا جائے تا کہ تعلیم خوب عام ہوجائے۔آپ اپنے تمام مریدین ومعتقدین کو مدارس کی مدد کی تلقین فرماتے تھے۔حضور شعیب الاولیاء نے درس و تدریس، زہدوتقوی تعمیری فکری نظری کے ساتھ آپ نے وعظ وتقریر کی بھی کوشش کی اس لیے کہ جاہل عوام کی تبلیغ کے لیے یہی ایک ذریعہ ہے۔

اسی مقصد کے پیش نظر حضور شعیب الاولیاء قدس سرہ السامی نے دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف کی بنیاد ڈالی۔حضور شعیب الاولیاء کے خانوادے کے چشم و چراغ شہزادۂ حضرت چشتی میاں حضرت علامہ حافظ وقاری صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری چشتی مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ یارعلویہ چشتیہ براؤں شریف و چیف ایڈیٹر مجلہ پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر جماعت اہل سنت کے ذمہ دار عالم دین اور بہترین ادیب مقرر مبلغ اور داعی دین ہیں۔آپ جہاں ایک اچھے مدرس ہیں وہیں ایک اچھے مصنف ومؤلف بھی ہیں۔اب تک آپ نے کم وبیش تین کتابیں تصنیف وتالیف فرمائی ہیں جس میں ساری کتابیں بہت معیاری ہیں۔مولیٰ تعالیٰ اپنے کرم سے ان کی عمر اور علم و عمل میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور تصنیف وتالیف کا کام لیتا رہے۔

زیر نظر کتاب ''سیرتِ شعیب الاولیاء'' موصوف کی شاہ کار تالیف ہے، جو عوام و خواص بالخصوص یارعلوی مریدین محبین معتقدین سب کے لیے مفید ہے۔ یہ کتاب اپنے موضوع سیرت وسوانح کے اعتبار سے بے حد افادیت کی حامل ہے۔اس کتاب میں حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی شخصیت کے چند ان چھوئے پہلوؤں سے روشناس کرایا گیا ہے جس سے بہت کم لوگ واقف تھے یا کتابوں میں اس سے پہلے وہ واقعات شائع نہیں ہوئے۔حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے اندر ایک نمایاں وصف استغناء اور بے نیازی تھی۔آپ ہمیشہ دوسروں کے بارے میں سوچتے آپ بجائے اپنے اوپر خرچ کرنے کے طلبا اور اپنے دیگر متعلقین کو دے دیتے۔حضور شعیب الاولیاء کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ پوری دنیا میں آج آپ کے مریدین جتنی بڑی تعداد میں موجود ہیں اتنی بڑی تعداد جو کسی اور پیر کے حصے میں نہیں آئی۔آپ نے ہمیشہ دنیا پر دین کو ترجیح دی اگر آپ چاہتے تو واقعی اپنی صلاحیت سے جاہ ومنصب اور مال ودولت حاصل کر سکتے تھے لیکن آپ کا ہر عمل دعوت دین کی تبلیغ واشاعت اور اس کے طریقے کار کے لیے ہوتا تھا۔ نیز مسلک اعلی حضرت کی ترویج واشاعت کے لیے مکمل زندگی صرف کردی۔

میری دعا ہے کہ مولی تعالیٰ جل وعلا اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل اس کتاب کو نافع تر بنائے اور مصنف موصوف کو مزید تصنیف و تالیف کے ذریعے خدمت دین متین کا وافر جذبہ عطا فرمائے، ان کی اس کاوش کو قبول فرما کر برکات وخیرات سے سرفراز فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نیازمند: خلیفۂ طاہر ملت (مولانا) **محمد اسرار احمد فیضی واحدی**

ناظم اعلی جامعہ امام اعظم ابوحنیفہ نسواں عربی کالج علی پور بازار ضلع گونڈہ

8 نومبر بروز جمعہ مبارکہ 2024

خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ یارعلویہ کا ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب

سہ ماہی مجلہ

پیام شعیب الاولیاء

براؤں شریف

میں اپنی قیمتی وگراں قدر تخلیقات، تاثرات، مضامین نعت ومنقبت ارسال کریں۔ نیز رسالہ کا ممبر شپ حاصل کر کے مسلک اعلی حضرت کی ترویج و اشاعت اور پیغام شعیب الاولیاء کو گھر گھر تک پہنچانے میں ہمارے قدم سے قدم ملا کر رسالے کو مضبوط و مستحکم بنائیں۔ عنداللہ مشکور وممنون ہوں ۔

از: **ادارہ پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف**

6393021704

تاثر گرامی

مفکر قوم وملت خطیب اہلِ سنت خلیفہ حضور تاجدار بلگرام

پیر طریقت حضرت علامہ مولانا محمد عارف القادری واحدی مرکزی (بی اے، ایم اے)

ادام اللہ فیوضہ علی الراغبین و نفع بعلومہ الطالبین و افاض علی المسلمین من برکاتہ

ناظم اعلیٰ: مرکز مہناج الصالحات، ستارگنج ضلع ادھم سنگھ نگر اترا کھنڈ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعض کتابیں اس طرح ہوتی ہے کہ وہ صرف الفاظ کا مجموعہ نہیں ہوتی ہیں بلکہ ایک عاشق کا عشق سے بھر پور خط ہوتا ہے جس میں محبت کی میٹھی زبان ہوتی ہے عاشق سے راز و نیاز کی باتیں ہوتی ہے ماضی کی شگفتہ یادیں دہرائی جاتی ہے حال کی تلخیوں کا شکوہ کیا جاتا ہے مستقبل کی دھندلاہٹ سے بھر پور خوابوں کی تعبیر ان سے چاہتا ہے! مخزن علوم وفنون ممتاز ادیب و محقق اہل سنت، مصنف کتب کثیرہ، یادگارِ اسلاف، نازش اہلِ قلم، گوہر تدریس وتقریر حضرت علامہ حافظ وقاری صاحبزادہ محمد افسر علوی صاحب کی تالیف لطیف بنام ''سیرتِ شعیب الاولیاء'' بھی انہی کتابوں کے زمرے میں شامل بلکہ سرفہرست ہے۔ لفاظی کے ماہر اور بھی دنیا میں ہوں گے، حال اور وجد سے معمور اور بزرگ بھی ہوں گے، شعلہ افشانی میں پھول جھڑانے میں اور لوگ بھی ماہر ہوں گے لیکن جو صاحبزادہ محمد افسر علوی صاحب کا اپنے آباواجداد سے عشق ہے وہ کمال ہے۔ جو کمالِ عشق ہے جوان کی مے سرخ سے بھر پور انشاء پردازی ہے وہ اگر نایاب نہیں تو کم یاب تو ضرور ہے۔ کتاب پڑھتے ہوئے اس طرح محسوس ہوتا ہے کہ صاحب کتاب نے اپنا دل کتاب کی صورت میں آپ کے سامنے پیش کیا ہے اور آپ اس کی ورق گردانی کر رہے ہیں اس میں آپ کو وہ

کچھ ملے گا جس کی آپ نے امید بھی نہیں کی ہوگی کتاب کا نام ہی اتنا سحر انگیز ہے کہ بندہ خود اس کی طرف آجاتا ہے اِس کتاب کو جب آپ پڑھنا شروع کریں گے تو حضور شعیب الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بہت اہم اور خاص معلومات حاصل ہوگی۔

علامہ افسر علوی صاحب قبلہ سے تعارف ''مجلہ پیام شعیب الاولیاء'' (جس کو محبّ گرامی وقار ادیب شہیر حضرت مولانا محمد قمر انجم قادری فیضی صاحب نے وہاٹس اپ پر ارسال کیا تھا) کے ذریعے ہوا۔ آپ کی تحریروں میں وہ دلاویزی و دل نشینی ہے اور وہ سادگی پن اور پرکاری کہ ایک بار جس نے آپ کی تحریر کا ذائقہ چکھا وہ مدت مدید تک انگلیاں چاٹتا رہتا ہے اور پھر مزید کی طلبی بڑھ جاتی ہے...

میرے ساتھ بھی اس طرح ہوا مجلہ پیام شعیب الاولیاء میں آپ کے مضامین اور اداریہ کو پڑھا اسلوب نگارش کا کیا کہنا، اداریہ خوب سے خوب تر ہوتا ہے۔ اس کے بعد نظریں ''تذکرہ حضرت محمد بن حنفیہ وآپ کی اولاد'' کتاب پر ٹھہر گئیں، آتش شوق بھڑک اٹھا اس سے پہلے کہ چنگاریوں سے کسی نقصان کا اندیشہ ہو مجھ تک یہ کتاب پہنچ گئی ہے۔

نبیرۂ شعیب الاولیاء مصدر تجلیات شاہ یار علی حضرت علامہ حافظ وقاری صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری چشتی مدظلہ العالی جیسا کہ نام سے ہی ظاہر و باہر ہے کہ آپ خانوادہ حضرت شاہ سیدنا سرکار شعیب الاولیاء یار علی قدس سرہ کے چشم و چراغ اور گلشن حضور چشتی میاں علیہ الرحمہ کے مہکتے ہوئے گل سر سبد ہیں، آباء واجداد کی مختلف النوع اصلاحی تعمیری تحریکی زمینی عوامی خدمات کو جدید انداز میں عوام وخواص اور بالخصوص مریدین محبین معتقدین اور اردو خواں طبقے تک لانے کے لیے انتھک کوششیں کررہے ہیں اور اس میں کافی حد تک کامیاب بھی ہیں۔ اور اپنے آبا واجداد کے روحانی امانتوں کے امین بھی ہیں۔ تحریکی تنظیمی تحریری تقریری کام کرنے کا خوب خوب جذبہ وجنون ہے جس کام کو کرنے کا عزم مصمم کرلیا وہ مکمل ہونے تک چین وسکون کی نیند نہیں لیتے ہیں، خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ یار علویہ براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر کے سجادہ نشین ہیں، اپنے آباء واجداد کے روحانی

دینی علمی مشن کو آگے بڑھانے کے لیے پورے ملک میں دورے کرتے رہتے ہیں اورعوام کی اصلاح اعتقاد، صوم وصلوۃ کے پابند، نیز افعال حسنہ کرنے اور مسلک اعلی حضرت پر کاربند رہنے کی تلقین اورتاکید کرتے رہتے ہیں۔آپ کی تحریکی تنظیمی کارکردگی کو دیکھ کر ملک ہندوستان کی سب سے بڑی قومی ملی فلاحی رفاہی اسٹوڈنٹ تنظیم مسلم اسٹوڈنٹ آرگنائزیشن آف انڈیا یونٹ ضلع سدھارتھ نگر اُتر پردیش کی عہدۂ صدارت کی ذمہ داری دی گئی ہے، جسے آپ بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔اخیر میں دعا گو ہوں کہ خداوند دوجہاں ہم سب کے لیے تالیف مذکور ’’سیرتِ حضور شعیب الاولیاء‘‘ کو دنیا و آخرت میں نجات کا سبب بنائے، اور فیضانِ شعیب الاولیاء سے ہم سب کو مالا مال فرمائے، آمین ثم آمین۔

دعا گو، دعا جو: **محمد عارف القادری واحدی مرکزی**

ناظم اعلیٰ: مرکز منہاج الصالحات، ستارگنج ضلع ادھم سنگھ نگر اترا کھنڈ

نائب قومی صدر: ایم ایس او آف انڈیا

05 نومبر بروز منگل 2024

آج میں لکھتا ہوں سراپا کس کا

رشحاتِ قلم: مشہور ادیب علامہ **محمد قمر انجم قادری فیضی**
صحافی روزنامہ شان سدھارتھ سدھارتھ نگر اتر پردیش

اس گلشنِ ارضی ہندوستان کو جنت نشاں بنانے اور یہاں کے باشندوں کو امن و آشتی، پیار ومحبت، اخوت و بھائی چارگی، اتحاد واتفاق کا سبق پڑھانے میں خانقاہوں کو آباد کرنے والے اولیاء اللہ کا بڑا حصہ ہے جنھوں نے غم خواری، دل داری، یگانگت، ہم آہنگی، انسانیت نوازی، غریب پروری کے ذریعہ اپنے حلقہ مریدین کواس جانب خصوصی توجہ دینے کی ترغیب دی اور خود تا حیات ان اصولوں پر عمل پیرا رہے۔ان اولیاء اللہ کے انہیں فیوض و برکات اور مخلصانہ کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ صدیوں بعد بھی، رنگ ونسل، ذات پات، قوم وملت، ملکی سرحدیں اور مذہب سے قطع نظر عوام کا جم غفیر ان کے آستانہ عالیہ پر در عقیدت پیش کرنے کو اپنے لیے باعث خیر و برکت سمجھتا ہے۔

انہیں باصفا اور باکمال سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی شیخ المشائخ قطب العالم عاشق اعلی حضرت ممتاز الصوفیاء حضرت سیدنا شاہ یار علی شعیب الاولیاء قدس سرہ السامی بانی دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر کی ذات گرامی ہے۔جن کے علوم و معارف اور سلوک وطریقت کے فیضان کا چشمہ آج تک جاری وساری ہے۔

لکھنے کو تو حضرت شاہ یار علی لقدرضی المولی تعالی عنہ پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور آگے بھی لکھا جاتا رہے گا۔حتی کہ آپ کے مبارک نام پر کئی یونیورسٹیز اور مدارس و جامعات میں ''شعیب الاولیاء سیمنار'' بھی منعقد ہو چکا ہے۔اس کے علاوہ آپ کی حیات وخدمات پر اب تک تقریباً چار پانچ کتابیں معرض وجود میں آچکی ہیں۔ نیز آپ کے ہی مبارک ومقدس نام سے دینی ادبی علمی قدآور شخصیات کو ''شعیب الاولیاء ایوارڈ'' سے بھی

نوازا جا چکا ہے۔ نیز آپ کے پاکیزہ نام سے ملک ہندوستان میں کئی مدارس وجامعات کا قیام عمل میں آچکا ہے اور آگے بھی یہ سلسلہ جاری ہے اور وہاں سے قال اللہ تعالیٰ وقال الرسول کی نغمہ سنج صدائیں کانوں میں رس گھول رہی ہیں۔

پیش نظر کتاب ''سیرتِ شعیب الاولیاء'' کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں ایسے مواد شامل کیے گئے ہیں جو دیگر کتابوں میں قارئین نے اب تک پڑھا نہیں ہوگا اور سنا بھی نہیں ہوگا۔ بڑی ہی عمدہ سلیقے سے اور عرق ریزی وجانفشانی سے کتاب کو ترتیب وتہذیب سے آراستہ و پیراستہ کیا گیا ہے۔ آپ کے حلیہ وسراپا قد وقامت سے ایک اقتباس ملاحظہ کریں۔ رنگ گندمی دل کے جذبۂ آدمیت کا عکاس، گول چہرہ دیباچۂ علم وعرفان، قد و قامت درمیانہ ''خَیرُ الاُمورِ اوسطھا'' کا نمونہ، سر مبارک بڑا سیادت کا آئینہ دار جس پر علم وفضل اور شیخ المشائخ قطب الاولیاء اور ممتاز الصوفیاء کی خوبصورت دستار، گھنی اور خوب صورت داڑھی وجاہت مؤمن کی علامت، کشادہ پیشانی سے اخلاق حسنہ کا جلوہ نمودار اور جس پر ''تفقہ فی الدین'' کی تحریر سعادت آثار، گول آنکھیں گریۂ صبح گاہی کی غماز، بڑے بڑے کان ''قال اللہ و قال الرسول'' سننے کے لیے، الحیاء شعبۃ من الایمان کی سرخی سے رخسار گلنار، پتلے پتلے ہونٹ جن پر تسبیح وتہلیل اور شریعت کی گفتار، اونچی ناک اہلِ سنت کی آبرو، گردن اونچی صرف بارگاہِ خداوندی میں تسلیم ورضا کی خاطر جھکنے کے لیے، سخاوت کے ہاتھ جس میں شریعت کا قلمِ بہار آثار پتلے پتلے ناخون جن سے علم وحکمت کی گرہیں کھولی جائیں جسم مبارک پر جبۂ عالی جس کا دامن علمائے اہلسنت کی علمی پناہ گاہ، قدم میمون جب چلے تو پیچھے پیچھے تشنگان علم وفن کا کارواں چلے اور جہاں ٹھہر جائے وہاں علم وفن کا شہر آباد ہو جائے۔ آج براؤں نانکار جو براؤں شریف کے نام سے ملک گیر شہرت کا حامل ہو چکا ہے یہ آپ کے ہی آمد مبارکہ کا سبب ہے۔

حضور شیخ المشائخ سیدنا شاہ محمد یار علی لقدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینی تبلیغی دعوتی اصلاحی تعمیری فکری نظری خدمات کا دائرہ بہت وسیع وعریض ہے جس میں نمایاں طور پر دار العلوم

فیض الرسول کا قیام اور سربراہی نیز درجنوں مساجد و مکاتب کی تعمیر و سرپرستی، مسلکی رہنمائی کے لیے دارالافتاء کا قیام، فیض الرسول شعبۂ نشر و اشاعت قائم کیا۔ بیواؤں کی شادی، حاجت مندوں کی حاجت روائی، پریشاں حالوں کی مدد، اور خفیہ طور پر ہر مستحق پر صدقہ و خیرات کرنا آپ کا عظیم شیوہ تھا۔ حضور شیخ المشائخ سیدنا شاہ محمد یار علی لقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسلک اعلیٰ حضرت سے وابستگی بھی عشق کی حد سے آگے تک تھی آپ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے پناہ عقیدت و محبت تھی اور مسلک اعلی حضرت پر سختی سے پابند تھے، خانقاہ فیض الرسول کا موقف کھلے لفظوں میں بیان کرتے ہوئے فرماتے" وہی مرید سچا مرید ہے جو مسلک اعلیٰ حضرت سے وابستہ ہے، مسلک اعلیٰ حضرت پر گامزن ہے۔ اور تاحیات اپنے خلفاء مریدین معتقدین کو مسلک اعلی حضرت پر گامزن رہنے کی سختی کے ساتھ تاکید فرماتے تھے۔

ایسی تحریر جو دل کو چھو لے وہ ادب ہے، ادب ہمارے احساسات جمال کی تشفی کرتا ہے۔ ادب کا بنیادی مقصد ہے کسی شے کو دیکھنے میں حسن کی تلاش کرنے ہیں۔ ادب کوئی ایسی شے نہیں جو ہر کوئی ایک لکیر کے حساب سے کھینچے اور یہ کہیں کہ اس کو ادب کہتے ہیں۔ ادب کو ہر کسی نے اپنے مطالعے مشاہدے اور تجربے کے بنیاد سے ایک یا دو لائنوں میں بیان کرنے کی کوشش کی ہیں۔ جس طرح اگر ادب کے حوالے یہ کہوں تو بھی غلط نہ ہوگا۔ ایسی خوبصورت تحریر جو متاثر کرے، وہ ادبی تحریر کہلائے گی، اس میں زبان کا خوبصورت استعمال جذبات و احساسات اور مشاہدات کو پیش کیا جائے۔ انسان خواہ کسی بھی خطے کا ہو وہ کوئی بھی زبان بولتا ہو اس کے احساسات و جذبات مشترکہ ہیں کچھ یا زیادہ، غم و نشاط ضروری ہوگا۔ ادب کسی بھی زبان میں ہو ادب کہلاتا ہے۔ ادب کے ساتھ جب بے ادبی سے پیش آیا جائے تو ادب بھی ایسے لوگوں کو اپنے دائرے میں جگہ دینا مناسب نہیں سمجھتا۔ پیش نظر کتاب ''سیرتِ شعیب الاولیاء'' کی ضخامت 170 صفحات سے زائد ہے۔ بہترین و دیدہ زیب سرورق، لاجواب تزئین کاری سے پُر مطالعے کے ڈیسک پر حاضر

ہے۔ پوری کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد ماحصل یہ ہے کہ دعائیہ کلمات میں پیر طریقت مصدر تجلیاتِ واحدی مظہر تجلیات طیبی و طاہری اولاد رسول عرف حضرت سہیل ملت میر سید محمد سہیل میاں قادری چشتی واحدی مدظلہ العالی والنورانی سجادی نشین خانقاہ عالیہ واحدیہ طیبیہ بلگرام شریف کے ہیں۔ اور تاثراتی کلمات میں خلیفہ طاہر ملت مصنف کتب کثیرہ علامہ مفتی محمد اسرار احمد فیضی واحدی ناظم اعلی جامعہ امام اعظم ابوحنیفہ نسواں عربی کالج علی پور بازار ضلع گونڈہ، مفکر قوم وملت خلیفہ تاجدار بلگرام مشہور نوجوان عالم دین علامہ محمد عارف القادری واحدی مرکزی (بی اے، ایم اے) بانی مرکز مہناج الصالحات ادھم سنگھ نگر اترا کھنڈ، علامہ کمال احمد نظامی علیمی استاذ و مفتی دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی ضلع بستی، محبّ العلماء والمشائخ جامع اخلاص ومحبت ماہر درس و تدریس حضرت علامہ محمد احمد حسین علوی صاحب قبلہ (میر پور) سابق استاذ دار العلوم مسکینیہ دھوراجی گجرات، معروف ومشہور قلمکار ومزاحیہ کالم نگار ڈاکٹر محمد قائم الاعظمی علیگ برجمن گنج، مشہور ومعروف صحافی علامہ محمد قمر انجم قادری فیضی ایڈیٹر مجلہ پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر جیسی عظیم دینی ادبی علمی شخصیات شامل ہیں۔

تعارف: مولف کتاب اولاد سیدنا علی مرتضی پیکر اوصاف مظہر شعیب الاولیاء پیر طریقت صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری چشتی مدظلہ العالی چیف ایڈیٹر مجلہ پیام شعیب الاولیاء سراپا: لمبا قد، دوہرا بدن، کشادہ پیشانی، چمکتی آنکھیں، درخشاں رنگ، مزاج میں سنجیدگی، اعضا میں صلابت گفتگو میں حلاوت، انتہائی درجہ خلیق ہیں حضرت مولانا محمد افسر علوی قادری چشتی بن شیخ طریقت شہزادہ مظہر شعیب الاولیا حضرت علامہ عبد القادر چشتی علیہ الرحمہ جنہیں عرف عام میں افسر العلما اور افسر ملت سے جانا اور پہنچانا جاتا ہے۔

ولادت: صاحبزادہ محمد افسر علوی صاحب قبلہ کی ولادت 9 نومبر 1995ء کو آبائی روحانی علمی ادبی گھر براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر یوپی میں ہوئی۔ گھریلو ماحول پر شرعی روحانی رنگ چڑھا ہوا ہے جس کا نمایاں عکس آپ کی شخصیت پر نظر آتا ہے۔

تعلیم وتربیت: آپ کی بسم اللہ خوانی گھر میں ہی انجام پائی، پرائمری سطح کی تعلیم آپ نے اپنے گاؤں براؤں شریف ہی میں حاصل کی۔ پھر اہل خانہ نے آپ کی رغبت اور ذوق وشوق کو بھانپتے ہوئے آپ کو حفظ وقرأت کی تعلیم کے لیے مدرسہ فیضان المصطفےٰ زہرہ باغ علی گڑھ یوپی میں داخلہ کرادیا، جہاں آپ نے حفظ قرآن کریم کی تکمیل کی اور مورخہ جمادی الآخرہ 1432ھ مطابق 11 مئی 2011ء/ بروز بدھ دستار اور سند حفظ وقرآت سے سرفراز کیے گئے ہیں۔

اعلیٰ تعلیم: پھر درس نظامی کی تعلیم کے لیے آپ جامعہ امجد یہ رضویہ گھوسی، دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی پہنچے اور جمدا شاہی میں مورخہ 16 شعبان المعظم 1439ھ/ مطابق 3رمئی 2018ء بروز جمعرات کو دستار فضیلت اور سند سے نوازے گئے۔ مزید عصری تعلیم سے تشنگی بجھانے کا سلسلہ تادم تحریر جاری ہے۔ (بی اے، ایم اے) جیسی اہم ترین اور اعلیٰ ڈگریاں بھی رکھتے ہیں آپ۔

آپ کے اساتذہ: آپ نے جن قابل اساتذہ سے مختلف علوم فنون کی کتابیں پڑھیں ان میں سے چند مشاہیر اساتذہ کے نام درج ذیل ہیں:

(1) امام العلما حضرت علامہ مفتی آل مصطفےٰ مصباحی بہاری علیہ الرحمہ (2) افقہ الفقہاء حضرت علامہ مفتی شمشاد احمد مصباحی بہاری مدظلہ العالی (3) مخزنِ علم و ادب حضرت علامہ مفتی عبدالرحمن مصباحی مدظلہ العالی (3) قمرالعلما حضرت علامہ مولانا محمد قمر عالم مصباحی مدظلہ العالی (4) تاج الفقہا حضرت علامہ مفتی اختر حسین علیمی مدظلہ العالی (5) ادیب شیر حضرت علامہ مولانا فروغ احمد مصباحی مدظلہ العالی (6) فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین مصباحی مدظلہ العالی۔

ہم سبق علمائے کرام: آپ کے ہم سبق ساتھیوں میں سے چند کے اسما درج ذیل ہیں:

حضرت مولانا مفتی عارف رضا امجدی صاحب قبلہ، حضرت مولانا مسعود رضا امجدی صاحب قبلہ، حضرت مولانا مفتی محمد نعیم امجدی اسماعیلی ازہری صاحب قبلہ، حضرت مولانا

نجم الحسن امجدی صاحب قبلہ، حضرت مولانا مفتی آصف علیمی صاحب قبلہ، حضرت مولانا قاسم رضا علیمی صاحب قبلہ، حضرت مولانا شاہنواز علیمی صاحب قبلہ، حضرت مولانا سعید احمد علیمی صاحب قبلہ۔

بیعت وخلافت: آپ کو اپنے والد محترم شیخ طریقت، رہبر قوم وملت، آفتاب قادر بیت ماہتاب چشتیت حضرت علامہ عبد القادر چشتی علیہ الرحمہ سے شرف بیعت حاصل ہے اور حضرت کی بارگاہ سے خلافت و اجازت بھی عطا ہوئی۔ علاوہ ازیں آپ کو شیخ الاسلام حضرت علامہ مفتی سید الشاہ محمد مدنی میاں اشرفی کچھوچھوی مدظلہ العالی اور حضرت مولانا پیر ابوالبرکات محمد ارشد سبحانی صاحب قبلہ سے بھی اجازت وخلافت حاصل ہے۔

تحریر اور تصنیف: ملک کے اکثر مذہبی رسائل و جرائد اور اخبارات میں آپ کی وقیع نگارشات شائع ہو کر اہل علم سے خراج تحسین حاصل کیا، آپ کی تحریر و قلم کی سحر کاری کے غیر بھی متعرف ہیں نیز آپ کے علمی جاہ وجلال اور پختگی فکر و قلم کے مداح ہیں، سہ ماہی پیام شعیب الاولیا اس کا شاہد عدل ہے۔ حضرت مولانا محمد افسر علوی صاحب قبلہ نے کئی ایک کتابیں تحریر فرمائیں جن میں سے ''چالیس منتخب احادیث مبارکہ'' اور ''تذکرہ حضرت سیدنا محمد بن حنفیہ اور آپ کی اولاد'' کی طباعت ہو چکی ہے۔ جب کہ تیسری کتاب ''سیرتِ شعیب الاولیاءؒ'' ہے۔

اخلاق اور صفات: مولانا موصوف بڑے خوش اخلاق ملنسار اور پاکیزہ کردار کے حامل ہیں، اچھی اور عمدہ شخصیت وصلاحیت کے مالک ہیں، قوم مسلم کی فلاح و بہبود، مذہب اسلام کے فروغ اور مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔ آپ ایک سچے عاشق رسول اور مداح بزرگانِ دین ہیں۔ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ، حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اور حضرت شعیب الاولیا رضی اللہ عنہ سے بے پناہ عقیدت ومحبت رکھتے ہیں۔ آپ ایک شاندار مبلغ، بہترین مربی اور عالی ظرف مہمان نواز ہیں۔ مزاج میں نرمی، کلام میں شیرینی اور اخلاق میں پاکیزگی آپ کا طرہ امتیاز ہے۔ عوام اور گرد و نواح

کے علاقے میں مبلغ مقرر اور پیر طریقت کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ نوجوان علما میں ایک منفرد اور ممتاز صلاحیت کے حامل ہیں۔ آج کے اس بھاگم بھاگ زندگی میں کون سے پیر صاحب کے پاس وقت ہے جو اِن دشوار گذار و پر پیچ راستوں سے چل سکیں؟ مگر صاحبزادہ محمد افسر علوی صاحب قبلہ مجلہ پیام شعیب الاولیاء کے لیے کافی تگ ودو کر رہے ہیں، اور اس کے علاوہ یہ بات ناقابل تردید ہے کہ اس میدان میں کتنی محنتیں مشقتیں کتنی نیندیں قربان کرنی پڑتی ہیں۔ یہ وہی جانتے ہیں جو اس میدان سے گزر چکے ہیں۔ پھر بھی آپ سفر وحضر، درس وتدریس، تقریر نیز گھر کی زمہ داریوں سے وقت نکال کر مجلہ پیام شعیب الاولیاء کے لیے جس طرح جد وجہد کرتے رہتے ہیں یہ آپ کا ہی طرہ امتیاز ہے۔ سلسلہ بسلسلہ قلمکاروں سے منتخب موضوعات پر مضامین لکھوانا، پھر مضامین کے لیے مسیج کرنا، وقت مقررہ تک ملے ہوئے تحریروں سے موضوع کے موافق مضامین کا انتخاب بڑا کٹھن اور دشوار گداز مرحلہ ہوتا ہے بعدہ حالات حاضرہ پر اپنا اداریہ ترتیب دینا بڑا جہد مسلسل والا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مقبول ترین بنائے، اور مصنف صاحب کو حاسدین کی حسد سے محفوظ و مامون فرمائے۔

نیاز مند **محمد قمر انجم فیضی**

میڈیا انچارج مسلم اسٹوڈنٹ آرگنائزیشن آف انڈیا اُتر پردیش

14 نومبر بروز جمعرات 2024 مطابق 11 جمادی الاولی 1446

سیرتِ شعیب الاولیاء تعارف و تجزیہ

مشہور کالم نگار ڈاکٹر **محمد قائم الاعظمی علیگ**
اعظمی کلنک برجمن گنج ضلع مہراجگنج یوپی

یار علی کے فیض کا دریا رواں ہے آج
ہر تشنہ لب خوشی سے یہاں نغمہ خواں ہے آج

ارسطو نے کہا تھا ”عقل سے ہم سب کچھ سیکھتے ہیں“ نقل بیک وقت دو کام دیتی ہے ایک ”درس“ دوسری ”دیکھ کر محسوس کرنا اور اس سے اچھا کرنا۔“ وہ ادب جس کو نثر سے نثر بنانے کی کوشش ہوتی ہے بقول ایم قادر کے ”وہ ادب برائے زندگی ہے اور وہ ادب جس سے علم حاصل کرتا ہے وہ ادب جس سے زندگی بہتر بنانے کی کوشش ہوتی ہے وہ ادب برائے زندگی ہے۔

چونکہ آپ کا قلم آپ کی سوچ کی عکاسی کرتا ہے آپ چاہے سیاست پر لکھیں، انسانی حقوق پر لکھیں، عورت پر لکھیں، زندگی پر لکھیں، معاشرتی بگاڑ پر لکھیں یا مذہب یا سیرت و سوانح پر خیالات کا اظہار کریں آپ کی تحریر آپ کی سوچ کی عکاسی کرتی ہے۔ ادیب ادب کو باادب بنانے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

کامیاب ادیب حقائق پرست بلکہ انسانی احساسات و جذبات کی خوب صورت ترجمانی کرتا ہے، اچھا ادیب اپنے کردار کے تخیل کو اصل حالت میں پیش کرتا ہے وہ ادیب ایسے تاثر پیش کرتا ہے کہ قاری اس کو اپنا محسوس کرے۔ قاری ایسا ہو جو ادیب کی تحریر کی گہرائی کو سمجھ سکے۔

ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت، خانقاہ یار علویہ چشتیہ براؤں شریف کے سجادہ نشین، نامور عالم دین، معروف مصنف، مشہور کالم نگار، مایہ ناز ادیب، نقاد، اہلِ نظر، حقیقت شناس، سوانح نگار، سیرت نگار، اہل بصیرت، نکتہ داں، اہل شعور، نکتہ فہم، اہل عقل، ذکی، صاحب دل، اہل فراست، بانی شعیب الاولیاء ٹرسٹ، خوش انتظام، حضور سیدنا محمد بن حنفیہ کے خاندان سے تعلق رکھنے والی ذات، علمی روحانی خانوادے کے چشم و چراغ، رحم دل، علماء نواز، مہمان نواز، غریب پرور، محسن طلبہ واساتذہ، خوش خصال، خوش اخلاق، خوش اطوار، خوش مزاج، خوش لباس، بامروت، ملنسار، باوضع، باادب، سلیقہ شعار، خوب صورت، منور چہرہ، نورانی صورت، درخشاں پیشانی، سفید رنگت کا حامل، صدر مسلم اسٹوڈنٹ آرگنائزیشن آف انڈیا یونٹ ضلع سدھارتھ نگر یعنی جن سے میری مراد محبوب العلماء والمشائخ نبیرۂ شعیب الاولیاء مصدر تجلیات شاہ یار علی مخزن علوم وفنون خلیفۂ شیخ الاسلام والمسلمین پرتو علومِ شاہ صوفی صدیق الاولیاء پیر طریقت رہبر راہ شریعت مظہر حضور چشتی میاں حضرت علامہ مولانا حافظ و قاری محمد افسر علوی قادری مدظلہ العالی والنورانی چیف ایڈیٹر مجلہ پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر ہیں۔

آپ نے اب تک کئی کتابیں لکھی اور شائع فرمائیں ہیں جن میں، چالیس منتخب احادیث مبارکہ، تذکرہ حضرت محمد بن حنفیہ اور آپ کی اولاد' شامل ہیں جو شائع وطبع ہوکر ارباب علوم وفنون سے محبت وعنایت تہنیت ومبارکبادی حصول کر رہی ہیں۔ تمام کتابوں میں بہترین اور اہم موضوعات شامل ہیں جو اردو ادب کا بہترین سرمایہ ہیں جن کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ کچھ کتابیں نظر کو بھا جاتی ہیں اور دل کی تاروں کو اپنی جانب کھینچ لیتی ہیں کبھی تو اس کی وجہ مصنف ہوتا ہے تو کبھی کتاب کا مضمون۔

''سیرتِ شعیب الاولیاء'' مولانا حافظ و قاری محمد افسر علوی قادری مدظلہ العالی والنورانی نے اپنے جد امجد حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ پر جامع مفصل سوانح حیات مرتب فرمایا ہے، جس کی ضخامت 100 صفحات سے زائد ہے طرز ادا سہل اور دل نشیں ہے

ان شاء اللہ تعالیٰ یہ کتاب عوام اہلسنت کے لئے مفید اور نفع بخش ہوگا۔ جن میں خاص خاص عنوانات مندرجہ ذیل ہیں:

اجمالی تعارف حضور شعیب الاولیاء، ضلع سدھارتھ نگر اپنے وقوع کے اعتبار سے، ولادت با سعادت: نام وکنیت: تعلیم کی طرف متوجہ: بیعت وارادت کا واقعہ: خاندانی پس منظر، مورثین اعلی کی آمد: والد گرامی فجر علی، والدہ ماجدہ، حضور شعیب الاولیاء کے برادران، حج وزیارت حرمین شریفین، آپ کے شمائل وخصائل، مہمان نوازی، لباس و وضع، حلیہ وسراپا، اولاد و امجاد، خلفاء کرام، نواب جنگل سے براؤں شریف واپسی، ریاضت ومجاہدہ، عاجزی وانکساری، سخاوت اور استغناء، مریدوں کے ساتھ حسن سلوک، توکل الی اللہ، عبادت خانہ، زہد وتقوی، محفل میلاد سے حد تک عشق تھا، روزہ پر مداومت، حضور شعیب الاولیاء مرشد برحق، اصلاح و اعتقاد، تبلیغ و ارشاد، آپ کی چند اہم خصوصیات، اخلاق عالیہ، نماز کا اہتمام، عشق رسول اللہ، محبوب العلماء والاولیاء، نماز باجماعت ایک جائزہ، علم دین کا شوق اور علماء کا ادب واحترام، تعظیم وتکریم کا واقعہ، اعلی حضرت سے والہانہ عقیدت، دارالعلوم فیض الرسول کا پس منظر، مساوات وانصاف، بد مذہبوں سے نفرت و بیزاری، اصلاح اعمال وعقائد دینیہ، ریاضت ومجاہدہ، کشف و کرامت، شعیب الاولیاء اور دین کی خدمات علماء کی زبانی، تاثر بزبان شیخ العلماء، نورانی خواب اور قطب مدینہ کی تعبیر، وہ باتیں جن سے خوشبو آئے، شعیب الاولیاء ایوارڈ یافتگان۔

ان شامل مندرجات کو پڑھ کر بلا تامل یہ کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ ''سیرتِ شعیب الاولیاء'' کتاب بے حد خوب صورتی اور جاذبیت ومحنت ومشقت کے ساتھ ترتیب دی گئی ہے اور قارئین کی عقیدت ومحبت کا خیال رکھتے ہوئے منفرد اہم اور خاص مواد کو شاملِ کتاب کیا گیا ہے۔ بکھرے ہوئے موتیوں کو ایک سونے کے ہار کی شکل میں نذرِ قارئین کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ مذکوہ کتاب کو شرف قبولیت کا درجہ عطا فرمائے اور مولف، طابع، ناشر، شامل سبھی قلمکار معاونین نیز مریدین ومحبین کو دارین کی سعادتوں نعمتوں سے اور فیضان یار علوی سے مالا مال کرے۔

عقیدت کیش:

ڈاکٹر محمد قائم الاعظمی علیگ

اعظمی کلنک برجمن گنج، ضلع مہراج گنج، یوپی

7 نومبر بروز جمعرات 2024

تقدیم

علامہ محمد قمر انجم قادری فیضی
ایڈیٹر مجلہ پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر

خانقاہ کی تحقیق: خانقاہ کا لفظ فارسی زبان سے لیا گیا ہے، جہاں ''خان'' کا مطلب ہے ''مکان'' اور ''قاہ'' کا مطلب ہے ''عبادت''۔ یوں خانقاہ کا مفہوم ہے ''عبادت کا مکان''۔ خانقاہیں وہ روحانی تربیت گاہیں ہیں جہاں روحانی اصلاح، عبادت، اور ذکر اللہ کے ذریعے سے دل اور روح کی تربیت کی جاتی ہے۔ یہ مقامات وہ مراکز ہیں جہاں صوفیائے کرام اپنی روحانی عبادات، ریاضات، اور تربیت کے لیے جمع ہوتے ہیں۔

خانقاہ کی ابتدا: اسلامی تاریخ میں خانقاہ کی ابتدا کا تعلق براہِ راست حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے ہے، جن میں اصحابِ صفہ نمایاں ہیں۔ اصحابِ صفہ وہ مقدس گروہ تھا جس کے اراکین نے دنیاوی لذتوں کو ترک کرکے اپنے آپ کو عبادت اور ذکر الٰہی کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ ان کی رہنمائی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کی۔ ان کی زندگی میں خانقاہی طرز کی جھلکیاں ملتی ہیں۔

خانقاہ کی اصطلاحی تعریف: خانقاہ وہ مقام ہے جہاں درویشوں اور سالکین کا مجمع ہوتا ہے اور جہاں وہ دنیا سے کنارہ کش ہوکر عبادت اور ریاضت کرتے ہیں۔ یہاں ایک کامل پیر یا شیخ موجود ہوتا ہے جو سالکین کی رہنمائی کرتا ہے اور ان کی روحانی تربیت کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ خانقاہ میں درگاہ، مسجد، اور دیگر عبادت گاہیں بھی شامل ہوسکتی ہیں، لیکن ہر درگاہ میں خانقاہ کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ تصوف اور خانقاہ: تصوف کو اسلامی روحانیات کا ماخذ سمجھا جاتا ہے۔ اس کا مقصد بندے کو اللہ کے قریب کرنا اور روحانی کمال کی منزل تک پہنچانا ہے۔ خانقاہیں اس سلسلے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں جہاں تصوف کے اصولوں اور روحانی تربیت کی تعلیم دی جاتی ہے۔ حدیثِ جبریل میں مذکور احسان کا تصور تصوف کی

بنیاد ہے، اور خانقاہیں اسی احسان کے تصور کو فروغ دینے کے لیے قائم کی گئی ہیں۔قرآن مجید میں خانقاہ کا ذکر: قرآن مجید میں خانقاہوں کے ذکر کا مفہوم سورۂ نور کی آیات میں ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَ یُذْکَرَ فِیْہَا اسْمُہٗ... (سورۃ النور: 36-37) "اس آیت میں" بیوت "یعنی گھر سے مراد وہ خانقاہیں ہیں جہاں اللہ کا ذکر بلند کیا جاتا اور عبادت کی جاتی ہے۔ یہ گھر وہ مقام ہیں جہاں اللہ کے ولی اور درویش اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں۔

خانقاہوں کے آداب اور اصول: خانقاہ میں رہنے والے سالکین اور درویشوں کے لیے کچھ آداب و اصول ہوتے ہیں جو ان کی روحانی ترقی کے لیے ضروری سمجھے جاتے ہیں۔ان میں: (1) عبادت اور ذکر الٰہی: خانقاہ میں ہر وقت اللہ کا ذکر اور عبادت ہوتی ہے۔سالکین کو نماز، ذکر، اور دعا میں مشغول رہنا ضروری ہوتا ہے۔(2) شیخ کی اطاعت: خانقاہ کا نظام شیخ کی سرپرستی میں ہوتا ہے۔شیخ کی اطاعت اور اس کے احکامات پر عمل کرنا سالکین کے لیے لازم ہوتا ہے۔ (3) سادگی اور تواضع: خانقاہ میں سادگی اور تواضع کو اہمیت دی جاتی ہے۔دنیاوی چیزوں سے دل لگانا خانقاہ کے اُصولوں کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔(4) اخوت اور مساوات: خانقاہ میں رہنے والے تمام افراد کے درمیان مساوات اور اخوت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ یہاں کسی بھی قسم کی نسلی، مذہبی، یا طبقاتی تفریق کو پسند نہیں کیا جاتا اور تمام افراد کو ایک ہی صف میں کھڑا ہونے کی تربیت دی جاتی ہے۔

خانقاہوں کا مقصد: خانقاہوں کا بنیادی مقصد سالکین کی روحانی تربیت اور اصلاح کرنا ہے۔ یہ مقامات بندے کو اللہ کے قریب لانے، روحانی کمال حاصل کرنے، اور نفس کی تطہیر کے لیے قائم کیے گئے ہیں۔خانقاہ میں رہنے والے سالکین اپنی زندگی کو اللہ کے احکام کے مطابق گزارنے کی کوشش کرتے ہیں اور شیخ کی رہنمائی میں اپنی روحانی ترقی کی منازل طے کرتے ہیں۔انہی تمام خانقاہوں کے آداب و اصول سے مزین خانقاہ یارعلویہ براؤں شریف ہے جس کے بانی حضور شعیب الاولیاء سیدنا شاہ یار علی لقدرضی المولی عنہ ہیں جو ایک

مرشد برحق شیخ کامل اور ایک فرشتہ صفت انسان تھے۔ ایک کامل پیر میں جو شرائط، اوصاف وخصائل ہونی چاہیے وہ سب آپ میں موجود تھے۔ پیری مریدی کی حقیقت اور بیعت و اِرادت کے مقاصد سے کما حقہ واقف تھے۔ کسی کو سلسلہ میں داخل کرتے تو صاف فرماتے کہ پیری مریدی کا مقصد صرف ہاتھ میں ہاتھ دے کر رسماً مرید ہو جانا نہیں ہوتا۔ بلکہ پیر کے دست حق پرست میں ہاتھ دے کر ان سے کیے ہوئے وعدوں پر کھرا اُترنا اور انہیں نبھانا ہی حقیقت پیری مریدی اور مرید صادق کی پہچان ہے۔ آج کل لوگ مرید ہونا بہت آسان سمجھتے ہیں؟

حالانکہ اتنا آسان نہیں ہے جتنا کہ لوگ سمجھتے ہیں۔ علاوہ اس کے مرید اتصال یعنی پیر کے لیے شرع میں مذکور شرائط کے ساتھ، یہ بھی ضروری ہے کہ مفاسد نفس یعنی نفس کے فتنوں۔ مکائد شیطان، شیطانی چالوں اور مصائد ہوا نفس کے جالوں سے بھی آگاہ ہو۔ دوسرے کی تربیت جانتا ہو۔ اور اپنے متوسل پر شفقت نامہ رکھتا ہو کہ اس کے عیوب پر اسے مطلع کرے، ان کا علاج بتائے۔ نیز جو مشکلات اس راہ میں آئیں اسے حل فرمائے۔ ان صفات وشرائط مذکورہ سے متصف لوگوں کی حتی الامکان آپ خوب رہبری و رہنمائی کرتے تھے۔ قدم قدم پر اپنے مریدین کی اصل تربیت فرماتے رہتے تھے۔ ان کے حرکات و سکنات، اعمال وافعال پر گہری نظر رکھتے، خلاف شریعت ادنی ملاوٹ اور معمولی کوتاہی کو بھی آپ نظر انداز نہیں فرماتے، بلکہ اس پر انہیں سخت تاکید فرمایا کرتے تھے۔ کبھی اس چیز کی حرص وطمع اور خواہش نہ کی کہ ہماری ارادت کا دائرہ وسیع اور مریدین زیادہ ہو جائیں بلکہ آپ کی یہی خواہش ہوتی کہ جو بھی ہوں وہ حق بیعت ادا کریں اور مجاز پیری کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائیں۔ شریعت وسنت پر قائم رہ کر زندگی گزاریں اگر چہ ان کی تعداد کم گنتی کے چند افراد پر ہی مشتمل کیوں نہ ہو۔ آج کل کے پیر اپنے مریدین کے سوا دوسرے کے مریدوں کو پسند نہیں فرماتے اور ان سے سخت کلامی اور غصہ کا اظہار کرتے ہیں اس بات پر کہ فلاں سے کیوں مرید ہوا؟ مجھ سے کیوں نہیں؟۔ لیکن آپ نے کبھی ایسا نہ کیا، جو رویہ آپ اپنے مریدین کے ساتھ اپناتے وہی دوسروں کے ساتھ بھی۔ سابق مشائخین اور پیران طریقت جس طرح اپنے

مریدین پر شفقت و کرم اور ان کی خبر گیری کیا کرتے تھے، انہیں اسلاف کرام اور مشائخین طریقت کے پاکیزہ طور وطریقہ کو اپنائے ہوئے آپ بھی اپنے مریدوں کا خاص خیال رکھتے اوران کی خبر گیری فرمایا کرتے تھے۔مرید خواہ امیر ہو یا غریب اس کی دعوت پر وقت نکال کر تشریف لے جاتے اور دل جوئی فرماتے تھے۔ پیر صحیح معنوں میں ہے بھی وہی جو اتصال برقرار رکھے اور مریدین سے ربط و تعلق کو ٹوٹنے نہ دے۔آپ اسوۂ مبارکہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر چلنے والے اور سنت نبوی کو زندہ رکھنے والے تھے۔اور شیخ کامل کی سب سے بڑی پہچان اور نشانی یہی ہے کہ وہ سنت کو زندہ رکھتا ہے اور بدعت وضلالت کو مٹاتا ہے۔شیخ کامل کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ مردہ دلوں کو ذکر الہی سے آباد اور نفوس کو کدورت سے پاک و صاف کرے گا اور انہیں احکام اللہ کا بلا چوں چرا تسلیم کرنے والا بنائے گا۔اور سب سے پہلی اور اہم شرط یہ مانی جاتی ہے کہ جس کا نورانی چہرہ دیکھ خدا یاد آئے مرشد کامل وہی ہے۔اور یقینا آپ کا پرنور چہرہ اللہ کی یاد دلاتا تھا، جو بھی دیدار و زیارت سے مشرف ہوتا وہ بول پڑتا:

بخدا یہ کسی اہل اللہ اور ولی اللہ کا چہرہ ہے۔

اس سے بڑھ کر آپ کے مرشد کامل ہونے کی نشانی اور کیا ہوسکتی ہے۔وہ جس کی صحبت نیکوکار بنانے والی جس کی نظر دوا اور شیریں کلام شفا ہو وہ مرشد طریقت اور شیخ کامل نہیں،تو اور کون ہے؟۔ یہ بھی پیر کامل کے شرائط میں سے ایک ہے۔فضلِ رب ہے اور عنایت ہے شہِ کونین کی تذکرہ ہے آپ کا گھر گھر شعیب الاولیا آپ علیہ الرحمہ کی بیعت وارادات کا حلقہ بہت وسیع اور عقیدت مندوں کی فہرست بہت طویل ہے جو صرف یوپی تک ہی محدود نہیں تھی بلکہ ملک ہندوستان کے مختلف گوشوں اور صوبوں مثلاً بہار، بنگال، کلکتہ، کشمیر، حیدرآباد، دکن، دہلی، راجستھان، گوا، کرناٹک اور مہاراشٹر وغیرہ تک پھیلا ہوا ہے۔اور ان صوبوں کے کثیر اضلاع، متعدد بلاد وامصار اور قصبات وقریات میں آپ کے مریدین ومعتقدین اور متعلقین سینکڑوں، ہزاروں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔جو آپ کی روحانی شخصیات سے بیحد متاثر اور آپ کے معتقد ہیں۔اور بالاتفاق سب آپ کی ذات بابرکات کی منفرد خوبی و

کمالات کے معترف بھی۔ندیم سلطانپوری نے خراجِ عقیدت یوں پیش کی ہے ؎

جو ترے ٹکڑوں سے پلتے ہیں، قسم اللہ کی
وہ بھٹک سکتے نہیں در در شعیب الاولیا
جگمگائے اس کی قسمت کا ستارہ تا ابد
ڈال دیں چشمِ کرم جس پر شعیب الاولیا

نبیرۂ شعیب الاولیاء پیر طریقت رہبر راہ شریعت مخزن علم وفن صاحبزادہ حضرت علامہ حافظ وقاری افسر ملت محمد افسر علوی قادری چشتی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ (بی اے، ایم اے) سجادہ نشین خانقاہ یارعلویہ چشتیہ براؤں شریف نے اپنے جدامجد صاحب زہدوتقوی سراپا خیر وبرکت رفیع الدرجت اولا دحضرت سیدنا مولائے کائنات مولی علی رضی المولی عنہ حضرت الحاج الشاہ حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان بانی خانقاہ یارعلویہ براؤں شریف کی بہترین جامع و مفصل سوانح حیات مرتب فرمایا ہے جس میں آپ کی حیات کے شب وروز کا تذکرہ ہے مکمل کتاب کا مطالعہ کرنے کا شرف حاصل ہوااور سب کو پڑھااور بہتر سے بہتر پایا۔طرز ادا سہل دلنشین اور خوب ہے انشاء اللہ تعالی یہ کتاب عوام اہل سنت کے لیے مفیداور نفع بخش ہوگا۔

واضح ہو کہ ''سیرتِ شعیب الاولیاء'' کو تین ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے۔ باب اوّل: ابتدا سے لے کر اجمالی تعارف حضور شعیب الاولیاء تک۔ باب دوئم جس میں ''نواب جنگ سے براؤں شریف واپسی'' تک شامل ہے۔ باب سوئم ''شعیب الاولیاء ایوارڈ یافتگان'' تک شامل ہے۔ یہ کتاب ایک علمی دستاویز اور ادبی مرقع ہے یہ کتاب اپنی نوعیت کی منفرد اور پہلی کتاب ہے جو سیرت جیسے دل چسپ موضوع پر بھرپور روشنی ڈالتی ہے مزید یہ کتاب اپنی گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے اردو ادب اور سیرت وسوانح سے دل چسپی رکھنے والے علماء طلباء کے لیے یکساں مفید ہے، ہندوستان کی قدیم تہذیب و روایت وراثت و آثار عادات واطوار سے روشناس کراتی ہے۔

محبّ گرامی قدر مولانا موصوف سلمہ ایک اچھے مدرس اور ایک اچھے مصنف ومؤلف ہیں اب تک موصوف کم وبیش تین کتابیں تصنیف وتالیف کر چکے ہیں۔جس میں بعض کتابیں بہت میعاری ہیں مولی تعالی اپنے کرم سے ان کی عمراور علم وعمل میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور تصنیف وتالیف کا کام لیتا رہے۔

حضرت افسر ملت مدظلہ العالی کی طبیعت کام کرنے کی ہے۔بحمدہ تعالیٰ انھوں نے اس سے قبل کئی مفید اور کار آمد کتابیں قوم کو دی ہیں اور آئندہ بھی دیتے رہیں گے۔اس کے علاوہ قومی ملی فلاحی رفاہی خدمات بھی ''شعیب الاولیاء ویلفیئر سوسائٹی'' کے ذریعے انجام دیتے رہتے ہیں،جس میں مسلمانوں کے دینی عقائد اور بنیادی حقوق کی خاطر جدوجہد کرنا۔عوام کو بلا استثناء انصاف اور روزگار کی فراہمی کے لیے لازمی تعلیم،غریبوں کے لیے مفت تعلیم علاج اوراسلامی تعلیمات کی روشنی میں حقوقِ نسواں کی تحفظ کی سعی کرنا۔مذہب اہلسنّت کی نشرواشاعت کے لیے وسائل کی فراہمی،شہرودیہات بالخصوص سدھارتھ نگر میں اہلسنت کی ترویج واشاعت کرنا۔چھوٹے پیمانے پر غریب ونادار بچوں بچیوں کی مدد کرنا۔بچیوں کی تعلیم و تربیت کے لیے نسواں مدرسہ کا قیام۔حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے حوالے سے جدید انداز میں کام کرنا۔ان سب کے علاوہ اور بھی مقاصد حسنہ شامل ہے اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کی بات نہیں فیضان محبت عام سہی عرفان محبت عام نہیں اللہ تعالی ان کی تمام دینی خدمات کو قبول فرمائے اور مذہب حق اہل سنت وجماعت مسلک اعلی حضرت کی بیش از مزید خدمت دین متین کی توفیق عطا فرمائے،اوراس کاوش کو بھی قبول فرمائے اور برکات و خیرات سے سرفراز فرمائے۔آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فقط والسلام

گدائے شعیب الاولیاء

محمد قمر انجم قادری فیضی

ایڈیٹر مجلہ پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر

12 جمادی الاولی بروز جمعہ 1446

مشعل راہ

خداوند تعالیٰ نے قرآن حکیم میں مسلمانوں کے مقصد حیات کی طرف واضح اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: **و لتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر** ۔ (آل عمران) اورتم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے، جو کہ بھلائی کی طرف بلائے اچھی بات کا حکم دے اور برائی سے منع کرے۔

تاریخ اسلام کے اوراق اس امر کی شہادت دیتے ہیں، کہ مسلمانوں کے اندر ہمیشہ ایسے برگزیدہ افراد موجود رہے ہیں، جنھوں نے حکم خداوندی کی بجا آوری کے لیے دعوت الی الخیر اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا مہتم بالشان فریضہ انجام دیا۔ یہ کام خیر القرون میں صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین کی مقدس جماعتوں نے جس انہماک خلوص اور صبر واستقلال کے ساتھ یہ اہم دینی خدمات انجام دی، وہ دنیا والوں پر مخفی نہیں ہے، صلاح کے وتقوی کے بلند مقام پر فائز ہونے والے ان نفوس قدسیہ نے کسی تنظیم تحریک کے زیر اثر یہ کام نہیں کیا بلکہ انہوں نے اس کام کو مقصد حیات سمجھ کر دنیا کے مختلف خطوں میں پھیلی ہوئی اقوام عالم کے سامنے خدا کا آخری پیغام پیش کیا اور اسلام کی صداقت کے چراغ روشن کیے، معاشرہ کو فسق و فجور ظلم وان کے جراثیم سے پاک کر کے صلاح وتقوی، عدل و احسان پر مبنی سماج کی تشکیل فرمائی، ان مردان حق کی پاکیزہ زندگی کا ایک ایک عمل اور ان کے اخلاق و کردار کا ہر ہر پہلو بجائے خود اسلام کی صداقت کا داعی تھا۔ ان کے فکر وعمل کا پر کشش آئینہ دیکھ کر لوگ توجہ ہوتے اور اسلام کی ابدی سعادت کو سینہ سے لگاتے۔

خیر القرون کے بعد جب معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہونے لگا، خلفا وامراء دین وشریعت کے نفاذ دعوت الی الخیر کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو گئے، تو ائمہ مجتدین، علمائے ربانیین اور صلحائے اُمت نے حکومت وسلطنت کے تانے بانے، دولت وثروت کی رسہ کشی سے

الگ ہٹ کر غیر مسلموں میں اشاعت دین اور مسلمانوں میں تزکیہ واحسان کا ماحول پیدا کرنے کی سعی بلیغ فرمائی، پھران کی بابرکت صحبتوں سے فیض اُٹھانے والے مردانِ حق نے اپنی خدمات پیش کیں، رفتہ رفتہ رشد و ہدایت کے اس انفرادی طریقہ کار نے اجتماعیت کی شکل اختیار کر لی اور فکر وعمل کا ایک صالح مکتب وجود میں آیا، جسے دنیا نے تصوف کا نام دیا اوراس نظام روحانی سے وابستہ ہونے والوں کو خانقاہ یا رعلویہ کی تاسیس خانقاہ کے لفظی معنیٰ ہیں تکیہ، عربی زبان میں زاویہ، یہ فارسی لفظ خان گاہ سے بنا ہے جس کے معنیٰ ہوتے ہیں روحانی تربیت گاہ دل اور روح کے علاج کی جگہ، خانقاہ کے معنیٰ حضرت نصیرالدین چراغِ دہلی کے ملفوظ خیرالمجالس میں حضرت کا ارشاد ہے۔ خانقاہ دو لفظوں کا مرکب ہے خان- قاہ- خان کے معنیٰ مکان اور قاہ بمعنیٰ عبادت اور دعا یعنی عبادت کا گھر لہٰذا وہاں عبادت کی جانی چاہیے یا کہ وہاں دعا میں قبولیت بھی تیزی کے ساتھ ہو۔ (خیر المجالس، صفحہ 237)

وہاں درویشوں کے رہنے کی جگہ کے ہیں جہاں وہ دنیا سے کنارہ کش ہو کر عبادت کرتے ہیں، نیز جہاں ایک کامل شیخ جو ''ولی گر'' ہو ''ولی ساز'' ہو، سالکوں کے ظاہر و باطن پر باریک نظر رکھتا ہو، ان کی اصلاح کے لیے موجود ہو ورنہ درگاہ مزار سے بھی روحانی فیض کسی حد تک لیا جا سکتا ہے لیکن روحانی سرپرستی کے لیے خانقاہ کے کامل پیر و مرشد کے بنا چارہ نہیں الغرض خانقاہ میں مسجد اور درگاہ بھی ہو سکتی ہے لیکن ہر درگاہ میں خانقاہ ہو یہ ضروری نہیں۔

تصوف اسلام کے باطن کا ہی نام ہے:

اہلِ تصوف لفظِ تصوف کو اسلام کے ساتھ جڑا ہوا، اس لیے سمجھتے ہیں کہ تصوف کا وجود مزکورہ آیت کے نزول سے پہلے بھی تھا، ہمارے تصوف کی تاریخ اسلام کے مکمل ہونے کے بعد نہیں، اسلام کے ساتھ ہی شروع ہوتی ہے بلکہ اس کی موجودگی اس اسلام کے زمانے میں بھی نظر آتی ہے جو پیغمبر آخر الزماں سے پہلے دوسرے انبیا علیہم السلام کے

ذریعے انسانوں کے لیے اپنے اپنے وقت پر آتے رہے اور اسے کسی نے بھی اور کبھی بھی قابلِ ضبطی اور منسوخی نہیں سمجھا۔۔۔ ''کسی'' سے میری مراد انبیا علیہم السلام اور شریعت لانے والوں سے ہے۔ تصوف کے بارے میں یہ بات عام طور پر کہی جاتی ہے کہ ابتدا میں یہ ایک حقیقت تھی بے لفظ! لیکن میری گزارش یہ ہے کہ تصوف کی حقیقت پہلے دن سے ہی لفظی پیراہن کے ساتھ موجود تھی، لفظ صوفی کی تحقیق میں بہت سی تھیوریاں سامنے آچکی ہیں، پروفیسر خلیق احمد نظامی نے اپنی مشہور کتاب ''تاریخ مشائخ چشت'' میں اس پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے اور تقریباً سبھی تھیوریاں نقل فرما دی ہیں اور لکھا ہے کہ جمہور صوفیہ کا خیال یہ ہے کہ لفظ صوفی صوف سے مشتق ہے، انہوں نے صوفیہ کے ظاہری لباس یعنی صوف سے بنے ہوئے اونی کپڑوں کا ذکر بھی کیا ہے، لیکن جو بات سب سے اہم انہوں نے دریافت فرمائی اور لکھی ہے، عام لوگ طویل بحث کے دوران اس سے غافل ہو جاتے ہیں۔ خلیق صاحب جیسے معتبر ماہرِ تاریخ کا کتاب اخبار مکہ کی اس روایت کو تسلیم کرنا معمولی بات نہیں ہے کہ لفظ صوفی اسلام سے بیشتر بھی رائج تھا۔

(تصوف رسم اور حقیقت از خواجہ حسن نظامی، صفحہ 23)

ضلع سدھارتھ نگر اپنے وقوع کے اعتبار سے:

پڑوسی ملک نیپال کے سرحدی علاقہ سے متصل ہندوستانی ریاست اتر پردیش کا ایک ضلع سدھارتھ نگر ہے جو اتر پردیش کی شمال مشرقی سرحد کے قریب N270، N28 اور E 10E to 830' 45820' کے درمیان واقع ہے۔ ضلع کی تاریخ بدھ مت کے بانی گوتم بدھ کی زندگی سے وابستہ بتائی جاتی ہے۔ کپیلوستو ان کے والد شدودھن کا دارالحکومت تھا۔ سدھارتھ نگر کا نام گوتم بدھ کے بچپن کے نام پرنس ''سدھارتھ'' کے نام پر رکھا گیا ہے۔ تاریخی اعتبار سے یہ علاقہ ماضی میں گورکھپور ضلع سے تعلق رکھتا تھا۔ 1801 عیسوی میں گورکھپور ڈیویژن کو اودھ کے نواب نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو منتقل کر دیا تھا، اس وقت خطے کی سرحدیں بہار کی مشرقی سرحد، جون پور، غازی پور اور فیض آباد کی

جنوبی سرحد اور مغربی سرحد گونڈہ اور بہرائچ میں شامل تھی۔1816 میں ایک جنگ کے بعد ونائک پور اور تلپور کو ایک معاہدے کے تحت نیپال کے حوالے کر دیا گیا۔1865 میں، مگھر پرگنہ کا زیادہ تر حصہ اور پرگنہ ونائک پور کے کچھ حصے کو ضلع گورکھپور سے الگ کر دیا گیا تھا اور اس الگ علاقے سے بستی ضلع وجود میں آیا،197374- میں کپل وستو کے ڈرامائی انداز میں وجود کی تصدیق کے بعد اتر پردیش حکومت نے نوٹیفکیشن نمبر-5-4(4)/ (b)5-00-135-76

مورخہ 23 دسمبر 1988ء/ کی دفعہ-5 مورخہ 29 دسمبر 1988ء/ کی بنیاد پر، بستی کے شمالی حصے کو الگ کرتے ہوئے، ''سدھارتھ نگر'' کے نام سے ایک نیا ضلع بنایا، اس ضلع کے بارے میں اور بھی کئی کہانیاں تاریخ کے دامن میں درج ہیں۔اسی

ضلع سدھارتھ نگر کی لہلہاتی مسکراتی سنیت حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی ریاضت واخلاص کا نتیجہ ہے، مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت علامہ مفتی حشمت علی خان لکھنوی علیہ الرحمہ کو اپنے ساتھ لیکر علاقے کا طوفانی دورہ کروایا نتیجتاً آج پورے خطہ میں بحمدہ تعالیٰ مسلک اعلیٰ حضرت کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔

ایک تعارف براؤں شریف:

ہندوستان کے شمالی مشرقی صوبہ اتر پردیش کے مشہور ومعروف ضلع سدھارتھ نگر کے گاؤں براؤں شریف (براؤں نانکار) ہے۔ یہ گاؤں بانسی سے اٹوا تحصیل کے راستے پر تقریباً 14رکلومیٹر دور ہے اور ضلع ہیڈ کوارٹر سے 34 کلومیٹر ہے اور گلھو راچوراہا سے دکھن کی جانب تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔

براؤں شریف پہلے براؤں نانکار تھا وہاں کی سرزمین بھی اپنی تقدیر کی بلندیوں پر جتنا ناز کرے کم ہے۔ جہاں پہلے کفر والحاد وبے دینی کی ہیبت ناک تاریکی مسلط تھی جسے براؤں نانکار کہا جاتا تھا وہاں نابکاروں اور گستاخان رسول کا پورا غلبہ تھا مگر حضور شعیب الاولیاء کے تابناک جلوؤں سے اتنا روشن ہوا کہ وہاں کے جلتے ہوئے چراغ نے ایسی

روشنی بکھیر دی کہ وہ ابادی اللہ والوں کے قدم ناز سے تقدس و پا کیزگی میں بے مثال بن گئی۔اوراب براؤں شریف کے نام سے یاد کی جانے لگی۔براؤں شریف میں دارالعلوم فیض الرسول کے نام سے ایک مرکزی ادارہ بھی قائم ہے۔

مسجد شعیب الاولیاء کی تاسیس:

مسجد شعیب الاولیاء بھی خلوص وللّٰہیت کی ایک روشن یادگار ہے۔اس خانۂ خدا کی خاصیت یہ ہے اس کوان کاریگروں نے تعمیر کیا تھا جونماز کے پابند تھےاوراگرکوئی کاریگر ایک وقت کی نماز کو چھوڑ دیتا تو سرکار حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ اس سے کام نہیں کرواتے حالانکہ اس کی مزدوری اس کو پورے دن کی ملتی ،کاریگر جب ایک اینٹ رکھتا تو اینٹ رکھنے سے پہلے کلمہ شریف پڑھتا پھر اینٹ کو رکھتا،فقیر قادری کے علم کے حساب سے شاید ہی کوئی ایسی مسجد ہو جواس طرح سے تعمیر کی گئی ہو،

مسجد شعیب الاولیاء کے بقریب واقع بیرٔ شفا کی وقعت حضرت شعیب الاولیاء کی نظر میں:

مزار مبارک کا گنبد گنبد عطائے رسول فی الہند کی یاد تازہ کرتی ہے وہاں موجو ایک کنواں ہے جس کا پانی حضور شعیب الاولیا استعمال فرمایا کرتے تھے آج بھی حسب سابق برقرار ہے، کنواں پر بیٹھک کی جگہ پر حضور شعیب الاولیا اپنی حیات میں کسی کو بیٹھنے نہیں دیتے تھے۔آسیب زدہ افراد کو کنواں کا پانی پینے کا حکم فرماتے تھے۔اسی طرح سے ایک واقعہ کنواں کے تعلق سے ہے کہ سرکار حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے زمانے میں نیپال کا ایک آدمی جو بہت زیادہ پریشان تھا،اس کے اوپر سفلی علم کے ذریعے جادو کرادیا گیا تھا تاکہ وہ برباد ہو جائے ،اس کا گھر برباد ہو جائے ،کمانے کے قابل نہ رہے۔وہ آدمی اپنا علاج بڑے بڑے طبیبوں سے کرا چکا تھا مگر کسی کے علاج سے افاقہ نہ ملا۔جیسے جیسے دوا کی ، اس کا مرض بڑھتا گیا۔ اس کو لوگ بتاتے ہیں کہ یہیں نیپال کے بغل میں ضلع سدھارتھ نگر میں براؤں شریف واقع ہے، وہاں چلا جا اور اپنی فریاد کو سنا دینا۔اگر انہوں

نے توجہ فرمادی ان شاء اللہ عزوجل تیری سب پریشانی دور ہوجائے گی۔

وہ آدمی براؤں شریف آتا ہے دارالعلوم فیض الرسول میں قدم رکھتا ہے کچھ علمائے کرام سے ملاقات ہوتی ہے وہ آدمی ان سے کہتا ہے کہ میں نے بابا کا بڑا نام سنا ہے سنا ہوں کہ بہت پاورفل بابا ہیں، اس لئے ان کے پاس آیا ہوں۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ سرکار حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ دعا تعویذ نہیں کرتے ہیں جھاڑ پھونک نہیں کرتے ہیں مگر یہ بات یاد رکھنا کہ اگر سرکار حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے پاس جانا تو تواضع و انکساری سے کہنا کہ حضور ہم پر نگاہ کرم فرمادیجئے۔

پھر مغرب کی نماز کے بعد سرکار حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ اپنے حجرہ میں آرام فرما ہیں وہ شخص حاضر ہوا اور آپ کا پاؤں پکڑ کر کہتا ہے کہ سرکار لکھنؤ کے بڑے بڑے ڈاکٹروں سے علاج کروایا۔ کئی مہینے ہوگئے مگر سب نے کہا کہ دھیرے دھیرے ٹھیک ہوجاؤ گے مگر کچھ بھی آرام نہیں ملا، سوائے مرض بڑھنے کے۔ سرکار پریشان ہوں، لاچار ہوں۔ سرکار! ایک توجہ ہم پر فرمادیں۔ سرکار حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ جا کسی دوسرے ڈاکٹر سے علاج کروالے یا کسی حکیم کو دکھوالے۔ ارے میں ڈاکٹر تھوڑی ہوں۔ وہ آدمی آپ کے قدموں کو پکڑ لیتا ہے پھر روتے ہوئے کہتا ہے: یا سرکار شعیب الاولیاء! آپ کے در پہ کوئی مانگنے والا آتا ہے خالی واپس نہیں جاتا ہے۔ سرکار کرم فرمادیجئے۔ سرکار یا مجھ سے پیسہ لے لیں اور میرا علاج کردیں۔ اتنا کہنا تھا کہ سرکار حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرماتے ہیں کہ پیسہ دے رہا ہے، بتا کتنا پیسہ دے رہا ہے؟ اس نے کہا کہ سرکار دوسو روپیہ دے رہا ہوں۔ سرکار حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے اپنے خادم کو بلایا اور فرمایا کہ اس شخص کو چار سو روپیہ دے دو اور کہہ دو کہ ان روپیوں سے اپنا علاج کروالے۔ تب تک وہ شخص آپ کے قدموں کو چوم کر کہتا ہے کہ یہ چار سو روپیہ لے لیجئے اور میرا علاج کردیجئے پھر آپ نے خادم سے کہا کہ اس کو آٹھ سو روپیہ دے دو اور کہہ دو کہ جا کر اپنا علاج کروالے پھر اس شخص نے کہا کہ سرکار میں بہت

غریب ہوں لاچار ہوں کھیت بیچ بیچ کر اپنا علاج کروایا ہوں اور رو کر کہتا ہے کہ سرکار یہ چھ سو روپیہ لے لیجئے اور میرا علاج کر دیجئے۔ وہ شخص بار بار رو رہا ہے سرکار حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کو رحم آتا ہے اور آپ نے فرمایا کہ اگر تو علاج چاہتا ہے تو ایسا کر کہ جو میری مسجد ہے اور مسجد کے بغل میں ایک کنواں ہے اس کنواں سے لوگ پانی بھر کر وضو بناتے ہیں وضو کا پانی نالی میں گرتا ہے تو اس نالی کو صاف کیا کر۔

وہ شخص نالی کو صاف کرتا ہے، نمازیوں کے لیے پانی کا انتظام کرتا ہے۔ وہ شخص کہتا ہے کہ تقریباً میں پندرہ دن تک تھا نگاہِ شعیب الاولیاء کی برکت تھی کہ اللہ رب العزت نے بیماری ایسے غائب کی پتہ ہی نہیں چلا کہ بیماری تھی اللہ رب العزت نے مجھے شفایاب کر دیا۔

مرکزی درسگاہ دارالعلوم فیض الرسول کی بنیاد:

مسلکی اور مشربی روایات کا امین ہونے کے ساتھ ساتھ شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کو علم اور علما سے بڑی گہری وابستگی تھی، آپ میں دینی، دعوتی، ملی خدمات کا جذبہ بڑا توانا اور مستحکم تھا۔ جب ضرورت محسوس ہوئی تو براؤں شریف کا یہ مرد وفا اپنی خانقاہ سے نکل کر رسم شبیری کی پاسداری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، کیونکہ خانقاہ فیض الرسول کا پیر مغاں رہبانی معنوں میں صوفی نہیں تھا بلکہ ربانی معنوں میں تھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ علما ساز ادارہ کی ضرورت اور بشارت محسوس ہونے پر براؤں نانکار جیسے بت کدہ عصبیت و جہالت میں ایک دینی مرکزی درسگاہ کا قیام واستحکام صحرا میں پھول کھلانے کے مترادف ہے۔ تمام تر مصائب وشدائد اور ناہمواریوں کے باوصف دارالعلوم فیض الرسول کی تعمیر و ترقی آپ کے سوز دروں، نگہ بلند، اور روحانی تصرف کا نتیجہ لگتا ہے۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے آپ کی مخلصانہ سرپرستی وقیادت کے زیر اثر دارالعلوم کا ملی، تدریسی اور دعوتی کردار انتہائی بافیض اور معنی خیز ہو گیا، اور جلد ہی ملکی اور غیر ملکی سطح پر اہل سنت کے حلقوں میں اپنے تعلیمی امتیازات اور انفرادی تربیت کے لئے مشہور ہو گیا اور اکابرین امت اور اساطین

ملت کے اعتبار و اعتماد کا زریں مرکز بن گیا، اور اس کے مؤقر فاضلین ملک کے مختلف گوشوں میں مختلف اور متنوع حیثیتوں سے اپنی دعوتی ودینی خدمات انجام دینے لگے۔

آج کے حالات دیکھتا ہوں تو محسوس ہوتا ہے کہ دینی اداروں کے قیام وانصرام میں کمرشیل مقاصد راہ پانے لگے ہیں جہاں لا موجود الا اللہ کے بجائے لا موجود الا البطن پر زور صرف کیا جاتا ہے۔ اداروں کے بانیوں میں للّٰہیت کا ہمہ گیر واضح انحطاط وادبار نظر آتا ہے۔ بانیان ادارہ کی کے عزم ونیت کی کوتاہیوں اور فسادات کی وجہ سے تعلیمی وتربیتی فضا بڑی سوگوار معلوم ہوتی ہے ایسے اداروں کو مجموعی حیثیت سے دیکھا جائے تو بڑی مایوسی ہوتی ہے۔ زندگی، محبت، معرفت، نگاہ سب ناپید لگتا ہے۔

مذکورہ حالات کے پیش نظر جب میں بانی فیض الرسول کی طرف نظر کرتا ہوں اور دارالعلوم فیض الرسول کے قیام کے مخلصانہ محرکات بابرکات کو دیکھتا ہوں تو آپ کے اخلاص، بےلوثی، قومی وملی ہمدردی پر ایمان لانا پڑتا ہے۔ دارالعلوم فیض الرسول کے قیام کے پاک مقاصد ومحرکات خود آپ کی زبانی ملاحظہ کریں، اور علم دشمن نام نہاد مشائخ طریقت اپنی بزرگی کی خودساختہ دستار سنبھال کر شیخ المشائخ شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے علم وشریعت کے حوالے سے یہ زریں قول دیکھیں، اور طریقت کے گنبد میں بیٹھ کر شریعت کو ناقابل التفات سمجھنے والے بدتوفیق پیران کرام اور اور بزرگان عظام سبق بھی حاصل کریں۔

"تعلیمی ادارے قائم کرنا بڑے ثواب کا کام ہے اول اس لئے کہ شریعت کے بغیر طریقت حاصل نہیں ہوسکتی، دوسرے اس لئے کہ انبیاء ومرسلین صرف نماز روزے اور اوراد ووظائف ہی کے لئے دنیا میں تشریف نہیں لائے بلکہ عبادات واعمال کے ساتھ دینی تعلیمات کی اشاعت کے لئے بھی بھیجے گئے۔ نماز روزے اور اوراد ووظائف سے آدمی خود تو سنبھل سکتا ہے لیکن دوسروں کو سنبھالنے کے لئے علم دین کی ضرورت ہے۔"

دارالعلوم فیض الرسول کے قیام کے پس منظر میں آپ کے جذبہ اخلاص اور ایثار

پسندی کا اندازہ اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے کہ ایک بار شیخ العلما علامہ غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ نے عرض کیا کہ جس دار العلوم کا افتتاح آپ نے کیا اس کا نام دار العلوم فیض الرسول رکھا اس کا نام دار العلوم یارعلویہ رکھا جاتا تو کیا حرج ہوتا اس پر آپ نے ارشاد فرمایا:

''درس وتدریس کا یہ دینی ادارہ ہے، دراصل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ہی فیض ہے اس کا نام دار العلوم فیض الرسول ہونا ہی مناسب ہے کہ اسم بامسمی ہوجائے اپنے نام ونمود کو دخل دینے سے اخلاص باقی نہیں رہتا اس سے حب جاہ حب شہرت پیدا ہوتی ہے۔عجب وخود پسندی کا ظہور ہوتا ہے۔ کبر وغرور اور رعونت کا تسلط ہوجاتا ہے یہ آفات وبلایا ہیں۔تواضع نعمت ہے۔''

حقیقت یہ ہے کہ دار العلوم اہل سنت فیض الرسول حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے فیضان رشد وہدایت کی ایک کڑی ہے جس کی ملی ومسلکی خدمات پانچ دہائیوں سے زیادہ پر محیط ہے جو آج بھی روشن ماضی اور سرگرم ومتحرک حیات افزا حال کے ساتھ فروغ مسلک امام احمد رضا کی زریں خدمات پر گامزن ہے۔حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی جلیل القدر سیرت اور عظیم المرتبت شخصیت کی طرف جب نظر کرتا ہوں تو خیال آتا ہے کہ طلبا کو تنازع فعلان، حاصل محصول، الکلم ''لفظ یالفظ''، بسملہ حمدلہ کی تقدیم وتاخیر جعل بسیط جعل مرکب جیسی درس نظامی کہ رائج الوقت اور معرکۃ الارا پیچیدگیوں کو کتابوں کی مدد اور درسگاہوں کی مدد اور ڈنڈوں کے زور سے ضرور حل کرنا چاہئے، مگر اپنی روحانی شخصیت گتھیوں کو سلجھانے اور ماالاحسان؟ کی عملی تفسیر وتشریح سمجھنے کے لئے حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی مبارک زندگی کو آئیڈیل کے طور پر دیکھنا چاہئے۔وہاں فقر بوذر اور استغنائے سلمانی کی جھلک بھی نظر آئے گی، ''اتمدوننی بمال فما آتنی اللہ خیر مما آتاکم'' کا درس بھی ملے گا، مادی پرستش کے اس دور میں ''لا تمدن عینیك إلى ما متعنا به أزواجا منهم زهرة الحياة الدنيا'' کا خاموش سبق بھی ملے گا، نماز کو محض رسم عبادت سمجھنے کے اس پر آشوب عہد میں سجدے کی وہ کیفیت بھی ملے گی جس سے روح

زمیں کانپ جاتی تھی اورتواضع وانکساری کی رو سے ایک ہی صف میں محمود و ایاز کے کھڑا ہونے کا منظر نامہ بھی ملے گا، رسم اذاں اور اور فلسفہ کے ساتھ روح بلالی اور تلقین غزالی کی جلوہ گری بھی ملے گی۔ اباحیت پسندی کی طرف بڑھتے ہوئے رجحان کے اس عہد میں متاع یوسفی کا وہ گراں قدر نمونہ بھی ملے گا جو ارتکاب گناہ سے پہلے ہمارے احساسات کی دستگیری کرتا ہے اور "معاذ الله انه ربی أحسن مثوای" کہنے کا جذبہ اور حوصلہ عطا کرتا ہے اور ارادے اگر سچی ہو تو آستینوں میں ید بیضا بھی نظر آئے گا۔

خانقاہ یار علویہ کی تاسیس:

خانقاہ کے لفظی معنیٰ ہیں تکیہ، عربی زبان میں زاویہ، یہ فارسی لفظ خان گاہ سے بنا ہے جس کے معنیٰ ہوتے ہیں روحانی تربیت گاہ دل اور روح کے علاج کی جگہ، خانقاہ کے معنیٰ حضرت نصیر الدین چراغِ دہلی کے ملفوظ خیر المجالس میں حضرت کا ارشاد ہے۔

خانقاہ دو لفظوں کا مرکب ہے خان- قاہ- خان کے معنیٰ مکان اور قاہ بمعنیٰ عبادت اور دعا یعنی عبادت کا گھر لہٰذا وہاں عبادت کی جانی چاہیے یا کہ وہاں دعا میں قبولیت بھی تیزی کے ساتھ ہو۔ (خیر المجالس، صفحہ 237)

وہاں درویشوں کے رہنے کی جگہ کے ہیں جہاں وہ دنیا سے کنارہ کش ہو کر عبادت کرتے ہیں، نیز جہاں ایک کامل شیخ جو ''ولی گر'' ہو ''ولی ساز'' ہو، سالکوں کے ظاہر و باطن پر باریک نظر رکھتا ہو، ان کی اصلاح کے لئے موجود ہو ورنہ درگاہ مزار سے بھی روحانی فیض کسی حد تک لیا جاسکتا ہے لیکن روحانی سرپرستی کے لئے خانقاہ کے کامل پیر و مرشد کے بنا چارہ نہیں الغرض خانقاہ میں مسجد اور درگاہ بھی ہوسکتی ہے لیکن ہر درگاہ میں خانقاہ ہو یہ ضروری نہیں۔

تصوف اسلام کے باطن کا ہی نام ہے: اہلِ تصوف لفظِ تصوف کو اسلام کے ساتھ جڑا ہوا اس لیے سمجھتے ہیں کہ تصوف کا وجود مزکورہ آیت کے نزول سے پہلے بھی تھا، ہمارے تصوف کی تاریخ اسلام کے مکمل ہونے کے بعد نہیں، اسلام کے ساتھ ہی شروع ہوتی ہے

بلکہ اس کی موجودگی اس اسلام کے زمانے میں بھی نظر آتی ہے جو پیغمبر آخرالزماں سے پہلے دوسرے انبیا علیہم السلام کے ذریعے انسانوں کے لیے اپنے اپنے وقت پر آتے رہے اور اسے کسی نے بھی اور کبھی بھی قابلِ ضبطی اور منسوخی نہیں سمجھا۔۔۔ ''کسی'' سے میری مراد انبیا علیہم السلام اور شریعت لانے والوں سے ہے۔

تصوف کے بارے میں یہ بات عام طور پر کہی جاتی ہے کہ ابتدا میں یہ ایک حقیقت تھی بے لفظ! لیکن میری گزارش یہ ہے کہ تصوف کی حقیقت پہلے دن سے ہی لفظی پیراہن کے ساتھ موجود تھی، لفظ صوفی کی تحقیق میں بہت سی تھیوریاں سامنے آچکی ہیں، پروفیسر خلیق احمد نظامی نے اپنی مشہور کتاب ''تاریخ مشائخ چشت'' میں اس پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے اور تقریباً سبھی تھیوریاں نقل فرما دی ہیں اور لکھا ہے کہ جمہور صوفیہ کا خیال یہ ہے کہ لفظ صوفی صوف سے مشتق ہے، انہوں نے صوفیہ کے ظاہری لباس یعنی صوف زے بنے ہوئے سوتی کپڑوں کا ذکر بھی کیا ہے لیکن جو بات سب سے اہم انہوں نے دریافت فرمائی ہے اور لکھی ہے عام لوگ طویل بحث کے دوران اس سے غافل ہو جاتے ہیں، خلیق صاحب جیسے معتبر ماہرِ تاریخ کا کتاب اخبار مکہ کی اس روایت کو تسلیم کرنا معمولی بات نہیں ہے کہ لفظ صوفی اسلام سے بیشتر بھی رائج تھا۔ (تصوف رسم اور حقیقت از خواجہ حسن نظامی، صفحہ 23)

اسی مقصد کے پیش نظر حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے بھی خانقاہ یارعلویہ کی بنیاد ڈالی۔ جس کا مقصد لوگوں کا ظاہری و باطنی طور سے اللہ والا بنانا۔ بھٹکے ہوئے انسانوں کو راہ راست پر لانا۔ اسی خانقاہ سے اب تک نصف صدی پر محیط کارنامے آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

بابِ اوّل

اجمالی تعارف حضور شعیب الاولیاء

نام: محمد یار علی، رہائش، غیر منقسم ہندوستان، مذہب، اسلام (حنفی،سنی) مسلک، مسلک اعلیٰ حضرت۔

عملی زندگی: دور: 1387ھ/ 1967ء، وجہِ شہرت، بانی سلسلہ یار علویہ۔

مؤثر: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، محبوب الاولیاء حضرت محبوب علی شاہ علیہ الرحمہ، قطب الاقطاب الشاہ عبداللطیف ستھنوی علیہ الرحمہ۔

متاثرین: صاحب تصانیف کثیرہ حضرت علامہ بدرالدین احمد قادری المعروف حضور بدر ملت، حضرت علامہ اویس حسن غلام جیلانی اعظمی، ممتاز الفقہاء فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد قادری علیہم الرحمہ۔

ولادتِ باسعادت:

حضور شعیب الاولیاء کا ورود مسعود مورخہ 12 فروری 1307ھ بمطابق 1887ء/ میں شہرستان اولیاء براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر میں حضرت فجر علی علوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہاں ہوا۔

نام ونسب:

آپ کا نام محمد یار علی ہے اور لقب شیخ المشائخ، شعیب الاولیاء ہے۔ آپ کے والد گرامی کا نام محمد فجر علی ہے۔ آپ کا تعلق علوی سادات سے ہے۔ عوام وخواص میں آپ شعیب الاولیاء کے لقب سے زیادہ مشہور ہوئے ہیں، جو آج بھی زبان زدِ عام وخواص ہے۔ شعیب الاولیاء محمد یار علی علیہ الرحمہ بن محمد فجر (فضل) علی بن خورشید علی بن خان محمد بن عبدالمنان بن عبدالرحمن بن خدا بخش بن سالار بخش بن محمد علی بن ہدایت علی بن جان محمد بن تاج محمد غازی بن محمد داؤد بن محمد قاسم بن سالار محمد تاج بن سالار محمد بن سالار سیف

الدین سرخرو بن عطاء اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیب غازی بن اشرف غازی بن عمر غازی بن ملک آصف غازی بن شاہ بطل غازی بن عبدالمنان غازی عرف فریدالدین بن محمد بن حنفیہ بن سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم۔

آپ کا سلسلۂ نسب ستائیسویں پشت کے بعد حضرت سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے جا ملتا ہے۔ مگر آپ نے اپنی زندگی میں کبھی بھی اپنی زبان و قلم سے اس حسب و نسب کا اظہار نہیں فرمایا۔ آپ کے خاندان کے بعض لوگوں کا بیان ہے کہ بعض موقعوں پر آپ اس کی طرف کچھ اشارہ فرماتے تھے، جس کا مفہوم و مطلب عام لوگ سمجھنے سے ہمیشہ قاصر رہے ہیں، مگر تجربہ کار اور ہوش مند حضرات اپنی جگہ اچھی طرح سمجھ گئے ہیں کہ آپ کسی عالی معزز خاندان کے چشم و چراغ ہیں، مگر آپ اس حقیقت کو پوشیدہ رکھتے تھے۔ آپ کی نگاہ میں دراصل کون سی حکمت اور مصلحت پنہاں تھی، اس کو آپ ہی بہتر جان سکتے ہیں، مگر آپ کے طرزِ عمل اور اندازِ فکر کو دیکھ کر بظاہر دو سبب معلوم ہوتے ہیں اولاً: اگر آپ اپنے عالی نسب ہونے کا اظہار کر کے خاندانی حسب و نسب کے امتیاز و تفریق کو ترجیح دیتے تو اُس دور میں جب کہ اکثر و بیشتر راجے مہاراجے، نوابوں، زمینداروں اپنے پسماندہ اور چھوٹی قوم کے لوگوں پر ظلم و تشدد کے پہاڑ توڑ رہے تھے ان کی عزت و آبرو سے دن دہاڑے کھیل رہے تھے، اور ان کی جہالت و غربت سے فائدہ اٹھا کر ان کے ساتھ زرخرید غلاموں بلکہ جانوروں سے بھی زیادہ بدتر سلوک کر رہے تھے۔ اس لیے آپ مسلمانوں کے ہر طبقے میں مقبولِ عام نہ ہو پاتے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ ہر قوم و برادری کے مسلمان آپ سے قریب نہ ہو پاتے، جس کے سبب سے آپ کا اصلاحی اور تبلیغی مشن ادھورا رہ جاتا۔ یہ آپ کو کسی بھی طرح گوارا نہ ہوتا، غالباً اسی خیال سے آپ نے خاندانی حسب و نسب کی دنیوی شرافت کو بالائے طاق رکھ کر ایمان و عقیدہ اور حسنِ عمل کو اولیت دی۔

آپ کے اس بے مثال طرزِ عمل و طریقہ کار میں اس قدر جاذبیت اور کشش تھی کہ جس سے ہر طبقے کے لوگ چاروں طرف سے سمٹ کر آپ کے پاس جمع ہوئے، اور ہر شخص

نے بقدر ظرف آپ سے شریعت وتصوف کا فیض حاصل کیا، اور آپ نے بھی نہایت فیاضی وفراخدلی کے ساتھ سب پر بھر پور عنایت ونوازش فرمائی، ثانیاً آپ چونکہ خانقاہوں کے عام رجحان اور پیشہ وران خیال، پدرم سلطان بود کے قائل نہ تھے اور، محض نسبت آباء و اجداد کے رد اور مظاہرہ کے خلاف تھے، اس لیے شاید آپ نے یہ سوچا ہوگا کہ اگر اپنے آپ کو ایک باوقار اور اعلیٰ فرد بتاتے ہیں، مگر ہمارے اندر اخلاق و کردار کی خاندانی خصوصیات نہیں پائی جارہی ہیں تو اس صورت میں ان کے خاندان پر بدنما داغ لگ جائے گا، اور آپ کے ساتھ آپ کے بزرگوں اور آباء واجداد کی بدنامی ہوگی، اس صورت میں اس پر پردہ ہی پڑا رہے تو بہتر ہے۔ آپ صرف اتنا کہتے کہ میں بھی ایک عام مسلمان بندہ ہوں۔

القاب وکنیت:

عوام وخواص میں آپ شعیب الاولیاء، شیخ المشائخ، شاہ صاحب بانی فیض الرسول کے لقب سے زیادہ مشہور ومعروف ہوئے ہیں، جو آج بھی زبان زدِ عام وخواص ہے۔

شعیب الاولیاء کی وجہ تسمیہ کی تحقیق:

شعیب کا لغوی معنی گھاٹی، پناہ گاہ ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ کئی اولیاء کرام کی پناہ گاہ ہیں۔ جس میں خاص طور سے مادر زاد ولی حضرت بابو میاں، مظہر شعیب الاولیاء حضرت صوفی صدیق احمد شاہ یار علوی رضی المولیٰ عنہم قابل ذکر ہیں۔

(1) پہلی وجہ یہ ہے کہ مہمانوں بالخصوص طالبانِ علوم نبویہ کی مہمان نوازی کرنے کے عوض اُس دور کے عوام وخواص نے آپ کو شعیب الاولیاء کا لقب دیا جو آج بھی زبان زد عام وخواص ہے۔ شعیب کا لغوی معنی راہ راست پر لانے والا۔ رہنمائی کرنے والا ہوتا ہے تو یہ بات سچ اور حق ہے کہ آپ نے کئی ہزار لوگ جو گم گشتگانِ راہ سے بھٹکے ہوئے تھے ان کو راہ راست پر لائے۔

(2) دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت سیدنا شعیب علیہ الصلوۃ والسلام جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر اور نبی تھے آپ موسیٰ علیہ السلام کے سسر بھی تھے۔ قرآن مجید کے مطابق

شعیب علیہ السلام مدین کی طرف بھیجے گئے تھے۔آپ کو اس وقت مدین بھیجے گئے تھے جب اہلِ مدین ناپ تول میں کمی کرتے تھے اور قسم قسم کے سرکشیوں اور نافرمانیوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ بہر حال شعیب علیہ السلام جب اپنی قوم میں مبعوث ہوئے تو انھوں نے دیکھا کہ خدا کی نافرمانی اور معصیت کا ارتکاب صرف افراد واحاد میں ہی نہیں پایا جاتا بلکہ ساری قوم گرداب ہلاکت میں مبتلا ہے اور اپنی بداعمالیوں میں اس قدر سرمست و سرشار ہے کہ ایک لمحہ کے لیے بھی ان کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے معصیت اور گناہ ہے بلکہ وہ اپنے ان اعمال کو باعث فخر سمجھتے ہیں۔

ان کی بہت سی بداخلاقیوں اور نافرمانیوں سے قطع نظر جن قبیح امور نے خصوصیت کے ساتھ ان میں رواج پالیا تھا وہ یہ تھے: بت پرستی اور مشرکانہ رسوم وعقائد۔خرید و فروخت میں پورا لینا اور کم تولنا یعنی دوسرے کو اس کے حق سے کم دینا اور اپنے لیے حق کے مطابق لینا بلکہ اس سے زیادہ۔"تمام معاملات میں کھوٹ اور ڈاکہ زنی۔قوموں کے عام رواج کے مطابق دراصل ان کی رفاہیت' خوش عیشی' دولت وثروت کی فراوانی' زمین اور باغوں کی زرخیزی اور شادابی نے ان کو اس قدر مغرور بنا دیا تھا کہ وہ ان تمام امور کو اپنی ذاتی میراث اور اپنا خاندانی ہنر سمجھ بیٹھے تھے'اور ایک ساعت کے لیے بھی ان کے دل میں یہ خطرہ نہیں گزرتا تھا کہ یہ سب کچھ خدائے تعالیٰ کی عطا و بخشش ہے کہ شکر گزار ہوتے اور سرکشی سے باز رہتے۔غرض ان کی فارغ البالی نے ان میں طرح طرح کی بداخلاقیاں اور قسم قسم کے عیوب پیدا کر دیے تھے۔آخر غیرت حق حرکت میں آئی اور پھر ان کو راہ حق دکھانے' فسق و فجور سے بچانے اور امین و متقی اور بااخلاق بنانے کے لیے انہیں میں سے ایک ہستی کو چن لیا اور شرف نبوت و رسالت سے نواز کر اس کو دعوت اسلام اور پیغام حق کا امام بنایا۔یہ ہستی حضرت شعیب (علیہ السلام) کی ذاتِ گرامی تھی۔

اسی طرح جب حضور سیدنا شعیب الاولیاء یار علی لقدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ براؤں شریف تشریف لائے تو اس وقت یہاں کا حال بھی مدین کی طرح ہی تھا۔حضرت شعیب

الاولیاء نے بھی بڑی محنتیں مشقتیں فرمائی ہیں، تب جا کر پورے خطے میں مذہب اسلام کے ماننے والے آج نظر آرہے ہیں۔اسی لیے آپ کا لقب مشہور پیغمبر حضرت سیدنا شعیب علیہ السلام کے مبارک ومقدس نام پر رکھا گیا ہے۔

شعیب الاولیاء کی وجہ تسمیہ:

شعیب عربی زبان کا لفظ ہے جو کلمہ شعب بفتح الشین المعجمہ یا بکسر الشین المعجمہ سے تصغیر کا صیغہ ہے۔

اس کے چند مشہور معانی قابل ذکر ہیں:

۱-گھاٹی ۲-عظیم الشان جماعت ۳-متفرق چیزوں کی جامع ذات ۴- رہنمائی کرنے والا۔(تاج العروس ج:۳،ص:۱۳۴۔۱۳۷ - بحار الانوار ج:۳،ص:۲۲۲،۲۲۵- صحاح ج:۱ص:۱۵۵)

پہلے دو معنی کا لازمی مفہوم حفاظت و پناہ گاہ کے ہیں تیسرے اور چوتھے معنی کا مفہوم واضح ہے۔

اور رہا لفظ اولیاء تو وہ ولی کی جمع ہے اس کا معنی بھی واضح ہے۔

پس مذکورہ تفصیل کی روشنی میں شعیب الاولیاء کے درجہ ذیل معنی ہوئے

۱- اولیاء کی پناہ گاہ ۲- اولیاء کرام میں پائی جانے والی صفات کی جامع شخصیت ۳-شاہراہِ اولیاء کے مسافروں کی رہنمائی کرنے والی ذات۔

ان مذکورہ بالا معانی میں سے ہر ایک معنی حضور شعیب الاولیاء جیسی عظیم الشان ذات پر حرف بحرف صادق آتا ہے۔

یعنی یہ کہ آپ کی شخصیت جہاں ایک طرف طلباء،علماء اور بڑے بڑے اکابر بزرگ اولیاء کرام کی آماجگاہ اور پناہ گاہ تھی اور بحمد اللہ تعالیٰ آج بھی ہے وہیں آپ کی ذات غافل اور نافرمان معاشرے کی اصلاح کے ساتھ ساتھ گمراہ اور بدمذہب لوگوں کی رہنمائی کرنے والی بھی تھی اسی طرح آپ کی ذات لوگوں کو مقام اولیاء اور مراتب اولیاء چلانے

والی بھی تھی نیز آپ کی شخصیت ان تمام ان تمام صفات کی جامع تھی جو متعدد اولیاء کرام کی مخصوص صفات ہیں۔

انہی تمام صفات کو دیکھتے ہوئے اس زمانے کے ارباب عقل و دانش اور ارباب فہم و فراست نے آپ کو شعیب الاولیاء کے لقب سے سرفراز فرمایا۔

اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ چونکہ آپ کی ذات حضرت شعیب علیہ السلام کے کردار کی سراپا تصویر تھی اسی لیےاس زمانے کےعوام وخواص میں آپ کواس لقب سے یاد کیا۔

اس کی مختصر وضاحت یہ ہے کہ جس طرح حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم جو طرح طرح کی نافرمانیوں اور سرکشیوں میں ڈوبی ہوئی تھی اور کسی طرح بھی اصلاح قبول کرنے پر راضی نہ تھی پر بے پناہ محنت صرف فرما کر ان میں سے مشیت ربانی کے مطابق افراد کو راہ حق سے نوازا اسی طرح حضور شعیب الاولیاء نے اپنی جائے اقامت براؤں شریف کے علاقہ میں آباد لوگوں پر بے پناہ محنت صرف فرما کر بلکہ اپنی پوری زندگی اسی راہ میں خرچ فرما کر پورے علاقے کی تصویر بدل دی ، چنانچہ آپ کی بے پناہ تبلیغ و اشاعت دین کی وجہ سے آج بھی بحمد اللہ تعالیٰ پورے علاقہ کا گوشہ گوشہ ذکر خدا اور ذکر رسول کی صداؤں سے گونج رہا ہے۔

خاندانی حالات:

حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آباء واجداد سادات علوی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اس خاندان کے اعتبار سے بھی آپ معزز ومکرم تھے کیونکہ سادات فاطمی اور سادات علوی وہ گھرانے ہیں جو خاندان ونسب نجابت وشرافت میں دنیا کے تمام خاندان سے اشرف و اعلیٰ ہیں۔ جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث اس پر شاہد عدل ہے ہاشمی گھرانے کی فضیلت واہمیت کا منکر نہیں ہے مگر حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اجداد میں اور گھرانے میں سبھی حضرات اپنی گونا گوں خصوصیات کی وجہ سے بڑے نامی گرامی گزرے ہیں مگر چند ہستیاں ایسی ہیں جو آسمان فضل وکمال پر چاند سورج بن کر

چمکے ان باکمال شخصیات میں سے ایک قریب کے جد محترم طاہر بن طیب غازی علوی ہیں۔

تعارف طاہر غازی بن طیب غازی بغدادی:

طاہر غازی بن طیب غازی علوی بڑی شان وشوکت کے مالک تھے اور بڑے باصلاحیت اور اپنے خاندان کے جو شہر ہرات میں مکیں تھے، ان میں نمایاں نظر آتے تھے آپ علم وفضل میں بھی ممتاز مقام رکھتے تھے آپ کا شمار بغداد کے اماموں اور علماء میں ہوتا تھا۔ 402 ہجری میں فاطمیوں کے نسب کے سلسلے میں بغداد کے اماموں اور علماء کا ایک اجلاس ہوا جس میں آپ نے بھی شرکت کی تھی۔ البدایہ والنہایہ عربی جلد 11 کے صفحہ 372 پر درج ہے: فی سنة اثنين و اربعمائة، وقد كتب خطه في المحضر خلق كثير، فمن العلويين: المرتضى والرضى و ابن الازرق الموسوى و ابو طاهر بن أبي الطيب، و محمد بن محمد بن عمرو بن ابی یعلی،

شجرۂ نسب:

طاہر غازی بن طبیب غازی بن شاہ محمد غازی بن شاہ علی غازی بن محمد اسھل بن عون قطب شاہ غازی بن علی بن محمد الاکبر بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ طاہر غازی کے فرزند ارجمند عطاء اللہ غازی تھے۔

تعارف سیدنا عطاء اللہ غازی بن طاہر غازی الہروی:

عطاء اللہ غازی کو اللہ تعالیٰ نے بڑی صلاحیت عطا فرمائی تھی بڑے حسین وخوب صورت اور وجیہ تھے۔ آپ کا شجرہ نسب یہ ہے: سیدنا عطاء اللہ غازی بن سیدنا طاہر غازی بن سیدنا طیب غازی بن سیدنا محمد غازی بن سیدنا عمر غازی بن سیدنا ملک آصف غازی بن سیدنا بطل غازی بن سیدنا عبدالمنان غازی بن سیدنا محمد حنفیہ غازی بن سیدنا علی کرم اللہ وجہہ بن ابی طالب۔ (ماخوذ از مرات مسعودی)

آپ کے آبا و اجداد اپنے وطن عزیز سے ہجرت کر کے ہرات اور غزنی میں مقیم ہو گئے تھے۔ ان دنوں غزنی میں امیر ناصر الدین سبکتگین تخت حکومت پر مسند نشین تھے اور

یہیں جہاد کے لیے دور دراز سے مجاہدین آ کر بعد تربیت فوج میں شامل ہوتے تھے، اور امیر ناصر الدین سبکتگین لشکر جہاد کی غرض سے مختلف علاقوں میں فوج بھیجتے تھے عطا اللہ غازی بھی بعد تربیت امیر ناصر الدین سبکتگین کے لشکر میں سپہ سالار کے منصب پر فائز ہوئے اور داد شجاعت دی۔ اس لیے انہیں غازی کے لقب سے نوازا گیا۔ آپ ایک بہادر سپہ سالار ہونے کے ساتھ ساتھ حد درجہ کے عابد و زاہد بھی تھے۔ اللہ نے آپ کو تین فرزند عطا کیے، میر نصر اللہ غازی (اصفر الدین غازی)، میر شاہو غازی، اور میر سیف الدین غازی۔ (ماخوداز تاریخ صالحین)

نام ونسب:

حضرت شعیب الاولیاء حضرت محمد یار علی بن فجر علی بن خورشید علی بن خاقان محمد عرف خان محمد بن عبد المنان علوی بن عبد الرحمن علوی بن خدا بخش علوی بن سالار بخش علوی بن محمد علی علوی بن ہدایت علی علوی بن جان محمد علوی بن تاج محمد غازی علوی بن محمد داؤد علوی بن محمد قاسم شہید علوی بن سالار محمد تاج علوی بن سالار محمد منیر علوی الہروی غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین مزار اطہر گنج شہیداں منگروندا شریف بارہ بنکی (مدینہ منورہ سے کوفہ تک) آپ کے آباء و اجداد مولائے کائنات حضرت مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے شہزادے محمد بن حنفیہ کی نسل سے ہیں محمد بن حنفیہ کے پوتے یعنی علی عبد المنان (جو واقعہ حرہ میں شہید ہو گئے تھے) ان کے شہزادے عون عرف بطل غازی امام زین العابدین ابن امام عالی مقام حضرت امام حسین عنہما کے فرزند حضرت امام زید شہید تابعی مدنی کے ساتھ جو لشکر خاندان کے چند افراد پر مشتمل تھی احقاق حق ابطالِ باطل کے لیے کوفہ آئے۔ اس وقت بنی امیہ کا ظلم وتشدد اور فسق و فجور شباب پر تھا۔

حضرت امام زید نے ہشام ابن عبد الملک ابن مروان کے خلاف کوفہ میں علم جہاد بلند کیا اور جنگ کی اور آپ کو فتح حاصل ہوئی پھر اس کے گورنر عمر بن یوسف ثقفی سے کچھ معاملات طے کرنے کے بعد مدینہ لوٹ گئے۔ لیکن دوبارہ اہلِ کوفہ میں سے آپ کے

بہت سے مصاحبین بنی امیہ کوکوفہ سے نکال کر بھگانے پر بضد ہوئے اور حضرت کو بااصرار کوفہ لے گئے۔ وہاں پہنچنے پر پندرہ ہزار کوفیوں کی جماعت آپ کے ساتھ ہوگئی پھر آپ کا ساتھ چھوڑنے کے لیے حیلہ وتدبیر یہ سوچی کہ حضرت امام زید سے کہا: ” آپ ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں پر تبرّا کریں۔ حضرت نے فرمایا ” ہم اس سے برأت کا اظہار کرتے ہیں جو شیخین پر تبرا کرے۔ اس پر کوفیوں نے کہا ”إِذَنْ نَرْفَضُكَ“ تب ہم آپ کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ فرمایا دور ہو جاؤ تم رافضی ہو۔ اسی وقت سے اس لقب کی ابتدا ہوئی۔

اب حضرت کے ساتھ مختصر سی جماعت رہ گئی جو ظالم وقت کے مقابلے کے لیے کافی نہ تھی پھر ایسا وقت آیا کہ ظالموں نے حضرت کو سخت تکلیفیں دیں اور شہید کر دیا 121ھ میں یہ واقعہ پیش آیا۔ (ماخوذ از خاندان مصطفیٰ) (کوفہ سے ہرات جوزجان تک) زید شہید کی شہادت کے بعد آپ کے صاحبزادے یحییٰ شہید قتیل جوزجان کے ساتھ بنوامیہ کے ظالم حکمرانوں سے جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہوئے بغداد مدائن (عراق) تہران شیراز (ایران) خراسان سرخس بلخ جوزجان بقریب ہرات (افغانستان) پہنچے یہاں جوزجان میں اموی حکمران سے جنگ ہوئی پہلی جنگ میں فتح یاب ہوئے مگر دوسری جنگ میں یحییٰ شہید بن زید شہید کے ساتھ بنو ہاشم کے لوگ ایک بڑی تعداد میں شہید ہو گئے عون عرف بطل غازی کے صاحبزادے محمد آصف غازی جوزجان سے ہرات میں اقامت گزیں ہوئیں اور یہاں سے آپ کے پڑپوتے ہجرت کر کے سلطان ناصرالدین سبکتگین وسلطان محمود غزنوی کی فوج میں داخل ہوئے اور غزنی کو وطن مالوف بنالیا اسی وجہ سے اس خاندان کے کچھ لوگ ہرات میں رہے اور کچھ لوگ غزنی کو وطن مالوف بنایا۔

تعارف سید سالار سیف الدین غازی بن عطاء اللہ غازی:

ولادت باسعادت: سید سالار سیف الدین غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت ملک افغانستان کے شہر ہرات یا غزنی میں ہوئی وہیں آپ کی نشوونما ہوئی۔

اسم مبارک ولقب:

سیف الدین لقب سرخرو سالار غازی شہید بہرائچ نسب نامہ/ سید سیف الدین غازی بن عطاء اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیب غازی بن محمد غازی بن عمر غازی بن آصف غازی بن بطل غازی بن علی عبدالمنان غازی بن محمد بن حنفیہ بن مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

خاندانی حالات، تعلیم وتربیت:

آپ کی تعلیم وترتیب اورنشوونما اپنے آبائی وطن ملک افغانستان میں ہوئی سن شہادت 424ھ۔ یوم شہادت 13 رجب المرجب بروز ہفتہ وقت شہادت بوقت صبح بقریب نماز ظہر۔سبب شہادت حمایت اسلام مقام شہادت۔ بہرائچ شریف نماز جنازہ، آپ کی نماز جنازہ سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ادا فرمائی اور وہیں دفن فرمایا۔بعدہ آپ نے نماز ظہر ادا کی جائے۔

سید سالار سیف الدین غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جائے تدفین

سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے درگاہ شریف جاتے ہوئے محلہ بخشی پورہ حضرت حافظ حیرت علی شاہ علیہ الرحمہ کی خانقاہ کے اُتر سے پچھّم کی طرف ایک وسیع راستہ جاتا ہے تقریباً دوسوگز چلنے کے بعد سلطان فیروز شاہ تغلق کا تعمیر کردہ ایک عظیم الشان کہنہ پختہ گنبد نظر آئے گا، یہی وہ پرنور گنبد ہے جس کے سایہ میں سیدنا سالار مسعود غازی علیہ الرحمۃ کے وفادار چچا سیف الدین غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آرام فرما ہیں اسی جگہ شہید ہوئے تھے۔آپ کی شہادت پر سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ سیف الدین غازی کی عاقبت بخیر ہوئی اوراسی جگہ پر آپ کو دفن فرمایا،آپ عہد محمود غزنوی میں منصب جلیلہ پر فائز تھے مگر وصل مولی کی تمنا میں حکومت کی کرسی پر چین نہیں ملا سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کیا: بیٹا! اب دل میں شوقِ شہادت مچل رہا ہے مگر منزلِ مقصود آپ کے چہرہ پرنور پر قربان ہونے میں ہی مل سکتی ہے۔سالار اعظم نے

بطیب خاطر ایک مدت کے بعد ہمراہی کا اذن فرما کر ہندوستان کی جانب کوچ کرنے کی طرف توجہ دلائی یعنی میرے بعد کچھ عرصہ کے بعد آنا، ملک بقا کا راہی اپنے بھتیجے کے ہمراہ ہندوستان کے مختلف معرکوں میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جہاد فرماتا رہا، بالآخر وہ گھڑی آ گئی جس کی تمنا میں ہرات وغزنی کی حکومت کو ٹھکرایا تھا اور ہندوستان تشریف لائے تھے، یعنی 13 رجب المرجب 424ھ کو بہرائچ کی سرزمین پر تیسری اور آخری فیصلہ کن جنگ عظیم کا معرکہ گرم ہوا سید سالار مسعود غازی نے میمنہ کی کمانڈری کے لیے اپنے بڑے والد حضرت سیدنا میر نصر اللہ غازی کو دکولی اور میسرہ کی کمانڈری کے لیے اپنے بھانجے حضرت رجب سالار ہٹیلہ غازی کو متعین فرمایا۔

حق و باطل کی اس جنگ عظیم میں میسرہ کی کمانڈری فرمانے والے شاہ پور یوسف جوت ہٹیلہ میں شہید ہو جاتے ہیں، بعد اطلاع سالار اعظم نے اپنے چچا کو میسرہ کی کمان عطا فرمائی، اللہ کے اس شیر نے خون مرتضوی کے وہ جوہر دکھائے کہ مقابل فوجوں میں بھگدڑ مچ گئی، پھر کفار نے مجتمع ہو کر تیروں کی بارش شروع کی، آپ لڑتے ہوئے موجودہ مقام پر جہاں آپ محوخواب ہیں دشمن کا ایک تیر شہ رگ کو پار کرتا ہوا نکلا، حیدر کا لعل زخم کی تاب نہ لا کر پشت اسپ سے نیچے تشریف لاتا ہے، اور کلمہ شہادت پڑھتا ہوا اپنی جان عزیز کو اپنے مولیٰ کے حوالہ کر دیتا ہے، اور فضل شہادت سے مشرف ہو جاتا ہے۔ سید سالار مسعود غازی نے اپنے چچا کو اسی مقام پر دفن فرما دیا جہاں پر آپ نے جام شہادت نوش فرمایا تھا، دیگر شہداء کو بھی اطراف وجوانب میں دفن فرمایا، جن کے نشانات باقی نہیں ہیں، آپ کے گنبد کے سائے میں صرف چند رفقاء کی قبروں کے نشانات پائے جاتے ہیں اولیائے کرام وصوفیائے عظام ارشاد فرماتے ہیں: کہ جس کو یہ مقصود ہو کہ سالار مسعود اس کی دعا رد نہ فرمائیں، تو پہلے وہ اس وفادار چچا کی بارگاہ میں حاضری دے، اس لیے کہ یہ وہ وفادار چچا ہیں جنہوں نے اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے بھتیجے کے حکم پر سیکڑوں تیر کھا کر سنت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ادا کرتے ہوئے داعی اجل کو لبیک کہا ہے، سالار مسعود اس وفادار کو کبھی

فراموش نہ فرمائیں گے۔

اکثر صوفیائے کرام وعاشقان پرتو جمال خداوندی کو دیکھا گیا ہے کہ دربار سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں حاضری سے پہلے حضرت سیدنا سالار سیف الدین غازی کے دربار میں حاضر ہوکر چلہ کشی فرماتے ہیں اوراذن حاضری پاکر سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی چوکھٹ پر حاضری دیتے ہیں۔آپ کا مزار مبارک مذکورہ جگہ پر مرجع خلائق ہے، اور پر وقار عظیم الشان گنبد کے نیچے آرام فرما ہیں آپ کی اولاد اطہار،آپ کے دو صاحبزادے ہوئے بڑے صاحبزادے سالار محمد منیر غازی دوسرے صاحبزادے رفیع الدین غازی مزار اطہر گنج شہیداں، منگرونڈا شریف بعض مورخین کی تحقیق یہ ہے کہ تین صاحبزادے ہوئے عرس پاک،آپ کا عرس مبارک ۱۵ رجب المرجب کوانتہائی شان وشوکت سے منایا جاتا ہے لنگر تقسیم کیے جاتے ہیں آپ کا فیضان روحانی اورنسلی دونوں طور پر جاری ہے، آپ کی شہادت ہم مسلمانوں کے لیے مشعل راہِ ہدایت ہے۔(ماخوذ از تاریخ سید سالار مسعود غازی وتاریخ صالحین بہرائچ وتذکرہ محمد بن حنفیہ واولاد محمد بن حنفیہ وقدیم قلمی شجرنسب سادات منگرونڈا وبیلکھرا)

سید سالار سیف الدین غازی کی وطن مالوف سے ہجرت اور فتح دہلی جنگ:

سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے آباء واجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہوئے دریائے سندھ ودرہ خیبر عبور کرکے ملتان اوراجودھن فتح کرنے کے بعد متواتر کوچ کرتے ہوئے فتح دہلی کے ادارہ سے دہلی کے قریب پہنچے رائے مہی پال بھی اپنے لشکر کے ساتھ پہلے ہی نکل چکا تھا دونوں فوج کے بہادر روزانہ مقابلہ کے لیے نکلتے اور صبح سے شام تک جنگ کرتے ،ایک ماہ کچھ روز تک یہ سلسلہ جنگ چلتا رہا حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سخت حیران تھے اوراللہ تعالی سے فتح ونصرت کی دعا کی اور سجدہ میں چلے گئے۔ابھی مصروف دعا ہی تھے کہ قاصد نے اطلاع دی کہ(1) محی بختیار(مزار اطہر کانور میں ہے)و(2) سالار سیف الدین (مزار اطہر

بہرائچ شریف)و(3)میر سید عزالدین (مزار اطہر دہلی)و(4)ملک دولت و(5)میاں رجب یہ پانچ اُمرا ایک لشکر جرار لیے ہوئے (تقریباً 44/ہزار فوج کے ساتھ) غزنی کی طرف سے آ رہے ہیں۔

یاد رہے کہ یہ لوگ غزنی اور ہرات میں بڑے بڑے مناصب جلیلہ پر فائز تھے یہ لوگ سید سالار مسعود غازی کی خدمت میں پہنچے۔ سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ پانچوں لوگوں سے معانقہ کیا اور اور اظہار مسرت پیش کی اور لشکر مسعودی میں بھی مسرت کی ایک لہر دوڑ گئی۔ یہ لوگ بھی حسن میمندی کی بدخوئی کی وجہ سے ملک غزنی چھوڑنے پر مجبور ہوئے اور حسن میمندی نے مذکورہ مجاہدین کے جا گیر کو بھی ضبط کر لیا جیسے سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جا گیر کو ضبط کر لیا تھا۔ سالار سیف الدین غازی حضرت سید سالار مسعود غازی کے چھوٹے چچا ہیں اور محی بختیار و سید عز الدین بھی حضرت سید سالار مسعود غازی سے قرابت قریبہ رکھتے ہیں اور ملک دولت سلطان محمود کے ملازم تھے، میاں رجب سالار شاہو کے خادم خاص تھے اس وجہ سے سالار شاہو نے میاں رجب کو سالار مسعود کی خدمت میں دے دیا تھا۔

سالار مسعود نے میاں رجب کو جا گیر کی نگرانی پر متعین کیا تھا، جب سید سالار مسعود غازی اس طرف سے سے آئے حسن میمندی نے آپ کی جا گیر سلطان کو مطلع کیے بغیر ضبط کر لیا میاں رجب وہاں سے حضرت سید سالار مسعود غازی کی خدمت میں آئے چونکہ میاں رجب خود اعتماد اور کچھ سخت مزاج تھے، اس لیے انہیں لشکر کا کوتوال مقرر کر دیا حضرت سید سالار مسعود غازی کی دشمنی کی وجہ سے خواجہ حسن آپ کے تمام اقرباء سے عناد رکھا تھا، مجبوراً خاندان کے اکثر لوگ ہرات وغزنی سے جدا ہو کے بھارت میں مختلف جگھوں پر مکیں ہوئے جیسے ستر کھ منگرونڈا۔ بیلکھرا کیونکہ سلطان محمود غزنوی بھی ضعیف ہو چکا تھا۔ شب وروز ملک ایاز کے ساتھ صحبت رکھتا کاروبار سلطنت کی طرف کوئی خاص توجہ نہ ہوتی۔ حسن میمندی نے پورے ماحول کو درہم برہم کر رکھا تھا، یہاں تک کہ حسن میمندی

ہلاک ہوا۔

بہرکیف یہ لشکر جرار کی آمد سے راجہ رائے مہی پال اداس ہوگیا۔ چالیسویں روز دونوں طرف کی فوجیں آراستہ ہو کر جنگ میں مشغول ہوگئیں، حضرت سید سالار مسعود غازی شرف الملک کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھے، کہ رائے مہی پال کا لڑکا گو پال آپ کی طرف گھوڑا دوڑاتے ہوئے آیا اور گرز سے وار کیا آپ کی ناک زخمی ہوگئی اور آپ کے دو دانت شہید ہو گئے شرف الملک نے تلوار بلند کر کے گو پال پر ایسا وار کیا کہ اسی وقت جہنم رسید ہو گیا۔ حضرت نے بینی مبارک کے زخم پر رومال باندھ کر پھر جنگ میں مشغول ہو گئے۔ زہے شجاعت و بہادری سید سالار مسعود غازی نے بینی مبارک کے زخم کی قطعاً پرواہ نہ کی، شام تک مصروف جنگ رہے اور نماز مغرب بھی اسی میدان میں ادا کی اور رات کو بھی میدان جنگ ہی میں پڑاؤ کیا۔ بہت سے نوجوان ترک شہادت سے سرفراز ہوئے اور بہت سے کافر بھی واصل جہنم ہوئے۔

صبح کے وقت پھر نقارہ جنگ بجا کر پہنچ گئے صاحب مرات مسعودی بیان کرتے ہیں کہ ابو محمد غازی مزار اطہر منگروںڈا بارہ بنکی اور مجاہد اسلام میدان جنگ میں آئے میر سید عزالدین ہراول فوجی دستہ میں تھے، مرضی مولیٰ ایک تیر آپ کے گلوئے مبارک میں لگا اور آپ شہید ہو گئے، میر سید عزالدین کی شہادت کی خبر سن کر حضرت بے چین ہو گئے، خود گھوڑا دوڑایا اور پھر تو ہر طرف امراء اور ترکان ان پر ٹوٹ پڑے، کہ انہیں مقابلہ کی طاقت نہ رہی اور انہیں شکست اور بہادر پروانہ وار سے لشکر کفار کو دو چار ہونا پڑا لیکن رائے مہی پال اور رائے میر پال چند دوسرے لوگوں کے ساتھ میدان جنگ میں کھڑے رہے۔ کچھ لوگوں نے ان سے کہا اگر زندگی ہے تو پھر ہم جنگ کریں گے۔ انہوں نے جواب دیا کہ آخر ہم میدان چھوڑ کر کہاں جائیں، دونوں رائے میدان جنگ میں مارے گئے عظیم فتح ہوئی اس روز دہلی کا تخت ہاتھ آیا لیکن سید سالار مسعود غازی اس تخت پر نہ بیٹھے، فرمایا میں یہ جہاد تخت و تاج کی خاطر نہیں کر رہا ہوں، ہمارا خدائے تعالیٰ کے ساتھ ایک راز ہے

جسے وہ جانتا ہے۔ میر سید عز الدین کو دہلی میں دفن کیا اور ان کا عالیشان روضہ تعمیر کرایا اور چند لوگوں کو جاروب کشی اور چراغ کی خدمت پر مقرر فرمادیا اور امیر جعفر بایزید کو تین ہزار سوار دے کر دہلی کی حکومت سپرد کر دی اور فرمایا مزید اضافہ کر لینا اور بکمال مہربانی فرمایا کہ دہلی کے لوگوں کے ساتھ ہمدردی کرنا تمہاری ذمہ داری ہے۔ تم اس طرح راہ ورسم رکھنا کہ خلق خدا کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

چھ مہینے سولہ روز کے بعد دہلی سے میرٹھ کی طرف لشکر کشی فرمایا، میرٹھ کے رایوں نے پہلے ہی سے سن رکھا تھا، کہ سید سالار مسعود غازی کے جاں نثاروں کے مقابلہ میں کوئی شخص فتح نہیں پاتا ہے۔ سید سالار مسعود غازی جدھر بھی اپنے جاں نثاروں کے ساتھ رخ کرتے ہیں فتح پاتے ہیں۔ میرٹھ کے رائیوں نے دہشت زدہ ہوکر اپنے قاصدوں کو تحائف کے ساتھ حضرت کی خدمت میں بھیجا کہ ملک آنحضور ہی کا ہے اور ہم آپ کی بارگاہ عالی کے خدمت گار ہیں، اطاعت اور خدمت قبول کرتے ہیں۔ حضرت نے ان کی اس تواضع اور خاکساری سے خوش ہوکر ملک میرٹھ انہیں بخش دیا اور خود شان وشوکت کے ساتھ قنوج کا رخ کیا۔

جب قنوج کے زمیندار رائے اجے پال کو سلطان محمود نے جلاوطن کر دیا تھا تو سالار شاہو نے سلطان سے اس کی تقصیر معاف کرا کے بحال کرا دیا تھا، اس احسان کی وجہ سے اپنے قاصد کو پہلے ہی تحائف دے کر حضرت کی خدمت میں بھیجا، جب حضرت قنوج کے قریب پہنچے دریائے گنگا کے کنارے ڈیرہ ڈالا، رائے اجے پال نے اپنے بڑے لڑکے کو تحائف دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا اور میزبانی کی پیشکش کی آپ نے بھی۔ اس کی طرف بہت زیادہ التفات کیا، اجے پال کے لڑکے کو خلعت اور گھوڑے عطا فرما کر رخصت کیا اور فرمایا بحری سامان بہت جلد حاضر کرو کیونکہ ہم گنگا پار کر کے شکار کھیلیں گے، فورا کشتیاں حاضر کر کے اطلاع دی گئی اسی وقت آپ نے لشکر کو حکم دیا کہ دریائے گنگا پار کر کے اس طرف ڈیرا کریں ایسا ہی کیا گیا، اس کے بعد خود بھی دریائے گنگا پار کر کے آئے اسی

وقت رائے اجے پال نے دس گھوڑے پیش کر کے اطاعت قبول کیا، حضرت نے رائے اجے پال کو خلعت خاص اور دس گھوڑے اسے مرحمت فرما کر رخصت کیا اور کہا کہ رعایا کی دل جوئی کرنا اور ہمارے لشکر کے لیے غلہ بھیجتے رہنا، آنے جانے والوں کی اچھی طرح خبر رکھنا۔

جنگ دہلی سے سترکھ بارہ بنکی تک:

اس کے بعد کوچ کرتے ہوئے سترکھ کی طرف متوجہ ہوئے دسویں روز آپ سترکھ پہنچے، اور یہ مقام ناف اقلیم ہند تھا اور کفار کا بہت بڑا عبادت خانہ تھا اسی وجہ سے آپ نے سترکھ میں اقامت اختیار کرلیا اور سترکھ کے اطراف وجوانب اپنی۔فوجوں کو متعین کیا، سید سالار سیف الدین اور میاں رجب سالار ایک لشکر کے ساتھ بہرائچ کی طرف رخصت کیا دعوتِ ایمان اور راجہ سہیل دیو کے ظلم کے سدباب کے لیے جو بھینٹ چڑھاتا تھا اور میاں رجب کے لڑکے کو آپ کی جگہ لشکر کا کوتوال مقرر کیا۔ اگرچہ عمر میں کم سن تھے لیکن شعور اور غیرت بہت زیادہ رکھتے تھے۔

سید سالار سیف الدین غازی اور میاں رجب بہرائچ پہنچے تو آپ کی خدمت میں یہ اطلاع بھیجی کہ اس جگہ غلہ دستیاب نہیں ہو پا رہا ہے، لہٰذا غلہ بھیجئے تاکہ مجاہدین کے لیے تبلیغ دین میں آسانی ہو۔ حضرت نے حکم کیا کہ پرگنات اور نواحی کے چودھریوں اور مکھیوں کو حاضر کیا جائے۔ سات آٹھ پرگنوں کے چودھری اور مکھیا بارگاہ سید سالار مسعود غازی میں حاضر ہوئے۔ سدھور کے چودھری جس کا نام تاس تھا اور امیٹھی کے چودھری جس کا نام نرہد تھا، دونوں کو اپنے پاس بلایا انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا کہ کاشتکاری کرنے میں سستی نہ کرو کہ اس میں تمہاری اور رعایا کی فلاح وبہبودی ہے۔ نیز فرمایا کہ تم لوگ ہم سے قیمت لے لو اور غلہ ہمیں دے دینا۔ ان لوگوں نے عرض کیا کہ پہلے ہم غلہ خدمت میں پہنچادیں اس کے بعد قیمت لیں گے۔ آپ نے حکم دیا کہ قیمت پہلے لے لو۔ آپ نے پہلے چودھریوں اور مکھیوں کو غلہ کی قیمت ادا کر کے خلعت اور برگ تنبول (پان) مرحمت فرمایا، اور کچھ لوگوں کو ان کے ہمراہ کر دیا کہ غلہ جلد لے آئیں۔ ملک فیروز عمر کو بھیجا کہ سرجو کی رہ گزر پر

ٹھہرو، جس جنس کا بھی غلہ آئے اُسے سالار سیف الدین کی خدمت میں بہرائچ پہنچایا جائے۔

اس کے بعد محی بختیار کو فردوست کی طرف روانہ کیا اور کہا کہ تم کو میں نے خدا کے سپرد کیا جس جگہ بھی جاؤ حسنِ سلوک سے پیش آنا۔ اگر کفار کلمہ شہادت پڑھ لیں یا تمہارے ساتھ صلح و آشتی سے پیش آئیں بہتر ہے تم بھی شفقت کا برتاؤ کرو ورنہ پھر تم ان سے جہاد کرنا، اس کے بعد محی بختیار سے بغل گیر ہوئے اور فرمایا آج کی یہ ملاقات ہے پھر معلوم نہیں ملاقات ہو نہ ہو اس درد آمیز کلمہ سے دونوں حضرات آب دیدہ ہو گئے، دیر تک یہی کیفیت رہی محی بختیار رخصت ہوئے عجیب وقت اور عجیب رسوخ راہ حق میں رکھتے تھے کہ محض حق تعالی کی وحدانیت کے لیے خود کو کفر کی کان میں ڈال دیتے تھے، لوگوں کا بیان ہے کہ محی بختیار فردوست کے اکثر حصہ پر قبضہ کر کے کانور تک پہنچ گئے اور اس جگہ شربت شہادت نوش فرمایا آپ کا مزار اقدس کانور میں مشہور ہے، اس کے بعد امیر حسن عرب کو مہوبہ کی طرف تعینات کیا میر سید عزیز الدین جو لال پیر کے نام سے مشہور ہیں گوپامئو اور اس کے اطراف میں تعینات کیا اور دونوں حضرات کو بطریق مذکور ہدایت فرمائی۔

(ماخوذ از مرات مسعودی تاریخ سید سالار مسعود غازی و آئینہ مسعودی)

سترکھ سے سالار محمد غازی الدین غازی اور سالار ابو محمد منیر غازی و رفیع الدین غازی کی مجاہدین اسلام کے ساتھ منگرونڈا میں آمد اور بھڑ قوم کو دعوتِ اسلام:

سترکھ سے بہرائچ جاتے وقت سید سالار سیف الدین غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابو محمد منیر غازی علوی الہروی کو اور غازی الدین غازی اور خاندان کے دیگر لوگوں کو منگرونڈا بارہ بنکی میں بھڑ قوم کے دعوت ایمانی کے لے اور اوران کے مظالم سے بے قصور لوگوں کے چھٹکارے کے لیے متعین فرمایا تھا سید سیف الدین سرخرو سالار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو صاحبزادے تھے سالار ابو محمد منیر غازی اور دوسرے سالار رفیع الدین غازی بعض نے تین

بیٹوں کا ذکر کیا ہے ان کی نسل کے لوگ منگرونڈا سے بیلکھرا میں آئیں اور آج بھی اس نسل کے لوگ منگرونڈا و بیلکھرا میں آباد ہیں۔

منگرونڈا و بیلکھرا سے میرپور براؤں شریف تک:

منگرونڈا بیلکھرا سے سالار بخش علوی کے بیٹے خدا بخش علوی میرپور تشریف لائے ان کے صاحبزادے عبد الرحمن علوی ان کے صاحبزادے عبد المنان علوی ان کے چار صاحبزادے ہوئے بڑے صاحبزادے بدھو علی علوی جن سے میرپور کے علوی سادات ہیں دوسرے صاحبزادے خاقان محمد علوی عرف خان محمد علوی جن سے براؤں شریف کے علوی سادات اور حضرت شعیب الاولیاء محمد یار علی علوی الہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں تیسرے صاحبزادے بسالت علی علوی جن سے پرتاب پور کے علوی سادات ہیں چوتھے صاحبزادے بدر الدین علوی جن سے بیراگی گاؤں پر ہوا کیول پور دیورا کے علوی سادات ہیں۔ میرپور سے بدر الدین علوی کی اولاد بیراگی گاؤں میں آکر آباد ہوئی اور بدر الدین علوی ہی کی اولاد میں سے عزت مآب محترم لائق علی علوی عرف علوی ٹھیکیدار بیراگی ہیں۔ (ماخوذ از تذکرہ محمد بن حنفیہ و اولاد محمد بن حنفیہ/ و انساب علویان ہند)

سید سالار سیف الدین غازی رحمۃ اللہ جنگ بہرائچ میں شرکت و شہادت:

پہلی جنگ میں سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فوج آراستہ کیا اور رجب سالار پہلوان اور دیگر امیروں کے آگے پیچھے و داہنے بائیں رہنے کے لیے نامزد فرمایا خود درمیان میں رہ کر کافروں کے سر پر جا پڑے جنگ کرنے لگے رجب سالار دو پاس جنگ عظیم کی اکثر ترکان بہادر و سالار سیف الدین و امیر خضر و امیر سید نصر اللہ نے داہنی جانب سے گھوڑے دوڑائے اور بائیں طرف سے امیر ترکان و امیران بہادر آگئے سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ایک طرف جنگ میں مصروف رہے چاروں طرف سے بڑی کوشش و کشش کی جنگ عظیم ہوئی آخر کار کفار لا علاج ہو کر بھاگے پانچ راجگان قید ہوئے یہاں تک کہ اس جنگ میں فتح عظیم ہوئی بعد فتح سید سالار مسعود غازی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جس قدر مسلمان شہید ہوئے اور کفارتہ تیغ ہوئے شمار کر لیجئے جب شمار کیا گیا تو ایک لاکھ پانچ ہزار مسلمان شہید ہوئے اور تین لاکھ سات ہزار کفارتہ تیغ ہوئے بعد جنگ سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سات روز تک قیام فرمایا اور شہدائے اسلام کی تدفین کی۔ (ماخوذ از مرات مسعودی)

دوسری جنگ:

بہرائچ دو ماہ کے بعد جملہ راجگان بہرائچ واطراف بہرائچ جمع ہوئے اور دعوت جنگ دی سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ملک حیدر سالار سیف الدین وامیر نصر اللہ وامیر سید ابراہیم وامیر خضر وظہیر الملک وابومحمد وملک سنجر وعین الملک ونظام الملک وشرف الملک سب امیروں کو بلا کر لاؤ سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اے رجب سالار تم بھی اپنی فوج تیار رکھو رجب سالار رہٹیلہ غازی اسپ ہیکل پر سوار ہوکر اپنی فوج کے ساتھ روانہ ہوئے سالار سیف الدین مع فوج داہنی طرف اور امیر ترکان وامیر نصر اللہ بائیں ہاتھ ہوئے رجب سالار رہٹیلہ غازی منھ پر زخم بھی کھائے مگر مسلسل جنگ جاری رکھی یہاں تک کہ بحمد اللہ تعالیٰ یہ دوسری جنگ بھی آپ کے حق میں فتح ہوئی بعد فتح سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے منشی کو بھیجا کہ شہداء کو شمار کرو۔ جب شمار کیا گیا تو تین لاکھ چار ہزار مسلمان شہید ہوئے اور بے شمار کفارتہ تیغ ہوئے۔ سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہاں تین روز رہ کر تدفین کی اور چوتھے روز بہرائچ دولت کدہ پر آئے۔ (ماخوذ از مرات مسعودی)

تیسری جنگ:

راجہ سہیل نے رکشھا دھرم کے نام پورے ملک ہندوستان سے بڑے بڑے اکیس راجہ مع فوج بلالی اور سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فوج پر جو سیف الدین غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ تھی، بطور بہرائچ چوکی پر بے اطلاع حملہ کر دیا۔ سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک عظیم لشکر جرار جو تین لاکھ چار ہزار سوار پر

مشتمل تھی رجب سالار ہٹیلہ غازی کے ساتھ کردیا اور دوسرے سالار سیف الدین کو ایک ہزار سوار دے کر پہلے ہی فرمایا تھا کہ تم بطریق چوکی بہرائچ میں مقابلہ لشکر رہو کفارِ چوکی تک آچکے ہیں۔ سید سالار مسعود غازی نے فرمایا کہ رجب سالار ہٹیلہ جن کے فوج کی تعداد تین لاکھ تیس ہزار تھی کہ چوکی پر مدد کرو بعد میں میں بھی آتا ہوں رجب سالار ہٹیلہ غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روانہ ہوئے اور گھمسان کی جنگ ہوئی۔

رجب سالار ہٹیلہ غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کافی لوگوں کو واصل جہنم کے بعد 11 رجب 424ھ کو بمقام یوسف جوت ہٹیلہ میں شربتِ شہادت نوش فرمالیتے ہیں بعد اطلاع سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو وہی پر دفن فرمایا اسی طرح سید سالار میر نصر اللہ غازی بھی 12و13 رجب کے درمیان میں شربتِ شہادت نوش کرلیتے ہیں اسی طرح سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چچا سیف الدین غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کافی لوگوں واصل جہنم کرنے کے بعد 13 رجب المرجب کو دشمن کا ایک تیر آپ کے شہ رگ پر لگتا ہے جس کی وجہ سے گھوڑے سے نیچے آگے اور آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی بعد اطلاع سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین کی یہاں تک کہ یہ سلسلہ جاری رہا اور جنگ ہوتی رہی اسی آخری جنگ عظیم میں سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی راجہ سہیل دیو نے 14 رجب 424ھ کو دھوکے سے شہید کیا سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نماز جنازہ وتدفین سید ابراہیم بارہ ہزاری نے کی 15 رجب کو سید ابراہیم جنگ کرتے ہوئے راجہ سہیل دیو کو قتل کرکے واصل جہنم کردیا بعدہ اسی جنگ میں آپ بھی شہید ہوئے گئے۔ اناللہ وانا الیہ رٰجعون۔

(ماخوذ از مرات مسعودی ومختصر سوانح سید سالار مسعود غازی وتاریخ صالحین بہرائچ)

ایک تعارف گنج شہیداں منگرونڈا گنج شہیداں:

بارہ بنکی میں منگرونڈا نامی بستی کے، ایک عظیم الشان قدیم مقبرہ ہے اسی جگہ سالار محمد

غازی الدین غازی اور سالار ابو محمد منیر غازی و سالار رفیع الدین غازی لشکر اسلام کے ساتھ آئے تھے اور بھڑ قوم کو دعوت اسلام دی مگر اسلام نہ قبول کرتے ہوئے جنگ پر آمادہ ہو گئے 423ھ کے موقع پر یہاں ایک جنگ عظیم ہوئی جس کے نتیجے میں یہ جگہ گنج شہیداں کہلائی جس میں بعض مزارات کی تعمیر سادات منگروں ڈانے کی ہے مگر اب مزارات بطور نشان ہی باقی ہیں اسی میں سید سالار ابو محمد منیر غازی اور اسی میں سید سالار رفیع الدین غازی و دیگر شہداء اسلام مدفون ہیں، یہ وہ بابرکت مقبرہ ہے جس میں لاتعداد شہدائے اسلام محو خواب ہیں، جن میں کچھ تو ایسے ہیں جن کی نماز جنازہ و تدفین غازی الدین غازی ابو محمد منیر غازی نے کی اور کچھ ایسے ہیں جن کی تدفین سید سالار رفیع الدین غازی نے کی، خدائے پاک ان سب شہداء اسلام کے مزارات پر اپنی رحمت و سکینہ نازل فرمائے۔

ایک تعارف میر پور:

میر پور قیصر گنج کی تاریخ کچھ اس طرح ہے کہ خدابخش علوی بیلکھرا سے اپنی سسرال پپنا میں آئے مگر اس جگہ غیر مسلم کی تعداد تقریباً 80 فیصد تھی جس کی وجہ سے یہاں کے بہت سے مسلمان حضرات جس میں آپ کے سسرال کے لوگ بھی تھے پپنا سے ریولی تشریف لائیں کچھ عرصہ تک یہاں رہیں مگر ایک غیر مسلم ٹھاکر معمولی سی بات پر ایک مسلم شخص کو داڑھی پکڑ کر تھپڑ مار دیا آپ نے فرمایا کہ جہاں شریعت کی بے حرمتی ہو وہاں نہ میں رہوں گا اور نہ میری اولاد یہاں سے ہجرت کر کے آپ جرول روڈ کے قریب کوناری بنگلہ رہنے لگے یہاں پر آپ ایک دن سیر و تفریح کے لے باہر نکلے تو رئیس جرول سید مہدی حسن سے ملاقات ہوئی سید مہدی حسن نے پوچھا کہ آپ یہاں کیسے آپ نے پوری بات بتلائی۔ تو سید مہدی حسن نے کہا کہ آپ بھی سید ہیں اور میں بھی سید میرا بنگلہ فلاں جگہ ہے یہ لو چابی اور وہیں پر جا کر رہو اور نو سو بیگھہ زمین میں تمھارے نام کر دے رہا ہوں۔ آپ کوناری بنگلہ سے موجود میر پور میں رہنے لگے۔ اس بستی کا نام بھی آپ کے نسب سیادت پر لوگ اس جگہ کو میر پور کہنے لگے۔

یہاں سب سے پہلے آپ اقامت گزیں ہوئیں۔ یہاں پر آپ کی اولاد پھولی پھلی، پھر چند سالوں کے بعد اسی بستی میں حجام حضرات کی آمد ہوئی۔ اس کے کچھ سالوں بعد خان حضرات اور دھوبی حضرات کی آمد ہوئی اور کچھ ہریجن غیر مسلم آکر آباد ہوئے۔ جب سے یہ بستی آباد ہے خدا بخش علوی کے صاحبزادے عبدالرحمن علوی اور عبدالرحمن علوی کے صاحبزادے عبدالمنان علوی ہیں اور ان کے چار صاحبزادے ہوئے۔ 1 بدھو علی علوی جن سے میر پور کے علوی سادات ہیں دوسرے صاحبزادے خاقان محمد عرف خان محمد جنکی اولاد ہجرت کر کے براؤں شریف آئی اور یہاں کے علوی سادات ہیں آپ ہی کی نسل سے حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں اور تیسرے صاحبزادے بسالت علی علوی جنکی اولاد یہاں سے ہجرت کر کے پرتاب پور میں آئی اور اقامت گزیں ہوئے اور چوتھے صاحبزادے بدرالدین علوی جو اپنے دو بیٹوں کے ساتھ (1) پیر غلام علی علوی بن بدرالدین علوی جن کے صاحبزادے حسن علی علوی ہیں (2) کیفی علی علوی بن بدرالدین علوی کے ساتھ بیراگی گاؤں جا کر آباد ہوئے کیفی کے صاحبزادے کے صاحبزادے پیر علی ان کے صاحبزادے خاقان محمد علوی اور ان کے تین صاحبزادے ہوئے (1) بلدے علی علوی جن کی نسل سے بیراگی گاؤں کے علوی سادات اور دیورا کے علوی سادات ہیں (2) اور حسین علی علوی جن کی نسل سے پپرہوا کے علوی سادات ہیں (3) اور جہانگیر علی علوی جن کی نسل سے کیول پور کے علوی سادات ہیں۔

تعارف سادات میر پور موضع قیصر گنج:

(خدا بخش علوی بن سالار بخش علوی میر پور) آپ کی ولادت باسعادت بلکھرا (بارہ بنکی) کے سادات گھرانے میں ہوئی آپ کا شجرۂ نسب یہ ہے خدا بخش علوی بن سالار بخش علوی بن محمد علی علوی بن ہدایت علی علوی بن جان محمد علوی بن تاج محمد غازی علوی بن محمد داؤد علوی بن محمد قاسم شہید علوی بن سالار محمد تاج علوی بن سالار محمد علوی الہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین مزار اطہر گنج شہیداں منگروںڈا شریف بارہ بنکی (آپ کی اولاد

اظہار) آپ کے تین صاحبزادے ہوئے: (1) باد اللہ علوی (2) عبدالرحمٰن علوی (3) نوازش علی علوی آپ کے دوسرے صاحبزادے یعنی عبدالرحمن علوی کے یہاں میر پور میں عبدالمنان علوی (بعض نسخوں میں عبدالحنان مرقوم ہے) کی ولادت باسعادت ہوئی عبدالمنان کے چار صاحبزادے ہوئے بڑے صاحبزادے بدھو علی علوی کی نسل سے میر پور کے علوی سادات ہیں ان کی اولا دیہی رہنا پسند کیا دوسرے صاحبزادے خاقان محمد (خان محمد) ان کی اولاد (1) شمس الدین علوی و (2) علی حسن علوی (3) خورشید علی علوی میر پور سے نقل مکانی کرتے ہوئے بیراگی گاؤں ہوتے ہوئے براؤں شریف میں جاکر اقامت گزیں ہوئیں بعدہ شمس الدین علوی بیراگی گاؤں میں آباد ہوئے، جن کی اولاد سے امام علی علوی و مسند علی علوی ہیں تیسرے صاحبزادے بسالت علی علوی جن کی نسل سے پرتاب پور کے علوی سادات ہیں چوتھے صاحبزادے بدرالدین علوی ہیں جو نقل مکانی کرتے ہوئے اپنے صاحبزادگان: (1) غلام علی علوی و (2) کیفائی علی کے ساتھ نقل مکانی کرتے ہوئے بیراگی گاؤں جاکر آباد ہوئے جن کی نسل سے بیراگی گاؤں کے علوی سادات وپپر ہوا و کیول پور کے علوی سادات ہیں خدابخش علوی کا وصال پر ملال میر پور میں ہوا اور آپ یہی مدفون ہوئے آپ سادات براؤں شریف وسادات بیراگی گاؤں و سادات پپر ہوا سادات کیول پور و پور سادات پرتاب پور و سادات میر پور کے مورث اعلیٰ ہیں۔ (ماخوذ از قدیم قلمی شجرہ نسب سادات میر پور)

والد گرامی فجر علی:

آپ کے والد ماجد کا نام فجر (فضل) علی تھا، ان کی پیدائش 1271ھ اور وفات 1356ھ جمعہ کے دن ہوئی، آپ نے کل 85/سال کی عمر شریف پائی، آپ نہایت دین دار، راست گو، معاملہ فہم، دور اندیش، امانت دار، طبیب حاذق پابند صوم وصلوۃ، اور تہجد گزار تھے، آپ حضرت شاہ عبدالشکور جھونسوی الہ آبادی علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت تھے، آپ کا ذریعہ معاش کاشتکاری تھا، کبھی کبھی دریائے راپتی کے بعض گھاٹوں کا

ٹھیکہ بھی لیا کرتے تھے، مذکورہ دریا کا ایک گھاٹ، ترموہنی گھاٹ کے نام سے بہت مشہور ومعروف ہے، اپنے ریاضت ومجاہدہ کے دور میں حضور شعیب الاولیاء بھی اسی گھاٹ کا ٹھیکہ لے کر ایک عرصہ تک وہاں قیام فرماتے تھے، آپ اپنے والد گرامی کا تذکرہ اکثر خیر الفاظ سے یاد فرمایا کرتے اور ان کے زہد وتقوی وغیرہ کی تعریف وستائش کرتے، آپ نے فرمایا کہ والد صاحب کبھی کبھی یہ اشعار ایک خاص کیف وبے خودی میں پڑھا کرتے تھے ؎

الٰہی بادہ وحدت پلا دے
جھلک اس نور کی مجھ کو دکھا دے
پلا دے جام مدہوشی کا مجھ کو
کہ جاؤں بھول میں اپنی خودی کو

یہ اشعار سن کر اپنی بیاض میں نقل کر لیے تھے جو آج تک محفوظ ہیں۔

والدہ ماجدہ:

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی والدہ ماجدہ بڑی نیک سیرت وعفت مآب، پردہ نشین متقی وپرہیز اور نماز وروزہ پابندی کے ساتھ ادا کرتی تھیں روزانہ بلا ناغہ نہایت ذوق وشوق کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت حرص وطمع سے بیزار دولت وثروت سے بے نیاز اور دنیا کی ظاہری آرائش وزیبائش کو چھوڑ کر آخرت کی فلاح وبہبود کی طلبگار تھیں اپنے آقا ومولی روحی فدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ عظمت میں کثرت سے درود نذر کرتی رہتیں گھریلو کاموں میں مصروف رہنے کے باوجود آپ کے مذکورہ معمولات میں کوئی فرق نہیں آتا تھا تکلیف ومصیبت پر حرف شکایت زبان پر نہ لاتیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی اور اس کی عطا پر شکر گزار رہتیں۔

عزت مآب جناب خورشید علی کی آمد براؤں شریف میں:

آپ کے مورثین اعلی ہندوستان پہنچ کر موضع منگروڑہ، بلکھرا ضلع بارہ بنکی، میں قیام پذیر ہوئے، پھر وہاں سے ہجرت کر کے میر پور بہرائچ شریف آباد ہو گئے۔ پھر 1857ء

کی جنگ آزادی سے قبل آپ کے جدامجد جناب خورشید علی کسی سبب سے دوسرے مقام پر سکونت اختیار کرنے کے عزم وارادہ سے نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہو گئے، ان کے ساتھ ان کے دو بھائی جناب شمس الدین اور جناب علی حسن بھی شریک سفر ہو گئے، برابر کئی دن سفر کرتے کرتے براؤں شریف کے پاس پہنچے، اتفاقاً وہاں کے باشندے ضیاء الدین نامی شخص سے اِن پریشان حال اور تھکے ماندے مسافروں کی ملاقات ہوگئی، جناب ضیاء الدین نے ان حضرات کو اصرار کر کے اپنے پاس ٹھہرایا، خاطر ومدارت کی، پھر مہمان نوازی اور میزبان کی ہمدردی مشیت الٰہی سے جلد مستقل اقامت وسکونت میں بدل گئی، اور پھر یہ حضرات براؤں شریف میں رہنے لگے، چند سال کے بعد شمس الدین صاحب بیراگی گاؤں بہرائچ شریف جا کر آباد ہو گئے، باقی دونوں بھائی براؤں شریف میں ہی موجود رہے، جناب علی حسن لا ولد ہی انتقال کر گئے، اور خورشید علی کے تین صاحبزادے پیدا ہوئے: (1) فجر علی (2) اشرف علی (3) خدا بخش۔

(ماخذ از۔ تذکرہ شعیب الاولیاء/ص23)

عبدالرحمن درویش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار اطہر کی نشان دہی:

اسی بستی کے پورب جانب ایک درگاہ ہے (جس میں حضرت عبدالرحمن درویش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عرف بیر بابا) آرام فرما ہیں جس کی نشان دہی حضرت شعیب الاولیاء حضرت محمد یار علی علوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی تھی۔ بیراگی گاؤں ہی کے عالی جناب علی رضا جو ڈاکٹر محمد علی کے جدامجد ہیں، انہی کی زمین میں موجودہ درگاہ تھی۔ یہ جب بھی اس زمین کی جُتائی ہل بیل سے کرتے دوسرے دن مزار کی جگہ برابر ملتی اور وہاں سے مشک و عنبر کی طرح خوشبو آتی۔ جب بھی پورب سے پچھّم کی طرف ہوا چلتی بستی کے لوگ معطر ہو جاتے اور ایک دوسرے سے پوچھتے کہ یہ خوشبو کہاں سے آ رہی ہے؟ یہاں تک کہ دھیرے دھیرے معلوم ہوا کہ اس جگہ سے خوشبو پھوٹتی ہے۔ جب حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آمد اس بستی میں ہوئی تو عالی جناب علی رضا اور گاؤں کے چند لوگ حضرت

شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور معروضہ پیش کیا کہ حضرت ماجرا سمجھ میں نہیں آرہا کہ زمین جوتنے کے بعد بھی برابر کیوں ہوجاتی ہے اور ہمیشہ ایسا ہی دیکھا جاتا ہے۔ حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ وہاں اللہ کے ایک برگزیدہ بندے ولی برحق درویش کامل آرام فرما ہیں، جن کی خدمت میں بہت سے جنات رہتے ہیں، جو آج بھی مامور ہیں۔ (عالی جناب علی رضا صاحب سے منقول ہے کہ حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ایک ہزار جنات آپ کی خدمت میں رہتے ہیں) اور فرمایا کہ کچھ عرصہ پہلے یہاں جنگل تھا، اسی میں رہتے تھے اور یہیں انتقال پرملال ہوا اور یہیں مدفون ہوئے۔ پھر بستی سے مزار شریف کے قریب جاکر اپنے عصا سے نشان لگایا اور فرمایا کہ مزار بنوادینا۔

کچھ سالوں کے بعد عالی جناب انور علی (گلرا) نے اپنی مراد پانے پر مزار شریف بنوایا پھر چند سالوں کے بعد شہزادہ شعیب الاولیاء حضرت محمد صدیق احمد علوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آمد ہوئی تو آپ کی بارگاہ میں مہنت پنڈٹ حاضر ہوئے اور عرض گزار ہوئے کہ میرے پاس مال ودولت بہت ہے مگر اولاد نہیں ہے لہٰذا دعا کردیجئے کہ صاحب اولاد ہوجاؤں آپ نے فرمایا کہ گاؤں کے پورب جانب جو مزار ہے اس پر چھت بنوادو انشاء اللہ تعالیٰ صاحب اولاد ہوجاؤ گے یہاں تک کہ مہنت پنڈٹ اپنی مراد پانے پر چار ستون چاروں جانب کھڑا کرواکے چھت بنوادیا بعدہ اللہ تعالیٰ نے مہنٹ پنڈٹ کو ایک بعد دیگر چار لڑکے اور دو لڑکیاں عطا کی اس وقت درگاہ شریف کی دیکھ ریکھ عالی جناب عبدالمتین علوی وعالی جناب شیخ حسین علی صاحبان کرتے ہیں جو بیراگی گاؤں ہی کے رہنے والے ہیں،،

حضور شعیب الاولیاء کے برادران:

(1) جناب منشی رضا (2) جناب قربان علی (3) جناب سبحان علی (4) صوفی واجد علی عرف سادھو بابا، اور آپ کی دو ہمشیرہ تھیں۔

بیراگی گاؤں کے علوی برادران کا اجمالی تعارف:

بیراگی گاؤں کہنے کی وجہ اور یہ کب آباد ہوا:

یہ گاؤں اس طرح آباد ہوا کہ سب سے پہلے یہاں ایک ہندو پنڈت بنام بیراگی بابا رہتے تھے یہ جگہ جنگلات اور کھنڈرات کی شکل وصورت میں تھی یہاں ایک کنواں قدیم زمانے سے تھا جو اس وقت عالی جناب سعید احمد علوی پردھان کے مکان کے سامنے ہے یہی آبادی کا سبب بنا کچھ سالوں کے بعد یہاں حجام حضرات آکر آباد ہوئے بیراگی بابا کے نام پر اس بستی کا نام بھی بیراگی گاؤں رکھا گیا یہی سب سے پہلے یہاں آباد ہوئے تھے۔

یہاں علوی سادات کب اور کہاں سے ہجرت کر کے آئے اور آباد ہوئے:

دین متین کی ترویج واشاعت اور ذریعہ معاش تلاش کرتے ہوئے خدابخش علوی جو بلکھرا سے میر پور آکر آباد ہوئے تھے ان کے پڑپوتے یعنی بدرالدین علوی بن عبدالمنان علوی بن عبدالرحمن علوی بن خدابخش علوی کی اولاد غلام علی علوی اور کفائی علی علوی یہاں آکر آباد ہوئے کفائی علی علوی کے صاحبزادے پیر علی علوی ان کے صاحبزادے خاقان محمد علوی ان کے تین صاحبزادے ہوئے۔ بڑے صاحبزادے بلدے علی علوی ان کے دو صاحبزادے گلزار علی علوی وامام علی علوی امام علی علوی کے صاحبزادے عبدالرزاق علوی جنھوں نے حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی منشا کے مطابق بیراگی گاؤں کے پورب جانب عیدگاہ بنوائی۔ اس کی سنگ بنیاد بھی حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی نے رکھی اور اسی کے قریب علوی برادران کے لے ایک قبرستان کی زمین وقف کی۔ اور آپ ہی نے گاؤں میں ایک کنواں کھدوا کر (جس پر پہلی کوداری حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ماری تھی) بستی کے تمامی لوگوں کو پانی بھرنے کی اجازت دی جو اس وقت عبدالمتین علوی کے مکان کے احاطے میں ہے۔ گلزار علی علوی کے پانچ صاحبزادے ہوئے (1) فجر علی علوی (2) اکبر علی علوی (3) بندے علی علوی (4) عبدالغنی علوی

(5) احسان علی علوی جن کی اولاد و نسل کے لوگ بیراگی گاؤں میں آج بھی آباد ہیں۔ عبدالغنی علوی کے صاحبزادے لائق علی علوی عرف ٹھیکیدار جو حضور شعیب الاولیاء کے چہیتے مرید ہیں۔ آپ گیارہویں شریف کی نیاز بہت اہتمام کے ساتھ کرتے تھے۔ آپ نے جو دوسرا نکاح کیا تھا اُس نکاح کو حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ہی پڑھایا تھا اور آپ کے ایک لڑکے کا نام فائق علی آپ ہی نے رکھا تھا۔ بندے علی علوی اور احسان علی علوی کی اولاد میں سے بعض حضرات دیورا میں جا کر آباد ہوئے ہیں اور گلزار علی علوی کے دوسرے صاحبزادے حسین علی علوی جن کی اولاد و نسل کے لوگ پرہوا میں آباد ہیں تیسرے صاحبزادے جہانگیر علی علوی جن کی اولاد و نسل کے لوگ کیول پور اور کچھ لوگ یہاں سے پرہوا میں آ کر آباد ہوئے ہیں بیراگی گاؤں میں حجام حضرات اور علوی حضرات کے بعد پھر پٹھان حضرات بھی آ کر آباد ہوئے۔

پھر دوسری بار بیراگی گاؤں میں علوی سادات کی آمد کب اور کہاں سے اور کس طرح ہوئی:

1857 کی جنگ آزادی سے قبل حضرت شعیب الاولیاء حضرت محمد یار علی علوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جدامجد خورشید علی علوی ایک آفت ناگہانی سے گھبرا کر کسی دوسرے مقام پر سکونت اختیار کرنے کے عزم وارادہ سے بلکھرا امیر پور سے ایک نامعلوم منزل کی جانب روانہ ہوئے اپنے دو بھائی عالی جناب شمس الدین علوی عالی جناب علی حسن علوی کے ساتھ برابر کئی دن سفر کرنے کے بعد بیراگی گاؤں پہنچے کیونکہ یہاں خاندان کے لوگ پہلے ہی سے آباد تھے مگر یہاں چند ماہ ہی رہنے کے بعد تینوں حضرات سفر کرتے ہوئے براؤں شریف پہنچے۔ عالی جناب خورشید علی علوی اور عالی جناب علی حسن علوی براؤں شریف ہی رہنا پسند کیا اور مستقل طور پر یہیں اقامت گزیں ہو گئے مگر چند سالوں کے بعد شمس الدین علوی بیراگی گاؤں جا کر آباد ہوئے آپ کے دو صاحبزادے ہوئے امام علی علوی مسند علی علوی اسی طرح دیگر شیخ حضرات (یہ شیخ حضرات کونسے شیخ ہیں شیخ صدیقی یا

شیخ فاروقی یا شیخ عثمانی یا شیخ علوی یا شیخ جعفری یا شیخ عباسی یا شیخ ترک راقم الحروف کوعلم نہیں بعد شجرہ ہی بتایا جاسکتا ہے) اور دوسرے خاندان وقبیلہ کے لوگ یہاں آکر آباد ہوئے اور یہ جگہ ایک بڑی بستی میں تبدیل ہوگئی۔

تعلیم وتربیت:

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے دینیات میں سب سے پہلے ناظرہ قرآن پاک اردواور ابتدائی مذہبی معلومات کی کتابیں پڑھیں،جس سے نماز وروزہ ودیگر روزمرہ کے ضروری مسائل سے واقف ہوگئے ۔اس کے بعد آپ کے والد ماجد صوفی فجر علی صاحب نے ہندی انگریزی تعلیم کے لیے اسکول میں آپ کا داخلہ کرادیا۔آپ نہایت محنت وتوجہ سے پڑھنے لگےاوراپنے استاذ کے حکم کے مطابق سبق وغیرہ کامکمل کام کرکے وقت پر بلاناغہ اسکول جاتے۔اکثر پڑھائی میں رات کافی گزرجاتی۔اس وقت آپ پرکسی ٹیچر کی نظر پڑجاتی تو وہ اظہارِ شفقت وہمدردی کرتے ہوئے کہتا بیٹے محمد یار علی !اس قدرحد سے زیادہ محنت ومشقت نہ کرو ورنہ دماغ متاثر ہوجائے گا۔اب آرام کرواتنا بہت ہوگیا۔

اسکول کے ہندی انگریزی وغیرہ اسباق سے فرصت پاتے تو دلی میلان ورجحان اور فطری ذوق وشوق کی تکمیل کے لیے دینی ومذہبی کتابوں کے مطالعہ میں مصروف ہوجاتے۔ اسکول میں محض والد بزرگوار کے حکم کی تعمیل میں پڑھ رہے تھے ورنہ آپ کی دلی آرزو یہی تھی کہ عربی درسگاہوں میں جاکرعلم دین حاصل کریں۔ چونکہ آپ فطری طور پر ایک مذہب پرست ودین دار واقع ہوئے تھے،اس لیے اسکول کے زمانہ تعلیم میں بھی صفائی و نظافت وپاکیزگی کے ساتھ رہتے اورنماز وروزہ وغیرہاپابندی سے ادا کرتے رہتے۔

اسکول کے تمام امتحانات میں ہمیشہ فرسٹ پوزیشن حاصل کرکےممتاز نمبروں سے پاس ہوتے۔ بظاہر آپ کی حصول علم دین کی خواہش پوری نہیں ہوسکی مگرآپ کی دینی معلومات اوراحکام شرع سے واقفیت ایک عالم دین سے کم نہ تھی اسکول میں مڈل تک پاس کرکے پڑھائی بندکردی،اس میں دل نہیں لگتا تھادل سے یہی چاہتے تھے کہ والدصاحب

انہیں کسی عربی درسگاہ دارالعلوم میں پڑھنے کے لیے بھیج دیں مگر والد ماجد نے آپ کو اپنے سے دور بھیج کر نگاہوں سے اوجھل کرنا پسند نہیں فرمایا وہ چاہتے تھے کہ ان کے ساتھ کوئی ایسا سرپرست بھی رہے جو ان کی تعلیم و تربیت کی نگرانی کرتا رہے۔ اس وقت کوئی ایسا شخص نہیں تھا جو اس کام کو انجام دے سکے، اس لیے آپ مدارس عربیہ میں دینی تعلیم کے لیے نہیں جا سکے اور آپ کی یہ آرزو دل ہی دل میں رہ گئی۔ مگر زندگی کا لمحہ لمحہ باعمل کی طرح کتاب و سنت پر عمل کرتے ہوئے گزاری۔ اس سلسلے میں جب کبھی فرماتے تو اپنی دلی آرزو کا اظہار اس طرح فرماتے: "میں نے جب چاہا کہ کسی دارالعلوم میں داخل ہو کر دینی علوم و فنون حاصل کروں لیکن حالات نے میرا ساتھ نہیں دیا۔ بزرگوں خصوصا والد محترم کا ادب مانع تھا ورنہ جی تو یہ چاہتا تھا کہ خود ہی عربی درسگاہوں میں چلا جاتا اور اپنے ذوق و شوق کو کما حقہ پورا کرتا۔

قدرے توقف کے بعد ارشاد فرماتے اب حصول علم دین کی میری دلی تمنا اس طرح پوری ہوئی ہے کہ خداوند قدوس نے اپنے فضل و کرم سے مجھے ایک علمی ادارہ دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول اپنے وطن براؤں شریف میں قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائی، جس کے ماحول میں صبح و شام قال اللہ و قال الرسول کے سرمدی نغمے گونجتے رہتے ہیں دور دور سے آنے والے طلبہ اس دارالعلوم میں آکر اپنی علمی پیاس بجھا رہے ہیں۔ مجھے علماء و طلبہ کا یہ نورانی مجمع دیکھ کر بہت خوشی حاصل ہوتی ہے اور میں اس منظر کو دیکھ کر یہ یقین کرتا ہوں کہ میرے پروردگار نے میری تمنا علمی ماحول عطا کر کے پوری فرما دی ہے۔

مذکورہ بالا عبارت حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے دینی جذبات و احساسات کا مفہوم و خلاصہ ہے آپ کی دلی کیفیات کیا ہوں گی کیا محسوس کی ہوں گی۔ اللہ عزوجل اپنے نیک و اطاعت گزار بندوں کے اخلاص و نیت کو دیکھتا ہے اور جب انھیں کسی دینی و مذہبی عزم و ارادہ میں مخلص پاتا ہے تو ان کا دامن گوہر مقصود سے بھر دیتا ہے اور ان پر اس درجہ نوازش فرماتا ہے کہ انھیں اپنی طلب و جستجو سے بہت زیادہ مل جاتا ہے حضرت شعیب

الاولیاء علیہ الرحمہ جب بے پناہ خواہش کے باوجود بظاہر مروجہ دینی علوم وفنون کا اکتساب کر کے عالم دین کی سند نہیں حاصل کر سکے تو اللہ تعالی نے ان کو علم لدنی سے نواز دیا اور ان کے نورانی سینے کو اسلامی معارف کا گنجینہ اور جذبہ عشق رسول کا مدینہ بنا دیا آپ کی عظیم و با برکت شخصیت کا یہ وہ خاص وممتاز اعزاز وشرف ہے جس کی ایک جھلک دیکھ کر وقت کے مقتدر و بلند پایہ علماء کرام ومشائخ عظام آپ کے ہاتھوں کو ادب واحترام سے بوسہ دینا اپنے لیے باعث فخر وسعادت تصور کیا کرتے تھے۔۔ مقصود جو ہیں خاص ہیں قابل تو بہت ہیں آئینہ کی مانند ہیں کم دل تو بہت ہیں۔

حضور شعیب الاولیاء کے مرشد گرامی:

آپ نے سلسلۂ عالیہ قادریہ کے مسلم الثبوت بزرگ حضور محبوب الاولیاء شاہ محبوب علی علیہ الرحمہ ڈھلمئو شریف (فیض آباد) امبیڈکر نگر کے دست حق پرست پر بیعت کی اور ان سے اجازت وخلافت بھی حاصل کی۔ ایک عرصہ تک حضرت محبوب علی علیہ الرحمہ کی خدمت میں رہ کر روحانی وعرفانی فیوض وبرکات حاصل کی۔ بعد ازاں انہیں کی نشان دہی پر آپ سلسلہ چشتیہ کے عظیم ترین بزرگ قطب الاقطاب حضرت شاہ عبداللطیف علیہ الرحمہ (سرکار ستھن شریف) کے پاس تشریف لے گئے جہاں حضرت شاہ عبداللطیف ستھنوی علیہ الرحمہ نے آپ کو سلسلہ چشتیہ کی اجازت وخلافت سے نوازا۔ سلسلہ نقشبندیہ سہروردیہ میں آپ کو حضرت شاہ سید عبدالشکور علیہ الرحمہ (جھونسی شریف) نے اجازت وخلافت سے نوازا۔ اس طرح آپ نے چاروں سلسلوں؛ سلسلہ قادریہ، سلسلہ چشتیہ اور سلسلہ نقشبندیہ و سہروردیہ سے اجازت وخلافت حاصل کی۔

بیعت وارادت کا واقعہ:

حضرت علامہ نسیم بستوی علیہ الرحمہ سکندر پوری کا بیان ہے کہ آقائے نعمت مرشد بر حق سرکار شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان جس درجے میں پڑھ رہے تھے کہ ایک رات آپ کی قسمت کا ستارا بلندیوں پر درخشاں ہوا چشم شوق سے پردہ اُٹھ گیا دل کی دنیا

میں ایک نور جلوہ گر ہو گیا یعنی خواب میں سرور کائنات فخر موجودات مدنی تاجدار حبیب پروردگار حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف وفیض یاب ہوئے۔ انتہائی خوشی ومسرت اوراپنی اس خوش نصیبی وفیروز بختی پر جھوم جھوم اٹھے۔حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو کچھ نصیحتیں فرمائیں اور ہم کلامی کا شرف بخشا خواب سے بیدار ہوئے تو اسی وقت آپ کا دل انگریزی تعلیم سے متنفر اور بیزار ہو چکا تھا، اسکولی ماحول کو طبیعت گوارا نہیں کررہی تھی۔

صوفی محمد یوسف نانپاروی نے مجھے راقم (۱) سے بیان کیا کہ انھیں دنوں میں ڈھلمئو شریف ضلع (فیض آباد) امیڈکرنگر کے عابد وزاہد بزرگ حضرت شاہ محبوب علی علیہ الرحمہ براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر میں قیام فرماتھے۔حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ ان کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور ان سے بیعت کے لیے درخواست پیش کی مگر وہ اس پر رضامند نہ ہوئے اور فرمایا کہ بیٹا تیرا بڑا مرتبہ ہے، میں تجھے کیسے مرید کروں۔مگر حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ بضد ہو گئے اور بیعت کے لیے بہت اصرار کیا پھر بھی راضی نہ ہوئے۔جب حضرت محبوب الاولیاء ڈھلمئو شریف واپس جانے لگے تو حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے ان کے ہمراہ سفر کرنے کی اجازت طلب کی جو منظور کر لی گئی۔جس وقت ڈھلمئو شریف کے قریب گھاگھرا ندی کے قریب پہنچے وہاں پھر اپنی عرضداشت پیش کی، اشتیاق وطلب میں بہت شدت پیدا ہوگئی۔حضرت شعیب الالیاء علیہ الرحمہ کا دل حضرت محبوب علی علیہ الرحمہ والرضوان کی طرف کھینچ رہا تھا، اضطرابی کیفیت بڑھتی جارہی تھی۔

آپ نے دل سے مجبور ہو کر پھر ان کی خدمت میں گزارش کی حضرت محبوب الاولیاء شاہ محبوب علی علیہ الرحمہ نے ان کی بیقراری اور دلی آرزو کی تڑپ کو محسوس کر لیا اور ان کو عزم وارادہ اور بیعت اور ارادت میں مخلص پایا تو ان کی درخواست کو شرفِ قبولیت سے نوازتے ہوئے اپنے حلقۂ ارادت میں شامل فرما لیا اور سلسلۂ قادریہ کی باطنی نعمت وکرامت سے

---

۱) حضرت علامہ نسیم سکندر پوری

آپ کے دامن دل کو معمور فرما دیا۔ اس کے بعد شیخ طریقت محبوب الاولیاء رضی اللہ عنہ نے اپنے ارادت مند حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کو سات کھجوریں عنایت کر کے فرمایا کہ ان کو کھا لیجئے آپ نے نہایت ذوق وشوق کے ساتھ آگے بڑھ کر کھجوریں لیں اور حضرت شیخ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان کو اسی وقت کھایا اس کے بعد عرض کیا حضور اب کیا کروں حضرت محبوب علی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ تہجد پر مداومت کرو حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے اپنے شیخ کے حسب الحکم ہمیشہ نماز تہجد ادا کرتے رہے اور اس میں کبھی ناغہ نہیں کیا۔

ریاضت ومجاہدہ:

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے تقرب الی اللہ تزکیہ باطن اور ذہن وفکر کی پاکیزگی کے لیے جو نفس کشی اور ریاضت ومجاہدہ فرمایا تھا اس کی مثال ونظیر آپ کے ہم عصر مشائخ وبزرگان دین میں کم ہی ملتی ہے۔ صوفی سیٹھ محمد یوسف صاحب یار علوی نانپاروی کا بیان ہے کہ حضرت کو کھانے میں مچھلی بہت مرغوب وپسندیدہ تھی اس لیے اہل عقیدت دستر خوان پر حتی الامکان تلی ہوئی اور شوربہ دار مچھلی کا سالن ضرور حاضر کرتے اچانک مچھلی کھانا آپ نے بغیر ظاہری سبب کے ترک فرما دیا۔ کسی مرید نے آپ کی دعوت کی اور کھانے میں مچھلی پیش کی مگر آپ نے اس کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا اور دستر خوان کی دوسری چیزیں تناول فرمانے لگے۔ میزبان نے عرض کیا کہ حضرت مچھلی نہیں کھا رہے ہیں جو آپ کو بہت پسند ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بہت دن گزر گئے ہیں، اب اس کا کھانا ترک کر دیا ہے، کھاتے کھاتے نفس اس کا عادی ہوتا جا رہا تھا، اس لیے اس کو زیر کرنے کی غرض سے ایسا کیا ہے، تا کہ اس کی سرکشی دب جائے اور وہ مجھ پر غالب نہ آسکے اور کوئی بات نہیں ہے۔ تمہاری محبت اور میزبانی اپنی جگہ پر ہے تم نے جس نیک نیتی سے میری دعوت کی ہے اس کا اجر وثواب تم کو ضرور ملے گا۔

صوفی محمد یوسف صاحب یار علوی نانپاروی کا بیان ہے کہ حضرت شعیب الاولیاء

علیہ الرحمہ بکرے کا گوشت بہت پسند فرماتے اور بڑی رغبت سے کھاتے تھے اس کو بھی آپ نے ترک فرمایا تھا حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے خود بیان فرمایا کہ ایک مرید کے یہاں دعوت تھی اس نے خاص طور پر بکرے کے گوشت کا انتظام کیا تھا دستر خوان لگایا گیا تو نفس بہت خوش ہوا اور اس کو کھانے کے لیے مجھے آمادہ کرنے کی بڑی کوشش کی تو میں نے گوشت کے برتن میں بس اپنی انگلی ڈال کر الگ کر لی اور نفس سے کہا کہ دیکھ بہترین گوشت میرے سامنے حاضر اور مجھے اس کے کھانے پر پورا اختیار بھی ہے لیکن اس کے با وجود میں گوشت نہیں کھاؤں گا اس نے ہزار عاجزی اور منت وسماجت کی مگر میں نے ایک نہیں سنی اور وہ تڑپ تڑپ کر خاموش ہو گیا۔

نہنگ و ازدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا

حضور شعیب الاولیاء و واقعہ بیعت وخلافت:

عالی جناب صوفی محمد یوسف صاحب نانپاروی کا بیان ہے کہ آپ کے بڑے بھائی صوفی واجد علی عرف سادھو بابا بھی ایک بار سفر حج وزیارت میں ہمراہ تھے۔ حضرت نے تمام روپے پیسے ان کے سپرد فرما دیے تھے اور ضرورت کے وقت انھیں سے بقدرِ ضرورت طلب فرماتے تھے۔ مدینہ طیبہ میں جب حاضری ہوئی وہاں بھی یہی صورت قائم رہی۔ حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ جو بلا شبہ عشق رسول کا سراپا و پیکر تھے، آپ اپنے آقا مولیٰ ﷺ کے دیارِ پاک کے باشندوں کے ساتھ حسن سلوک کر کے ان کو خوش کرنا چاہتے تھے۔ جس کا طریقہ آپ نے یہ اختیار فرمایا تھا کہ اس دور میں کئی سو ریال کا بیش قیمت وخوب صورت عبا زیب تن کر کے بیٹھتے تھے اور سادھو بابا سے ایک سو ریال لے کر مدینہ منورہ کے فقرا و مساکین میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ بعض بے تکلف لوگوں نے اظہارِ حیرت کرتے ہوئے حضرت شعیب الالیاء علیہ الرحمہ سے عرض کیا کہ مدینہ منورہ میں آپ نے یہ شاہانہ کروفر کیسے گوارا کیا، جب کہ آپ سادگی پسند ہیں؟ یہاں تو عجز وانکساری

کا انداز ہونا چاہیے۔ آپ نے جواب دیا کہ آپ کا یہ کہنا بالکل درست و بجا ہے لیکن امیروں کا یہ لباس اس نیت سے پہن لیتا ہوں تا کہ اہلِ مدینہ یہ سمجھیں کہ ہندوستان کا یہ کوئی بڑا مالدار آیا ہے، اس کے پاس چلیں اور اس کی داد و دہش سے فائدہ اُٹھائیں۔ جب وہ میرے پاس آئیں گے تو میں ان کی خدمت کر کے روحانی مسرت و خوشی محسوس کروں گا۔ میرے اس طرزِ عمل سے میرے آقا حضور مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہو کر مجھ گنہگار کو اپنی نگاہِ رحمت سے نواز دیں گے اور میرے خالی دامن کو گوہر مقصود سے بھر دیں گے ع

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کا اہل مدینہ کے ساتھ یہ حسن سلوک بلا شبہ دیار رسول اسلام سے بے پناہ عشق و محبت کا واضح ثبوت ہے کیوں نہ ہو یہ وہ مقدس سرزمین ہے جس کے بارے میں حضرت طیش صدیقی اللہ آبادی اپنے مشہور نعتیہ کلام میں نغمہ سنج ہیں۔

ہر ذرّہ یہاں پرتوحسن ازلی ہے جنت کا چمن ہے کہ مدینے کی گلی ہے

کئی روز تک یہی سلسلہ چلتا رہا کہ حضرت روزانہ سادھو بابا سے ایک سو ریال لیتے اور وہ سب فقرا مدینہ کو نذر کر دیتے۔ جب دس بارہ روز تک اسی طرح ہر روز ہوتا رہا تو سادھو بابا نے کہا "مولوی صاحب! ہم لوگ سفر میں ہیں، اگر روپے ختم ہو گئے تو یہاں کون دے گا؟ سادھو بابا کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ خرچ میں احتیاط کریں۔ حضرت یہ سن کر خاموش ہو گئے اور دوسرے روز سادھ بابا سے پیسے طلب نہیں کیے مگر آپ کے معمول میں فرق نہیں آیا، آپ نے سو ریال تقسیم فرمائے۔ جب اسی طرح کئی روز گزر گئے تو سادھو بابا کو سخت حیرت ہوئی کہ مولوی صاحب یعنی حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ مجھ سے روپے نہیں مانگ رہے ہیں تو روزانہ یہ روپئے آپ کو کہاں سے مل رہے ہیں جب کہ حضرت کے پاس روپئے پیسے نہیں تھے جو کچھ تھا سب مجھ کو دے دیا تھا۔ حضرت کے دست غیب کے اس واقعہ کو دیکھ کر سادھو بابا کہنے لگے کہ جب خدا اور رسول ان کو عطا فرما رہے ہیں تو میرے روکنے سے کیا فائدہ جھولیاں سب کی بھرتی رہتی ہیں مگر دینے والا نظر نہیں آتا،

سادھو بابا نے اس سفر حج و زیارت میں اس قسم کی حضرت کی متعدد کرامتیں دیکھ کر حضرت سے کہا کہ مجھے مرید کر لیجیے۔ حضرت پہلے تو اس پر راضی نہ ہوئے اور فرمایا کہ سادھو بابا آپ نے کیا دیکھا؟ سادھو بابا نے کہا اپنی آنکھوں سے بہت کچھ دیکھ لیا ہے۔ اب مزید دیکھنے کی ضرورت نہیں رہ گئی ہے۔ ان کے اصرار شدید پر حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے ان کو ریاض الجنہ میں داخل سلسلہ فرمالیا۔

براؤں شریف سے بریلی شریف کے باہم روابط:

بریلی شریف اور براؤں شریف کا رشتہ بہت گہرا رہا ہے۔ اس کے عمیق رشتوں کی عظیم داستان کا جائزہ لینا ہے لیکن اس داستاں کے تمام واقعات کے اندراج کے لیے یہ چند صفحات ناکافی ثابت ہوں گے اس لیے کہ یہ داستاں دو چار سال کی نہیں بلکہ نصف صدی پر مشتمل ہے۔ بریلی شریف سے براؤں شریف کے والہانہ لگاؤ کی نصف صدی پر مشتمل داستاں سننے سے پہلے ایک ایمان افروز اور نتیجہ خیز تعبیری خواب کا منظر نگاہوں کے سامنے لائیے، جس خواب سے براؤں، براؤں سے عالم گیر براؤں شریف ہوا۔ یہ خواب نہ آتا تو شاید دنیائے سنیت کو ایک عظیم دینی درسگاہ نہ ملتی۔

حضور شعیب الاولیاء خواب میں دیکھتے ہیں: اسی خانقاہ میں جہاں مکتب فیض الرسول تھا اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان اپنی تمام تر شانِ مجددیت کے ساتھ جلوہ افروز ہیں اور ان کے ساتھ ان کے ہم عصر و ہم نشیں قطب الاقطاب حضرت شاہ عبداللطیف ستھنوی بھی رونق افروز ہیں اور کچھ طلبہ حاضر خدمت ہیں۔ دونوں بزرگ ایک دوسرے کو اشارہ فرما رہے ہیں کہ بچوں کو پڑھائیں" بس کیا تھا بیدار ہوتے ہی حضور شعیب الاولیاء نے دونوں بزرگوں کی طرف سے جن میں ایک ان کے مرشد اجازت ہیں تو دوسرے ان کے روحانی مرشد و مجدد ہیں اسی مدرسے کے قیام کے لیے حکم سمجھ کر براؤں شریف میں ایک مدرسے کی بنیاد ڈالی۔ یہ اس خواب کی حسین تعبیر ہے جسے ساری دنیا دار العلوم اہلسنت فیض الرسول کے نام سے جانتی ہے۔

بس یہیں سے شروع ہوتی ہے بریلی اور براؤں کی داستان الفت ومحبت۔ یوں تو حضور شعیب الاولیاء کو اعلیٰ حضرت سے براہ راست کوئی شرف تلمذ یا شرف بیعت نہیں تھی حتی کہ حضور شعیب الاولیاء نے اعلیٰ حضرت کی صحبت بھی نہ پائی مگر اعلی حضرت فاضل بریلوی سے عقیدت و نیازمندی کا یہ عالم کہ خلوت وجلوت میں اعلیٰ حضرت کا ذکر فرماتے، اپنے مریدوں کو مسلک اعلیٰ حضرت پر کاربند رہنے کی تلقین فرماتے، خاص طور پر بیعت کرتے وقت تعلیماتِ اعلیٰ حضرت پر ثابت رہنے کا عہد لیتے۔ اس کے برخلاف جو مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی کے ساتھ کاربند نہ ہو تو اس کے اپنی بیعت سے خارج ہونے کا اعلان فرماتے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ حضرت شعیب الاولیاء کو اعلیٰ حضرت سے اتنی محبت تھی جب کہ اعلی حضرت نہ تو ان کے استاذ تھے، نہ تو ان کے پیر اور نہ ہی ان کے مرشد اجازت تھے، اس بات کو جب فقیر قادری نے غور وفکر کیا تو معلوم چلا کہ سب سے بڑی دولت وہ ایمان کی حلاوت اور چاشنی ہے جو بریلی کے احمد رضا سے ملی ہے۔ اس لیے حضور شعیب الاولیاء کو ان سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ (از ماخوذ: تربیتِ لوح وقلم، صفحہ ۱۴۲)

فتاویٰ حسام الحرمین اور شعیب الاولیاء:

حضرت جلال الدین رومی علیہ الرحمہ اپنی مثنوی شریف میں دین نبی کے دشمنوں کے متعلق فرماتے ہیں۔

دشمن دیں راخوار دار   برمنبر منہ بردار دار

یعنی رسول اکرم نبی معظم نور مجسم علیہ السلام کے دین کے دشمنوں کو ذلیل وخوار رکھو انہیں منبر رسول پر جگہ دینے کے بجائے سولی پر لٹکا دو- اہانت رسول کا مرتکب، بارگاہ نبوت کا گستاخ و بے ادب اس قابل نہیں کہ اس کی تعظیم وتکریم اور عزت کی جائے اس کو اپنا پیشوا اور مسلمان ومومن تسلیم کیا جائے وہ اپنی انتہائی بدبختی وسیہ باطنی کے سبب توہین رسول کا بدترین جرم کر کے دائرہ اسلام و ایمان سے خارج اور مرتد ہو گیا اور مرتد کی سزا اسلامی عدالت میں قتل قرار دی گئی ہے۔ حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان ایک غیرت

منداور کامل مسلمان تھے۔وہ اپنے اسلاف و بزرگانِ دین کی طرح دل میں عشق وایمان کا جوش وجذبہ رکھتے تھے۔اس سبب سے پیارے مصطفی محبوب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کے ناموس ووقار کی بے حرمتی کسی صورت میں برداشت نہیں کرسکتے تھے اور نہ مذہب اہلسنت و جماعت کے خلاف عقیدہ رکھنے والوں سے کوئی تعلق ورشتہ قائم کرنے پرراضی تھے۔اس باب میں حضرت کسی مصلحت کے قائل نہ تھے۔ تمام بد مذہبوں خصوصاً وہابیوں، دیو بندیوں اوراپنے کواہل حدیث کہلانے والے غیر مقلدوں سے ہمیشہ متنفر و بیزار رہے اور اپنے مریدوں معتقدوں کوبھی ان سے دوررہنے کاحکم دیتے تھےاور صاف صاف لفظوں میں فرماتے کہ بدمذہبوں کواپنا مخالف ودشمن جانو،ان کی صحبت میں نہ بیٹھو،ان کے جلسوں میں نہ جاؤ، ان کے ساتھ شادی وبیاہ نہ کرواوران باطل فرقے کے نام نہاد پیشواؤں کی گمراہ کن کتابیں نہ پڑھوکہ شیطان کومعاذ اللہ! دل میں وسوسہ ڈالتے کچھ دیرنہیں لگتی۔ع

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ وہابیوں، دیو بندیوں کے اکابر علماء مثلاً مولوی اشرف علی تھانوی،مولوی اسماعیل دہلوی، رشید احمد گنگوہی،مولوی قاسم نانوتوی اورمرتضی حسن دربھنگوی وغیرہ کی توہین رسالت سے بھری ہوئی کتابیں سفر وحضر میں ساتھ رکھتے اور ان کتابوں کی توہین آمیز دل آزار عبارتیں سنی مسلمانوں کو دکھاتے اورفرماتے: دیکھو یہ حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں ہیں اور کتاب وسنت پرعمل پیرا ہونے کے دعویدار ہیں مگرتوہین رسالت کرکے کافر ومرتداور جہنمی ہوگئے ہیں۔ یہ ایسے مردود کافر ہیں کہ جوان کے کفروعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے من شك فِي كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ۔

کتابوں میں آپ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہ کی شہرہ آفاق کتاب حسام الحرمین بھی رکھتے اورلوگوں کو بتاتے کہ دیکھو یہ سرکار اعلیٰ حضرت کی تحریر کردہ کتاب ہے،جس میں حرمین شریفین کے مفتیان کرام اور سیکڑوں علماء ہند و سندھ کے

فتاوے درج ہیں جو وہابیوں، دیوبندیوں کی عبارت کفریہ پر دیئے گئے ہیں میں اپنی طرف سے نہیں کہتا یہ بڑے بڑے معتمد اور مستند عالموں اور مفتیوں کا فتاوی ہیں کہ وہابیوں اور دیوبندیوں کے علماء جن میں حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان رفیع میں گستاخی و بے ادبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کتابیں چھپوائی ہیں اور دل آزار عبارتیں تحریر کی ہیں ان پر کفر کا فتوی لگا ہے جو پوری دنیائے اسلام وسنت میں مشتہر وشائع ہو چکا ہے۔ جو خوش عقیدہ سنی مسلمان ہیں وہ اس کو بسر وچشم تسلیم کرتے ہوئے اس کے مطابق عمل کرر ہے ہیں۔ اب ان باتوں کی تائید اور تصدیق میں چند احادیث اور بزرگوں کے اقوال اور بد مذہبوں کے بارے میں ان اکابر طرز عمل ملاحظہ فرمائیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: یعنی آخری زمانے میں بہت بڑے مکار وجھوٹے پیدا ہوں گے وہ تمہارے سامنے ایسی باتیں لائیں گے (گمراہ کن و باطل باتیں) جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے باپ دادانے اے مسلمانو! تم ان سے الگ رہنا یا ان کو الگ رکھنا کہیں ایسا نہ ہو وہ تمہیں گمراہ کر دیں اور فتنہ میں ڈال دیں۔ اور جس نے کسی بد دین کی عزت اور توقیر کی گویا اس نے اسلام کی ڈھانے میں مدد کی۔ (مسلم شریف صفحہ 10)

مسلمانو! یہ عبرت کا مقام ہے کہ سیدنا ابن سیرین جیسا علوم دینیہ کا امام اپنے دین و ایمان کی حفاظت کی خاطر بد مذہب مسلمان کی زبان سے قرآن وحدیث سننے کے لیے تیار نہیں تو تمہارے لیے یہ کیوں کر جائز ہوسکتا ہے کہ تم عہد حاضر کے بد مذہبوں، مرتدوں، گمراہوں مثلاً ندویوں، مودودیوں، وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں، رافضیوں وغیرھم کی کتابیں پڑھو ان کے لکچر سنو کیا تمہارا دین وایمان سیدنا محمد ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دین وایمان سے زیادہ مضبوط ٹھوس ہے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت ص 125)

اوران احادیث واقوال سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جتنے باطل فرقے گمراہ جماعتیں ہیں ان سے میل جول اور دوستی ومحبت ہرگز ہرگز نہ رکھیں ورنہ اندیشہ ہے کہ ہمارا ایمان و عقیدہ بھی نہ خراب ہو جائے اور خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ رحمت ہم سے پھر

جائے جو دنیا وآخرت میں بہت بڑی بدنصیبی محرومی اور تباہی وبربادی کی بات ہوگئی۔(79 تا 82 حیات شعیب الاولیاء)

حضور شعیب الاولیاء اور حضور مفتی اعظم کے باہم روابط:

حضور شعیب الاولیاء نے اعلیٰ حضرت کی براہ راست صحبت تو نہ پائی لیکن شہزادۂ اعلی حضرت حضور مفتی اعظم ہند سے ایک زمانے تک قربت رہی۔ حضور مفتی اعظم اور حضور شعیب الاولیاء کو دیکھنے والے لوگ آج بھی موجود ہیں اور وہ لوگ بھی موجود ہیں جنہوں نے حضور مفتی اعظم اور حضور شعیب الاولیاء کو ساتھ دیکھا ہے، حضور شعیب الاولیاء جب بریلی شریف عرس رضوی کے موقع پر تشریف لائے تھے تو اس وقت بہت سارے حضرات نے حضرت شعیب الاولیاء کی زیارت کی اور مفتی اعظم اور شعیب الاولیاء کی قربت کو بھی ماتھے کی نگاہوں سے ملاحظہ کیا، انہیں حضرات میں جناب رئیس میاں صاحب ہیں، جو حضور مفتی اعظم کے مرید صادق اور حضور ریحانِ ملت کے محب ومخلص ہیں۔انہوں نے اپنا آنکھوں دیکھا حال بیان کیا کہ جب حضرت شاہ صاحب 1386ھ کے عرس رضوی میں بریلی شریف تشریف لائے تھے تو حضرت مفتی اعظم نے حضرت شاہ صاحب کے قیام کا خصوصی طور پر انتظام فرمایا تھا اور بار بار بذات خود مفتی اعظم پوچھنے آیا کرتے تھے کہ براؤں شریف سے حضرت شاہ صاحب آنے والے ہیں، ان کے قیام کا انتظام ہوا کہ نہیں؟ حضرت مفتی اعظم کے بار بار پوچھنے کی وجہ سے بہت سارے لوگ حضرت شعیب الاولیاء کی زیارت کے متمنی اور منتظر تھے کہ آخر یہ کون صاحب ہیں جن کے بارے میں خود حضور مفتی اعظم بار بار دریافت فرمارہے ہیں۔ پھر حضرت شعیب الاولیاء جب تشریف لائے تو ان حضرات کو حضرت کی صحبت سے اکتساب فیض کا موقعہ بھی ملا۔

حضرت مفتی اعظم نے حضرت شعیب الاولیاء کا قیام اپنے مرید ماسٹر شفیق صاحب کے یہاں کیا اور ماسٹر شفیق صاحب کو تاکید بھی فرمائی کہ یہ براؤں شریف کے شاہ یار علی صاحب ہیں، نماز باجماعت کا اہتمام کرتے ہیں، ان کی تکبیر اولیٰ بھی فوت نہیں ہوئی ہے

لہذا آپ ان کے قیام وطعام اور وضو وغیرہ کے لیے پانی کا خوب انتظام رکھیں۔ ماسٹر شفیق صاحب اور ان کے اہل خانہ نے حضور مفتی اعظم کے حکم حضرت شعیب الاولیاء کی شایان شان خدمت بھی کی بعد میں جب قل شریف کی تقریب کے لیے محفل میں جانے کے لیے آپ روانہ ہوئے۔ حضرت مفتی اعظم ہند پہلے سے ہی منبر رسول پر رونق افروز تھے، حضرت شعیب الاولیاء کو قریب آتے دیکھا تو یک بیک حضور مفتی اعظم اٹھے اور حضرت شاہ محمد یار علی کے زندہ باد کے نعرے بلند فرمانے لگے۔ تمام علمائے کرام عالم حیرت میں انگشت بدنداں۔ حضور مفتی اعظم ہند نے حضرت شعیب الاولیاء کو اپنے ساتھ برابر میں بٹھایا۔ تخت پر ان دونوں حضرات گرامی کے بیٹھنے کے بعد مقرر یا منقبت خواں کے علاوہ کی گنجائش نہ تھی۔ یاد رہے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب قل کی تقریب آستانہ رضویہ کے اوپر والے ہال میں ہوا کرتی تھی۔

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا حضرت مفتی اعظم اور شعیب الاولیاء کے درمیان اُلفت ومحبت اور غیر معمولی ربط وتعلق کا عالم جسے دیکھ کر لوگ حیرت زدہ رہ جایا کرتے تھے۔ کہتے ہیں ولی را ولی می شناسد۔ یقیناً صحیح کہتے ہیں۔ حضور مفتی اعظم اور حضور شعیب الاولیاء کو یک جا دیکھ کر لوگوں کو یہ مقولہ یاد آجایا کرتا ہوگا۔ ایسی قربت ومحبت دیکھنے کو کم ملتی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ براؤں شریف کا محل وقوع ایسے علاقے میں ہے جہاں تک آج کے اس ترقی یافتہ زمانے میں بھی وصل با آسانی ممکن نہیں، چند دشواریوں اور پیچیدگیوں کا سامنا ضروری کرنا پڑتا ہے۔ حضور مفتی اعظم اسی سرزمین براؤں میں حضرت شعیب الاولیاء کی دعوت پر کئی مرتبہ تشریف لائے، بلکہ جب بھی اس علاقے سے سرکار مفتی اعظم کا گزر ہوتا تو دعوت، بلا دعوت ضرور لاتے۔ بتانے والے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ تو تقریباً 2 کلومیٹر پیدل چل کر تشریف لائے۔ اس سے حضور مفتی اعظم ہند کی براؤں شریف سے بے پناہ محبت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ براؤں شریف میں پہلی مرتبہ تشریف لا کر حضور مفتی اعظم ہند خوب متاثر ہوئے کہ اپنی ایک تحریر میں فرمایا کہ: اہلسنت

کی ترویج اور رضویت کی اشاعت کا جو جذبہ فیض الرسول میں پایا کہیں نہ ملا حضرت مفتی اعظم کے علاوہ آپ کے برادر زادے حضور مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا خان جیلانی میاں بھی براؤں شریف تشریف لائے۔آج بھی وہ لوگ یہاں موجود ہیں جو حضرت مفسر اعظم کی آمد کی خبر سن کر دور دراز سے حاضر ہوئے تھے۔حضرت مفسر اعظم کی براؤں شریف آمد دار العلوم اہل سنت فیض الرسول کے سب سے پہلے جشن دستار فضیلت کے موقع پر ہوئی تھی۔حضرت کی سرپرستی میں جلسہ ہوا۔جس میں آپ نے علم غیب مصطفیٰ کے موضوع پر خطاب بھی فرمایا، جو ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے جون ۱۹۶۲ء کے شمارے میں چھپ کر شائع بھی ہوا۔حضرت مفسر اعظم کے ہی دست مبارک سے طلبہ کے سر پر دستار فضیلت سجائی گئی۔حضرت مفسر اعظم کے بعد آپ کے خلف اکبر جانشین اعلیٰ حضرت حضور ریحان ملت دار العلوم کی ایک عمارت کی سنگ بنیاد رکھنے کے لیے تشریف لا چکے ہیں۔

(ماخوذ از: تربیت لوح وقلم، صفحہ ۱۴۳)

اعلیٰ حضرت اور حضور شعیب الاولیاء کے مرشد حضرت عبد اللطیف ستھنوی:

حضرت شعیب الاولیاء کی سرکار اعلیٰ حضرت سے ملاقات تو نہ ہوئی لیکن حضرت شعیب الاولیاء کے مرشد قطب الاقطاب حضرت شاہ عبد اللطیف ستھنوی علیہ الرحمہ، سرکار اعلی حضرت کے خالص مخلص دوست تھے، حضرت شاہ عبد اللطیف ستھنوی علیہ الرحمہ اس دور کے مسلم بزرگوں میں سے تھے، جن کی روحانیت اور استقامت کا ڈنکا پورے اودھ میں بج رہا تھا۔اس زمانے میں اودھ میں تین بزرگ مرجع عوام وخواص تھے، ایک ہم شبیہ غوث اعظم حضرت سید علی حسین اشرفی میاں، دوسرے حضرت پیر سید وارث علی شاہ اور تیسرے قطب الاقطاب حضرت شاہ عبد اللطیف ستھنوی علیہم الرحمۃ والرضوان۔

پورے خطے میں زیادہ تر انہی مشائخ کے مریدین کا حلقہ تھا، اور ان تینوں بزرگوں کا سرکار اعلیٰ حضرت سے انتہائی گہری وابستگی تھی اور روحانی تعلقات تھے، یہ تینوں بزرگ سرکار اعلی حضرت کی مذہبی ومسلکی خدمات کے خوب قدرداں و مدح سرا تھے، کون نہیں

جانتا کہ شیخ المشائخ حضرت علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمہ اور امام احمد رضا کے درمیان کسی قدر الفت ومحبت تھی، اور حضرت وارث پاک سے بھی سرکار اعلیٰ حضرت کی ملاقات کا ذکر ملتا ہے بلکہ آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ سب سے پہلے آپ ہی نے پچیس سالہ امام احمد رضا کو اعلیٰ حضرت کہ کر پکارا تھا۔ (و اللہ تعالیٰ اعلم)

ان دونوں بزرگوں کے اعلیٰ حضرت سے مخلصانہ اور محبتانہ تعلقات کی بابت تو قارئین کرام نے کہیں نہ کہیں سنا پڑھا ہوگا، لیکن حضرت شاہ عبد اللطیف ستھنوی علیہ الرحمہ کے بارے میں معلومات کا اثاثہ بہت کم ہوگا، ظاہر سی بات ہے جب ان کی شخصیت کے بارے میں ہی معلومات محدود ہے تو ان کے احباب و متعلقین اور ان سے ان کے ربط و ضبط کی معلومات بھی مختصر ہوگی، حالاں کہ حضرت شاہ عبد اللطیف ستھنوی علیہ الرحمہ سرکار اعلیٰ حضرت کے خالص مخلص اور قریبی حلقہ احباب میں تھے۔ غالبا اس عظیم روحانی شخصیت کے پردہ گمنامی میں چلے جانے کی سب سے بڑی وجہ آپ کا بے اولاد ہونا ہے، آپ کا سلسلۂ نسب اگرچہ منقطع ہو گیا تھا مگر سلسلہ روحانی آج بھی جاری وساری ہے اور آپ کی تمام تر روحانی وراثتوں کا چشمہ براؤں شریف سے جاری ہونے لگا، حضرت شاہ عبد اللطیف ستھنوی علیہ الرحمہ کے بہت سارے خلفا تھے لیکن شاید اس وقت قطب الاقطاب کے فیوض و برکات کا چشمہ تنہا براؤں شریف سے بہہ رہا ہے اور یار علی کے ذریعے ہی آپ کے فیض کا دریا آج تک رواں دواں ہے۔

یار علی کے فیض کا دریا رواں ہے آج

ہر تشنہ لب خوشی سے نغمہ خواں ہے آج

حضرت شاہ عبد اللطیف ستھنوی علیہ الرحمہ اور سرکار اعلیٰ حضرت کے ربط و تعلق کی ایک حکایت حضرت شیر بیشہ اہل سنت کی زبانی ملاحظہ فرمائیں جس سے ان دونوں بزرگوں کے رشتوں پر بھرپور روشنی پڑے گی۔ آپ بیان فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ کچی سرائے بریلی شریف کا وہابی، دیوبندی مولوی یسین جو مرتد محمود حسن

مدنی کا مرید وشاگرد تھا میرے مرشد خلافت وشیخ اجازت حضرت مولانا شاہ عبد اللطیف صاحب ستھنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دھوکے دے کر براہ تقیہ اپنے آپ کو سنی مسلمان بتا کر اپنے مدرسے کے جلسے میں لے گیا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو اپنے صاحب زادہ معظم مولانا شاہ حامد رضا خان صاحب اپنے بھائی مولانا حسن رضا خان صاحب اپنے بھانجے مولانا شاہد علی خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حفظ الایمان تھانوی و براہین قاطعہ انبیٹھی وفوٹو فتاوائے گنگوہی وتحذیر الناس نانوتوی اور کتاب حسام الحرمین شریف دے کر فرمایا کہ کچی سرائے میں وہابیہ کا جلسہ ہورہا ہے۔ حضرت شاہ عبد اللطیف صاحب کو دھوکے دے کر خبثاء نے بلا لیا ہے، تم لوگ ان کے پاس جا کر یہ کتابیں پیش کرو کہ ان لوگوں کے یہ عقیدے ہیں اور ان لوگوں پر مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام ومفتیان عظام کے یہ فتوے ہیں۔ کہاروں کو یہ حکم دے دو کہ وہ پالکی لے کر تمہارے ساتھ جائیں، اگر شاہ صاحب ان کتابوں کو دیکھ کر ان سے متنفر ہو کر وہاں سے تشریف لانا چاہیں تو اس پر سوار کر کے اپنے گھر لے آنا۔

یہ حضرات کرام جب وہاں پہنچے تو سارا جلسہ وہابیہ درہم برہم ہوگیا۔ کوئی وہابی مولوی ادھر بھاگا کوئی ادھر رفو چکر ہوا۔ ان حضرات نے حضرت شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات فرمائی کتابیں پیش کیں۔ حضرت شاہ صاحب قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عباراتِ کفریہ اور فتاوی حرمین طیبین کو ملاحظہ فرما کر مولوی یسین خام سرائی بھی اپنے گھر چلا گیا تو اس کے گھر سے بلوایا بار بار اصرار کر کے بلوانے پر بمشکل آیا تو اس سے فرمایا کہ مولوی صاحب ان کتابوں کے لکھنے والوں کو تم مسلمان جانتے ہو یا کافر؟ اس نے کئی مرتبہ جواب سے پہلو بچانے کے بعد آخر میں کہا کہ ان کتابوں میں جو کچھ لکھا ہے سب حق ہے اور حسام الحرمین میں جو فتوے ہیں وہ سب علمائے حرمین کو رشوتیں دے کر لکھائے گئے ہیں۔

یہ سنتے ہی حضرت شاہ صاحب قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جلال آ گیا اور فوراً فرمایا کہ لعنت ہے خدا کی تمہارے مذہب پر اور تمہارے جلسے پر۔ اور ان حضرات اساطین سنیت

رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا یہ تو اعلیٰ حضرت قبلہ کا ہم پر احسان ہے کہ ان عبارات کفریہ پر علمائے کرام حرمین طیبین سے بھی فتاوی شرعیہ حاصل فرما کر کتاب حسام الحرمین شریف میں شائع فرما کر ہم سنیوں کے لیے مزید اطمینان کا سامان بھی مہیا فرما دیا ورنہ اگر یہ فتاوے ہمارے سامنے موجود بھی نہ ہوتے تو ہم پر اور ہر ایک سنی مسلمان پر فرض تھا کہ ان عبارات کو دیکھتے ہی ان کی معانی کو سمجھتے ہی فوراً ان کو کفر وارتداد اور ان کے لکھنے والوں کو کافر مرتد کہتا۔ مجھے ظاہر ہو گیا کہ یہ لوگ وہابی دیوبندی کافر و مرتد ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن ہیں لہٰذا میں اب ان لوگوں میں ٹھہرنا، ان کا مہمان رہنا حرام سمجھتا ہوں۔ آپ حضرات کوئی سواری منگوا دیں تو میں یہاں سے چلا جاؤں۔ ان حضرات کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ نے آپ کے لیے پالکی بھیجی ہے، فوراً ہی شاہ صاحب قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے، اندر پالکی میں تشریف فرما ہو کر ان حضرات کے ہمراہ اعلیٰ حضرت کے درِ دولت پر آ گئے۔

پالکی سے اُتر کر پھاٹک کے اندر آئے اعلیٰ حضرت قبلہ مسہری پر تشریف فرما ہیں، سامنے حقہ حاضر ہے، ارد گرد کرسیاں تپائیاں بچھی ہیں، مسلمانان اہل سنت اپنے اسلام اپنے سنیت کے مجدد اعظم کے چاروں طرف حاضر ہیں۔ شاہ صاحب قبلہ پھاٹک سے داخل ہو کر سامنے کھڑے ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں: السلام علیکم، اعلیٰ حضرت قبلہ تعظیم کے لیے کھڑے بھی نہیں ہوتے ہیں، سلام کا جواب بھی عطا نہیں فرماتے ہیں بلکہ ارشاد فرماتے ہیں، شاہ صاحب قیامت کا میدان ہوگا اللہ تبارک وتعالیٰ کے قہر وجلال کا سامنا ہوگا۔ حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف فرما ہوں گے اور ان دشمنانِ رسول علیہ الصلاۃ والسلام کے متعلق سوال ہوگا۔ اتنا ہی فرماتے ہیں کہ شاہ صاحب قبلہ فرماتے ہیں حضرت: میں توبہ کر کے آیا ہوں۔ اتنا سنتے ہی فوراً اعلیٰ حضرت قبلہ بیتابانہ کھڑے ہو کر فرماتے ہیں وعلیکم السلام اور شاہ صاحب مشتاقانہ بڑھتے ہیں سارا مجمع گھبرا کر کھڑا ہو جاتا ہے، حقہ ایک طرف جاتا ہے چلم دوسری طرف جاتی ہے اور اعلیٰ حضرت قبلہ

اور شاہ صاحب قبلہ دونوں باہم بغل گیر ہوتے ہیں دونوں حضرات ہر ایک دوسرے کی قدم بوسی کرنا چاہتے ہیں مگر مجبور ہو کر ایک دوسرے کی دست بوسی کر لیتے ہیں اور شاہ صاب قبلہ کو اصرار کر کے اعلی حضرت قبلہ اپنے مسہری پر بٹھا لیتے ہیں۔ یہ واقعہ بیان فرما کر ارشاد فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے لوث حق گوئی تھی اور یہ میرے مرشد اجازت حضرت شاہ صاحب قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے مثال حق پسندی تھی۔"

[ازترجمان اہل السنۃ، جلد دوم، حصہ چہارم]

پیر بٹنی شریف کی تاریخی حیثیت:

حضرت سیدنا میر حسن عرب شاہ شہید پیر بٹنی شریف آپ نے 424ھ کی جنگ جو احقاق حق ابطال باطل کے لے سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ راجہ سہیل سے کر رہیں تھے اسی جنگ میں بہرائچ کے مغربی واتری گوشے بمقام پیر بٹنی شریف (علاقہ نواب گنج نانپارہ) میں حضرت سیدنا میر حسن عرب شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ راجہ چردا سے جنگ کرتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا، آپ اس مقام کی کمانڈری فرما رہے تھے، اور سید سالار مسعود کے سپاہ کے سردار و تاجدار شمار کیے جاتے تھے، آپ کا اہم ترین مقابلہ چردا کے راجہ سے ہوا تھا جو روپی ڈیہہ کے قریب میں واقع ہے، جہاں پر اس زمانہ کے قلعہ کا ٹیلہ اور نشان بطور یادگار باقی ہے۔ (ماخوذ از تاریخ صالحین بہرائچ)

راجہ سہیل دیو کا گورنر یہاں رہتا تھا اور قدیم اس کا نام سندری نگر تھا آثار قدیمہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، یہاں اس کا وسیع وعریض اور مضبوط و مستحکم قلعہ تھا جس کو نا قابل تسخیر مانا جاتا تھا گورنر راجہ کے حکم کے مطابق حکومت کرتا اور ٹڈی دل لشکر لیے اس میں موجود رہتا تھا اور راجہ کا اطاعت گزار وفرمانبردار، سنگ دل اور سخت گیر اتنا کہ اس کے حکم کے خلاف ورزی کرنے کی کسی میں، ہمت وجسارت نہ تھی، اس کا حکم آخری فرمان سمجھا جاتا تھا رعایا ڈری سہمی اور ہر وقت ان پر موت منڈلاتی رہتی گھٹ گھٹ کر جینے اور جانوروں کے جیسے زندگی گزارنے پر مجبور تھے جان و مال محفوظ نہ تھا اور نہ ان کی بہو بیٹیوں کی عزت و

آبرو۔اس کا قلعہ حضرت سیدنا میر حسن عرب شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانے کے دکھن جانب واقع تھا جو آج کل زمین بوس اور اس کا نشان تک باقی نہیں صرف سنگ ریزوں کی صورت میں ٹیلہ نما موجود ہے جس پر ہوائیاں خاک اڑ رہی ہیں۔

مزارِ اطہر:

حضرت میر حسن عرب شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا آستانہ مبارک پیر بتنی شریف میں مرجع خلائق ہے جہاں پر ہر روز عقیدت مندوں کا جم غفیر اور محبان اولیاء کی بھیڑ لگی رہتی ہے حضرت مفتی علی حسن فاروقی صاحب قبلہ اور فائق علی علوی اپنے والد لائق علی علوی کے حوالے سے اور طاہر احمد علوی بیراگی گاؤں اور قرب وجوار کے معمر حضرات نے بیان کیا ہے کہ پہلے حضرت میر حسن عرب شاہ کا مزار مقدس کچی اور بے سائبان تھی ،نشانی کے لیے چند اینٹیں لگی ہوئی تھیں اس کے ارد گرد اور راستے میں جنگل نما پیڑ اور کانٹے دار درخت کثرت سے لگے ہوئے تھے۔حاضری دینے میں بڑی مشقتیں ہوتی تھیں۔وہاں لوگ بڑی مشکل سے بچ بچا کر پہنچ پاتے تھے اور اسی کے پاس ایک کہنی کا درخت تھا،جس کے پاس غیر مسلم پوجا پاٹ کرنے آتے تھے اور یہاں سے خوشبو پھوٹتی تھی غیر مسلم یہ کہتے تھے کہ یہ ہمارے دیوی دیوتاؤں کا استھان ہے۔اور مسلمان حضرات یہ کہتے تھے کہ ہمارے بزرگ کا آستانہ ہے مگر صحیح کسی کو نہیں معلوم تھا کہ یہ کس منزل کے درویش یا شہید یا ولی ہیں۔

حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آمد عالی جناب ضیاء اللہ صاحب نانپاروی کے یہاں ہوئی اور یہاں سے بیراگی گاؤں اور بیراگی گاؤں سے حاضری کے لیے یہاں حاضر ہوئے تو دکھن کی جانب جہاں نیم کا پیڑ لگا ہے وہی سے انگوٹھے کے بل اور ایڑی کے بل چلنے لگے اور چلتے چلتے آستانہ پر حاضر ہوئے لوگوں نے انگوٹھے کے بل چلنے کی وجہ پوچھا آپ نے فرمایا کہ شہداء کے خون جا بجا نظر آرہیں اس لے انگوٹھے اور ایڑی کے بل چلتا رہا اپ کے بعد اس آستانہ پر حاضر کے سلسلے میں یہی معمول حضرت خلیفہ صاحب قبلہ کا بھی تھا بعدہ حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ براؤں شریف نے

راستے کو جنگل پیڑوں اور کانٹے دار درختوں سے صاف وستھرا کرا کر حاضری دینے میں سہولت پیدا کی ان کے درد وکرب اور تکلیف کا احساس کیا اور اس کی تعمیر کا عزم محکم اور ارادہ مستحکم فرمایا۔

مزار مقدس کی سنگ بنیاد:

عالی جناب اصغر احمد نانپاروی بیان کرتے ہیں کہ حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت میر حسن عرب شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنگ بنیاد کی اجازت کے لے چالیس دن پیر بتنی شریف پہ رہ کے اجازت مانگی۔ جب اجازت مل گئ تو والد محترم شہزادۂ مظہر شعیب الالیاء حضرت علامہ غلام عبد القادر چشتی علیہ الرحمہ سابق نائب ناظم اعلیٰ دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف نے بیان فرمایا مجھ فقیر قادری سے کہ حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی تعمیر کے اخراجات کی فراہمی کے لیے اولین نگاہ انتخاب میری بڑی دادی خدیجہ بی علوی پر مرکوز فرمایا اور ارشاد فرمایا: تمہارے پاس جو زیورات ہیں اسے کیا کروگی؟ دنیا کی زیب وزینت سے بڑھ کر آخرت کی آرائش ہے جس کے لیے دوام وثبات ہے اگر چاہو تو اسے مجھے دے دو میں اسے بیچ کر ایک شہید مرد کا آستانہ تعمیر کروا دوں جن کی نظر کرم سے دنیا و آخرت میں بھلا ہوتا ہے یہ شہید راہ محبت کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت ہو جائے گا۔ ایک اللہ والے کی زوجیت میں رہنے کا کمال اور ان کی تربیت کا اثر تھا کہ انہوں نے بخوشی سارے زیورات آپ (علیہ الرحمہ) کے حوالے کر دیا اور بلاتردد عرض کیا: یہ کیا چیز ہے، آپ (علیہ الرحمہ) کے حکم اور مشورے کے آگے سب کچھ نچھاور ہے۔ جس میں آپ (علیہ الرحمہ) کی خوشی ہو اس میں میری بھی خوشی ہے۔ بارگاہِ مولیٰ اور شہید مرد کی بارگاہ میں یہ نذرانہ عقیدت قبول ہو جائے تو اس سے بڑی سعادت و نیک بختی اور کیا ہو سکتی ہے۔

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے بیوی کی دریا دلی و فیاضی دیکھ کر دعاؤں سے نوازا اور شہید برحق کی بارگاہ سے ملنے والے انعام و اکرام کی بشارت سنائی اور اس کو

فروخت کر کے انتظامات کرنا شروع کر دیا۔ مزار اطہر کی سنگ بنیاد کے لے حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عقیدت مندان اولیاء اور عوام اہلسنت کے ساتھ آگے بڑھے اور آپ کے دست پاک سے مزار اطہر کی رونق دوبالا کرنے کی ابتداء ہوئی اور اس بار بھی انگوٹھے اور ایڑی کے بل چلتے ہیں۔

آستانہ پر حاضر ہوئے حضرت میر حسن عرب شاہ کے روضہ کی تعمیر ایک ولی کامل درویش عارف باللہ حضرت شعیب الاولیاء کی یادگار اور یہ مقبول بارگاہ ہے آپ کا بنوایا ہوا گنبد نما حجرہ جہاں مزار پاک ہے وہ آج بھی موجود ہے البتہ اس کے چاروں طرف برآمدے کو شہید کر کے وسیع وعریض تعمیرات شروع ہے تاریخ عرس کا تعین مفکر اسلام حضرت حافظ وقاری مفتی علی حسن صاحب قبلہ سابق متولی درگاہ میر حسن عرب شاہ پیر بتی شریف نے بیان فرمایا کہ جب آستانہ مبارک تعمیری مراحل سے گزر کر پایہ تکمیل تک پہنچ گیا۔ روز بروز زائرین کی تعداد میں اضافہ اور آنے والے اہل اللہ سے ارادت مندوں کی کثرت ہونے لگی تو چند مخلص حضرات نے حضرت شعیب الاولیاء کی بارگاہ میں عرض کیا: آپ ہمیں ان کی شہادت کی تاریخ بتا دیں تا کہ اس تاریخ میں عرس کی تقریبات منعقد کریں اور ہم لوگ آنے والی نسلوں اور بیدار مغز مسلمانوں کو یہاں سے اسلامی پیغام دے سکیں۔ آپ نے گردن جھکائی آنکھیں بند کی مراقبہ میں مصروف ہو گئے چند ہی لمحے گزرے تھے کہ آنکھیں کھول دیں سر بلند کیا اور فرمایا ان کی شہادت عظمیٰ ستائیس رجب المرجب کو ہے اس تاریخ میں حضرت میر حسن عرب شاہ کے عرس کی تقریبات ادا کی جائیں تبھی سے اس تاریخ میں عرس کی تقریبات ادا کی جاتی ہیں قرب وجوار اور دور دراز سے عاشقان میر حسن عرب شاہ وخوشہ چین اولیاء شریک ہو کر نذرانہ محبت پیش کر کے خالی جھولی گوہر مراد سے بھرتے ہیں اور ارباب عقیدت لنگر عام کا اہتمام کرتے ہیں۔

تعمیر آستانہ کے لیے بھٹا لگوانا:

عالی جناب فائق علی علوی بن لائق علی علوی اور عالی جناب جلال الدین علوی اور

طاہر احمد علوی بیراگی گاؤں اور عالی جناب بشیر احمد تیلی کیول پور کا بیان ہے کہ مزار و آستانہ کی تعمیر کے لیے حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچی اینٹوں کا بھٹھا لگوایا۔ بشیر تیلی کا بیان ہے کہ میں کام کرنے والوں میں بھی تھا آگ بھڑکا دی گئی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ موسم خراب ہوا گھنگھور گھٹا چھائی ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں لگ رہا تھا کہ اب موسلا دھار بارش ضرور ہوگی کاریگر اور کارکرتا سبھی گھبرا اُٹھے کہ اب کیا ہوگا بارش سے آگ بجھ جائے گی، کچی اینٹ خراب ہو جائے گی، بھٹھا بیٹھ جائے گا، ساری محنت اور روپئے اکارت و برباد ہو جائیں گے، تعمیری کام رک جائے گا۔۔

سب عجیب و غریب کشمکش اور الجھن میں مبتلا تھے۔ کسی کے ذہن میں بچاؤ کی کوئی تدبیر نہ آرہی تھی۔ حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے کچھ ہی دوری پر ایک جھونپڑی میں موجود دنیاوی فکر سے آزاد یادِ الٰہی میں مست مگن تھے۔ حضرت جب اپنے معمول سے فارغ ہوئے تو ہر طرف رنج و غم اور تردّد میں ڈوبے لوگوں کی بھیڑ دیکھی تو فرمایا کیا بات ہے، پریشان کیوں ہو، دقت کیا ہے؟ لوگوں نے درد بھری آہ کھینچی اور گویا ہوئے: سرکار! کالی گھٹا چھائی ہے، سرد ہوائیں چل رہی ہیں، موسلا دھار بارش کب شروع ہو جائے کچھ کہا نہیں جاسکتا ہے۔ بھٹھا کا کیا ہوگا ان کی حالت راز اور مرجھائے ہوئے چہرے ان کے کرب و درد کی عکاسی کر رہے تھے۔

حضرت نے سبھی کو دلاسہ دیتے ہوئے فرمایا اے لوگوں جاؤ تم اپنا کام کرو موسم اپنا کام کرے۔ میرا رب تبارک و تعالیٰ بھٹا کی حفاظت فرمائے گا۔ پھر اپنا عصا لیے باہر نکلے بھٹھا کے چاروں طرف حصار کیا اور فرمایا آج پیر بتنی شریف میں پانی نہیں برسے گا، اس کے چاروں طرف برسے گا۔ کچھ ہی وقفہ گزرا تھا کہ پیر بتنی شریف کے چاروں طرف تیز بارش ہونے لگی۔ کھیت کھلیان پانی سے بھر گئے سڑکیں اور نالے بہنے لگے مگر پیر بتنی شریف بھٹھا تک ایک بوند پانی نہیں برسا اور نہ ہی بہتا پانی اس کے قریب آیا، تو سب نے سکون کی سانس لی، جان میں جان آئی، چہرے کلیوں کی طرح کھل اٹھے، دل شکرانے کے لیے جھکے

گئے، بھٹا صحیح سلامت رہا محنت با آور ہوئی اور اسی بھٹا کی اینٹوں سے یہاں کی تعمیرات ہوئیں۔ حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تقریباً پیر بتنی شریف پر تعمیرات کام کے لیے چھ ماہ پیر بتنی شریف میں رہیں اور نظروں کے سامنے تعمیرات کا سلسلہ جاری رہا کھانے کا انتظام لائق علی علوی طاہر احمد علوی وضیغم علی علوی کے ذمہ رہا یہ لوگ پیر بتنی شریف کے لے کھانے کا انتظام وانصرام کرتے تھے اور قرب وجوار کے دیگر احباب نے بھی کیا۔

قیام و مدرسہ پیر بتنی شریف:

حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس بھٹا کی اینٹوں سے ایک مدرسہ بھی تعمیر کرایا تھا جس کا نام مدرسہ عربیہ امیر العلوم رکھا اور اس میں پڑھانے کے لیے ایک عالم دین کو مقرر فرمایا جنہوں نے مدتوں تک اس میں پڑھایا اور طلبہ و طالبات کو زیور علم سے آراستہ کر کے کامیاب بنایا ساٹھ سال سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود وہ مدرسہ آج بھی موجود ہے جہاں بچیاں اور بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں آپ کی بنائی ہوئی مدرسہ کی عمارت اور اس کی باونڈری آپ کے خلوص وللّٰہیت اور خدمت دین کے جزبے کی عکاسی اور نشاندہی کر رہی ہے۔ (ماخوذ از تذکرہ میر عرب)

ایک مرتبہ والد محترم شہزادۂ مظہر شعیب الاولیاء نے بیان فرمایا کہ میرے دادا جان نے مدرسہ کے متصل ایک خوبصورت اور دلکش مسجد کی بھی تعمیر کرنے کا رادہ کیا تو فرمایا مزدوروں سنی العقیدہ اور نمازی ہونا چاہیے بے نمازیوں سے اس میں کام نہ لیا جائے اس مسجد کی تعمیر میں بہت احتیاط سے کام لیا گیا ہے بہت ہی کم مسجدوں میں اس قدر احتیاط سے کام لیا جاتا ہے اس مسجد کے اندر حالت نماز میں جو کیف وسرور اور روحانی لذت ملتی ہے، وہ کم ہی مسجدوں میں ملتی ہے لیکن اب اس مسجد کو شہید کر کے توسیع کے ساتھ عام لوگوں کے چندے سے نئی مسجد تعمیر کر دی گیا ہے۔

پیر بتنی شریف کا عیدگاہ:

ایک مرتبہ والد محترم شہزادۂ مظہر شعیب الاولیاء حضرت علامہ غلام عبد القادر چشتی

علیہ الرحمہ کے پاس بیٹھا تھا اور پر دادا سرکار حضور شعیب الاولیاء کا تذکرہ چلا پھر پیر بتنی شریف کا ذکر ہوا تو آپ نے بیان فرمایا کہ پیر بتنی شریف کی سرزمین پر آستانہ کے قریب ایک عیدگاہ ہے، جس کو حیدری نامی ایک فاحشہ عورت نے اپنی ناجائز کمائی سے تعمیر کرائی تھی۔ اس میں لوگوں کو نماز عیدین ادا کرنے میں کراہت تھی، کچھ پڑھتے کچھ نہیں پڑھتے تھے۔ حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے معاملہ پیش ہوا۔ آپ نے فرمایا اس کو بلایا جائے۔ اس کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ایک مقرب بندے نے بلایا ہے تو وہ اس انداز میں آئی کہ اس کے سر پر ایک سجا ہوا تھال تھا، جس میں زیورات اور روپۓ وغیرہ موجود تھے۔

پہنچتے ہی عرض کیا: سرکار! یہ آپ کا نذرانہ ہے، قبول فرمائیں۔ آپ (علیہ الرحمہ) نے فرمایا: اسے میں کیا کروں گا؟ لے جاؤ، میں درویش آدمی ہوں، فقر وقناعت پسند کرتا ہوں۔ اس نے عرض کیا ابھی تک میری زندگی گناہوں میں گزری ہے، مجھے توبہ کرادیجئے۔ اب میں ایک نیک سیرت پاکباز عورت کی طرح زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔ آپ (علیہ الرحمہ) نے اسے توبہ کرایا پھر اس نے مرید ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ (علیہ الرحمہ) نے اسے داخل سلسلہ کیا اور کچھ نصیحتیں فرمائیں اور فرمایا تم نے یہاں جو عیدگاہ بنوایا ہے اسے فروخت کر دو کیونکہ وقف صحیح نہیں ہے۔ اس نے کہا بیچنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں آپ کو ہبہ کر رہی ہوں۔ آپ نے فرمایا اس طرح نہیں بلکہ تم جو چاہو اس کی رقم لے لو۔ پھر آپ (علیہ الرحمہ) نے فرمایا کون حلال کمائی سے اس کو خرید کر وقف کرے گا؟ آپ کے مرید صادق جناب لائق علی علوی ٹھیکیدار ساکن بیراگی گاؤں نے عرض کیا حضور! اگر اجازت ہو تو میں خرید کر اسے وقف کر دوں؟ حضرت نے اثبات میں سر ہلایا تو انہوں نے حلال کمائی سے چاندی کے پانچ سکوں کے عوض اسے خرید کر وقف کر دیا۔ اس طرح ایک اُلجھا ہوا مسئلہ سلجھ گیا اور بعد توبہ حیدری نامی عورت کی زندگی میں انقلاب پیدا ہوا اور ایک مومنہ کی طرح زندگی کے سفر کو مکمل کیا اور آخرت کی راہ لی۔

سجاد علی علوی وجلال الدین علوی وفائق علی علوی ومبارک احمد علوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مرید صادق لائق علی علوی بیراگی گاؤں سے فرمایا کہ لائق علی علوی پیر بتنی شریف میں کھنی کے پیڑ کے نیچے راجہ سہیل کے گورنر کا خزانہ ہے، جس میں بہت زیادہ سونے چاندی ہیرے جواہرات ہیں، جو ابھی بھی محفوظ ہے۔ اگر تم چاہو تو خزانہ نکلوا کر لوگوں میں تقسیم کر دو، میں بھی وہاں رہوں گا۔ کوئی جن وغیرہ تم کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے کیونکہ اس کے مستحق غریب افراد ہی ہیں۔ آپ نے عرض کیا کہ یہ حکم ہے یا اختیاری معاملہ ہے؟ حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تم کو اختیار ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ یہ بہت بڑی ذمے داری ہے، میں اس کو کما حقہ نہیں کر پاؤں گا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اب تو ہم لوگوں کو بھی معلوم ہو گیا ہے کبھی نہ کبھی تو حاصل ہی کر لیں گے۔ حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا یہ خزانہ ہر کوئی حاصل نہیں کر پائے گا۔ صرف صاحبِ حال ہی کی سرکردگی میں یہ خزانہ حاصل کر کے لوگوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال پر ملال کے بعد داداشہزادۂ شعیب الاولیاء الحاج الشاہ حضرت محمد صدیق احمد قادری چشتی المعروف خلیفہ صاحب قبلہ نے بھی فرمایا کہ لائق علی علوی یہ خزانہ حاصل کر کے لوگوں میں تقسیم کر دیجیے، مگر آپ نے پھر وہی عرض کیا کہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

آپ کے شمائل وخصائل:

خشیت الٰہی آپ کا شیوہ، خوف خداوندی آپ کا شعار تھا، حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ متواضع، منکسر المزاج شخص تھے، علم کے ساتھ حلم کے پیکر اور بردبار تھے۔ مواخات اسلامی کے سائے میں ہمیشہ زندگی گزارتے تھے آپ متنوع، انسانی خوبیوں اور اخلاق جمیلہ کا ایک مجسم پیکر تھے۔ آپ کی نگاہیں شرم وحیا کی عکاسی کرتیں، اور ہمیشہ نیچی رہتیں، اور بقدر ضرورت وہ کبھی کبھار ہی اوپر اٹھتیں، مزاج میں بڑی نرمی، اور طبیعت میں نمایاں

سنجیدگی تھی۔آپ نہایت شائستگی اور سبک خرامی سے چلتے،آپ اس وقت متانت وسنجیدگی، خوش پوشی اور نستعلیقیت کا مجسمہ نظر آتے،اور جب آپ خانقاہ میں مسند ولایت پر تشریف فرما ہوتے،تو ایسا لگتا کہ علوی خاندان کا ایک نہایت حسین وجمیل پھول کسی درخشاں اور دلکش گلدستے میں بڑے قرینے سے رکھا ہوا ہے۔علم وفضل،تواضع وشفقت، حلم وعفو، حیا ووقار، عبادت وریاضت، زہد وتقویٰ، عفو ووفا، جود وسخا، الفت ومروت، بردباری وکسر نفسی اور اخلاقِ حسنہ وغیرہ جملہ صفاتِ عالیہ آپ کی ذات میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں۔

آپ ساری زندگی خلوص وللّٰہیت کے ساتھ دین اسلام کی ترویج واشاعت،اور وعظ ونصیحت کی صورت میں مسلک اعلی حضرت کی حقیقی خدمت کرتے رہے۔آپ نے اپنے بعد والوں کے لیے خدمت دین اور اتباع شریعت کے حوالے سے ایسے ایسے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں جو ان شاء اللہ تعالیٰ تا قیامِ قیامت خدامِ دین، داعی دین کی رہنمائی کرتے رہیں گے۔حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرماتے ہیں: ''باطنی نجاستیں جھوٹ اور غیبت وغیرہ سے طہارت حاصل کرنا ہو تو توبہ واستغفار کرے اور ذکر نفی واثبات اور تصور شیخ کا عمل کرے۔لیکن یہ عمل بھی اس وقت کارگر اور مفید ثابت ہوگا جب توبہ کرنے کے بعد تمام فرائض وواجبات اور سنن مؤکدہ کا سختی سے عامل ہو کر جملہ محرمات سے خود کو حتی المقدور محفوظ و مامون رکھے گا۔تو اس سے قلب وروح اور ضمیر باطنی کثافتوں اور روحانی آلودگیوں سے پاک وصاف ہو کر مجلی ومصفی ہو جائے گا۔اس وقت نیک اعمال کی طرف دل کا میلان ہوتا ہے اور گناہوں سے نفرت و بیزاری ہونے لگتی ہے۔

مہمان نوازی:

حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ اپنے ہم عصر بزرگوں اور مشائخ طریقت میں مہمان نوازی اور خلق پروری میں بے حد ممتاز ومشہور تھے۔آپ کا دستر خوان سفر وحضر ہر جگہ نہایت وسیع رہتا۔جہاں کہیں بھی قیام پذیر رہتے اپنے خاص خدام اور عقیدت مندوں کو

اس سلسلہ میں بڑی تاکید فرماتے رہتے کہ کہیں بھی کسی کو کھانے پینے وغیرہ کی ذرا سی بھی تکلیف نہ پہنچنے پائے اوران کی حتی الوسع خاطر مدارات کی جائے۔مہمان علماء و مشائخ کی ضیافت کا خصوصی خیال رکھا جاتا۔

حلیہ مبارکہ:

وجیہ و شکیل، متوسط قد، چہرۂ مبارکہ گول، آفتابی رخسار، بھرے ہوئے پیشانی، فراخ روشن، بینی پُرنور متوسط، رنگ گورا، چشمان مبارک درمیانی، ریش مبارک مشروع گھنی اور گول جن کے اکثر بال سفید ہو چکے تھے کچھ سیاہ بال باقی رہ گئے تھے۔ دندان مبارک صاف شفاف، دستہائے مبارک متوسط نرم و نازک، سینۂ مبارک صاف اور فراخ، پائے اقدس متوسط نرم و نازک، جسم مبارک نرم و گداز، قدرے فربہ، رفتار صوفیانہ، لباس و وضع میں سادگی، ہر بات میں بے ساختگی خلوت و جلوت میں یکساں از سر تا بقدم ہر عضو موزوں، آواز شیریں، گفتگو متوسط آواز سے کرتے، آپ کا کلام مختصر مگر جامع، ہونٹوں پر تبسم، چہرے پر ترحم جس کسی سے خلاف شرع امر سرزد ہو جاتا تو اس کو آپ سرزنش فرماتے۔الحب فی اللہ و البغض فی اللہ آپ کا شیوہ تھا۔

لباس و وضع:

حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ سر پر سفید ایک خاص وضع کی چار گوشوں کی صوفیانہ ٹوپی ململ آدھی یا تن زیب کا سفید لمبا کرتا استعمال فرماتے۔کُرتے کے اوپر بھی سفید اور کبھی ہلکے رنگ کی صدری زیب تن فرماتے۔کُرتے کے نیچے بنیائن بھی پہنتے۔شروع ریاضت و مجاہدہ کے خاص دور میں گاڑھے رنگ کا سفید کرتا اس کا تہبند اس کی ٹوپی استعمال فرماتے۔ قصبہ سکندر پور ضلع بستی (جہاں آپ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ گزارا تھا) کے زمانہ ریاضت و مجاہدہ میں عام طور پر آپ صرف ایک جوڑا کپڑا رکھتے۔ جمعہ کے دن سفید کلی دار پاجامہ بھی پہنتے۔نماز کے وقت پابندی کے ساتھ سر پر عمامہ بھی باندھتے اس کا رنگ بھی

سفید ہی ہوتا۔عمر کے آخری دور میں دھاری دار سفید مدراسی لنگی پہننے لگے تھے۔رومال بھی رنگین جوڑے دار ہوتا۔ بالکل سفید رومال جس پر سفید دھاگے سے پھول کڑھے ہوتے۔ موسم سرما میں اونی صدری اونی کرتہ (خاکی یا بھورے رنگ کا گاہے باگاہے اونی جبہ اور اونی شال بھی استعمال فرماتے۔ فجر کے وقت نماز میں مکہ معظّمہ سے لایا ہوا گہرے کتھئی رنگ کا کڑھا ہوا اونی جبہ استعمال فرماتے۔اس لباس میں آپ رعب وجلال والے بادشاہ کی طرح نظر آتے۔

اکثر نماز پنج گانہ سے پہلے کپڑوں میں عطر لگاتے۔ جو آپ کو بہت محبوب ومرغوب تھا۔خاص طور پر عطر شمامۃ العنبر (اصغر علی محمد علی لکھنؤ کا تیار کردہ) گرمیوں میں بھی عطر خس لگاتے۔نمازِ فجر میں سلام پھیرنے کے بعد دعا سے پہلے روزانہ بلا ناغہ دونوں ہتھیلیوں اور ان کی پشت پر خوب اچھی طرح عطر لگاتے اور دعا سے فارغ ہونے پر شریک نمازی حضرات سے مصافحہ کرتے اور لوگ آپ کی دست بوسی کرتے تو ان کے ہاتھ بھی معطر ہو جاتے اور ان کا سراپا دیر تک مہکتا رہتا۔

حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ فرماتے کہ قطب الاقطاب حضرت شاہ عبد اللطیف صاحب (ستھن شریف، ضلع امیٹھی) بھی نماز فجر میں اپنے نورانی ہاتھوں پر عطر لگاتے۔ آپ عطر حنا زیادہ استعمال فرماتے۔سفر میں بھی عطر کی شیشیاں ساتھ لے جاتے۔

باب دوم

نواب جنگل سے براؤں شریف واپسی:

حضرت شعیب الاولیا علیہ الرحمہ شہرت گڑھ کے پرائمری اسکول میں پڑھا رہے تھے، صبح وظیفہ پڑھتے ہوئے اپنے کمرے سے باہر نکلے، راستہ میں روتی ہوئی ایک بوڑھی عورت اور اس کے آگے ایک مردہ لڑکا پڑا دیکھا، پوچھا اے عورت! تم کیوں رو رہی ہو، اس نے کہا دیکھتے نہیں، میرا جوان لڑکا مردہ پڑا ہے۔آپ نے فرمایا، مت رؤو، یہ مرا نہیں زندہ ہے۔اے لڑکے! اُٹھ کب سے تیری ماں رو رہی ہے۔اس کے سینے پر ہاتھ رکھا اور سر پکڑ کر کھڑا کر دیا۔یہ دیکھ کر اس عورت کی خوشیوں کی انتہا نہ رہی، پیر چھونے دوڑی، آپ نے منع فرمایا اور اسکول چلے آئے۔

یہ واقعہ مشہور ہو گیا لوگ آپ کی طرف کھنچنے لگے تو شہرت گڑھ کے اسکول کو چھوڑ کر نواب جنگل چلے گئے، وہاں ذکر وفکر، اشغال واعمال، تکبیر وتہلیل کی آواز سے جنگل گونج اٹھا، عبادت وریاضت مجاہدہ ونفس کشی میں مصروف اور ملنا جلنا ترک کر دیا، اس جنگل کے قریب ایک چھوٹی ندی تھی، ہر جمعرات کو اس میں نہانے دھونے آتے تھے، واپسی میں جس پر آپ کی نظر پڑ جاتی، بیمار شفایاب اور پریشان حال خوش حال ہو جاتا اور لوگوں پر رعب وجلال اتنا کہ قریب آنے کی کسی میں ہمت نہ ہوتی تھی، رفتہ رفتہ آنے والوں کی کثرت ہونے لگی۔صوفی واجد علی عرف سادھو بابا کسی ضرورت سے اس ندی کے پاس سے گزرے، آبادی قریب میں نہ تھی، پھر بھی اس ندی سے کچھ دور پر بھیڑ لگی تھی، پوچھا آپ لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہیں تو ان میں سے کسی نے جواب دیا، اس جنگل میں سے ہر جمعرات کو ایک بابا اس ندی میں نہانے دھونے آتے ہیں، جس پر ان کی نظر پڑ جاتی ہے، وہ کامیاب وبامراد ہو جاتا ہے، آنے کا وقت ہونے والا ہے۔تھوڑی دیر میں حضرت شعیب الاولیا علیہ الرحمہ جنگل سے ندی کی جانب آئے، سادھو بابا نے پہچان لیا کہ یہ میرے بھائی ہیں اور ہم لوگ انھیں تلاش کر رہے تھے، قریب گئے اور کہا: ارے محمد یار علی تم جنگل میں

پڑے رہو اور میں تمہارے بال بچوں کی دیکھ ریکھ اور پرورش کروں، گھر چلو اور اپنی ذمہ داری سنبھالو، چودہ سال ہو گئے، اب بھی آپ کا بن باس پورا نہیں ہوا تو فرمایا، سادھو بابا ربیع الاول اور گیارہویں کا جشن کر لوں تب آؤں گا۔ حضرت سادھو بابا اپنی منزل کی طرف چلے گئے، اس کے ایک ڈیڑھ سال بعد حضرت شعیب الاولیا براؤں شریف تشریف لائے۔

عاجزی انکساری:

تواضع کا مطلب عاجزی اور انکساری ہے اپنی ذات اور حیثیت کو دوسروں سے کم درجہ سمجھتے ہوئے ان کی عزت اور تعظیم و تکریم کرنا اور اپنی ذات پر دوسرے کو ترجیح دینا تواضع و انکساری کہلاتا ہے، تواضع اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کا وصف ہے کیوں کہ اللہ عاجز اور متواضع طبیعت والے لوگوں کو پسند فرماتا ہے۔ تواضع اخلاقی لحاظ سے بھی بہت اچھی خوبی ہے اس لیے کہ جو آدمی اپنی حیثیت کو دوسرے سے کم سمجھے گا وہ ہمیشہ تکبر، غرور، فخر اور گھمنڈ سے بچا رہے گا، اور عاجزی کی وجہ سے اسے عظمت و عزت حاصل ہوگی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ سارے کام خود اس لیے کرتے تا کہ اپنے صحابہ و امتیوں کو تواضع و انکساری کا طریقہ سکھائیں اور تکبر و غرور سے باز رہنے کی تلقین کریں۔

حضور شعیب الاولیاء کی ذات بابرکات میں جملہ مذکورہ صفاتِ عالیہ بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں۔ اس لیے حضور شعیب الاولیاء وعظ و نصیحت کرتے ہوئے آپ ارشاد فرماتے کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے تواضع و انکساری اختیار کریں اور ساری برائیوں خصوصاً تکبر و گھمنڈ، جھوٹ و غیبت اور اس جیسی برائیوں سے خود بھی بچیں اور حتی الامکان لوگوں کو بھی بچانے کی کوشش کریں۔ حضور شعیب الاولیاء ایک اعلیٰ خاندان اور معزز گھرانے کا چشم و چراغ ہونے کے باوجود کبھی آپ نے اپنے حسب و نسب کے تعلق سے بلند و برتر ہونے کا مظاہرہ نہیں کیا اور نہ کسی شخص کی زبان سے اس قسم کا اظہار پسند فرمایا آپ سے بعض لوگ آپ کے حسب و نسب کے بارے میں بھی سوال کرتے تو ان کو ہمیشہ اس طرح جواب دیتے تھے میں ایک گنہگار سنی مسلمان ہوں

آپ عملی میدان کے شہسوار تھے پدرم سلطان بود کا نعرہ نہیں پسند فرماتے تھے۔اس باب میں ارشاد خداوندی "ان أکرمکم عند اللہ التقاکم" کی مسلمہ حقیقت پر یقین رکھتے تھےاور صاف لفظوں میں ارشاد فرمایا کرتے کہ کل آخرت میں حسب ونسب کام نہیں آئے گا۔ وہاں ایمان وعقیدہ اور نیک عمل دیکھا جائے گا اوراس پر خدائے تعالیٰ کی بارگاہ سے بڑے بڑے انعام واکرام دیئے جائیں گے۔اس کے ضمن میں حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوجہل وابولہب کا نام لے کر فرماتے کہ دیکھو حضرت بلال حبشی ایک غلام تھے، عشق وایمان کی زبردست روحانی طاقت نے آقا کا درجہ دے کر کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔آج عالم اسلام میں ان کی عظمت کا خطبہ پڑھا جارہا ہے اور ابوجہل اور ابولہب وغیرہ کا کیاانجام ہو،ان کا اعلیٰ حسب ونسب اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے قریبی و خاندانی تعلق ورشتہ کام نہ آیااور وہ وہ ایمان واسلام کی دولت لازوال سے محرومی اور رسول دشمنی کے نتیجے میں نہایت ذلت کے ساتھ جہنم کی آگ میں جل رہے ہیں مولانا جامی علیہ الرحمہ اسی سبب سے فرماتے ہیں۔

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزی نیست

اور حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان کے اندر تواضع وانکساری بدرجہ کمال پائی جاتی تھی کبھی کبھی مجمع عام میں اس طرح فرماتے۔"ہم گنہگار سیاہ کار ہیں۔ہم نے کچھ نہیں کیا آپ لوگ دعا کریں کہ آخرت میں نجات ہو جائے"تواضع وانکساری آپ کے اندر بہت زیادہ پائی جاتی تھی آپ کا شمار زمانے کے چوٹی کے علماء میں ہوتا تھا۔آپ عالم اور علما ساز تھے بقول حضرت علامہ نسیم بستوی صاحب علیہ الرحمہ اپنی کتاب تذکرہ شعیب الاولیاء میں بیان فرماتے ہیں کہ شیخ العلماء حضرت علامہ الحاج الشاہ غلام جیلانی صاحب قبلہ اعظمی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ خانقاہ عالیہ کی مسجد میں جانے کے لیے آپ اس کے زینوں پر قدم رکھنے لگتے تو میں آپ کے ضعف کو دیکھ سہارا دینے کے لیے آپ کا بازو پکڑ لیتا اس وقت

آپ فرمایا کرتے: ’’شیخ العلماء صاحب! یہاں آپ ہم کو سہارا دے رہے ہیں بڑی خوشی کی بات ہے قیامت کے دن رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے علماء بھی شفاعت کریں گے تو آپ ہم کو وہاں بھی سہارا دیجئے گا‘‘۔ حضرت شیخ العلماء فرماتے تھے کہ حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے اس تواضع وانکساری کے مشتمل جملوں پر میں نہایت نادم و شرم سار ہو کر عرض کرتا ’’حضور والا (حقیقت یہ ہے کہ) میں یہ خدمت کر کے آپ کا سہارا لے رہا ہوں کہ میرے لیے آپ دعائے خیر فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوۃ والسلام کا فضل وکرم میرے شامل حال ہوگا اور آخرت میں میری مغفرت ونجات ہو جائے گی۔‘‘ حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کو حضرت سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کی نسبت سے حسب ونسب کی عظمت وشرافت حاصل ہونے کے باوجود آپ نے کبھی اپنے نام کے ساتھ ’’علوی‘‘ لکھنا پسند نہ کیا اور نہ اپنی زبان سے کبھی اس کا دعوی کیا اگر کوئی اجنبی آپ سے دریافت کرتا کہ حضرت آپ کون ہیں اور کس خاندان کے چشم و چراغ ہیں! تو آپ کی طرف سے کچھ اس قسم کا جواب ہوتا۔

’’میں ایک گنہگار سنی مسلمان ہوں‘‘ حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کو نام ونمود اور جاہ وشہرت قطعاً پسند نہ تھی جس کا اندازہ اس واقعہ سے بھی بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا ’’میں حرمین طیبین کی حاضری وزیارت کی غرض سے حاضر ہوا اس وقت دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ واپسی پر ہندوستان میں لوگ مجھے حاجی کہیں گے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ نفس امارہ غالب آجائے اور فخر وغرور پیدا ہو اس لیے میں نے وہاں کی حاضری میں دعا کی الہ العالمین! یہ عبادت حج وزیارت صرف تیری رضا وخوشنودی کے لیے ہے۔ ’’اپنے کو حاجی کہلانے کے لیے نہیں‘‘ اس کو قبول فرما کہ ہندوستان پہنچنے پر ’’ہم کو کوئی حاجی نہ کہے۔‘‘

بفضلہٖ تعالیٰ آپ کی یہ دعا قبول ہوئی یعنی زندگی میں آپ کو گفتگو یا تحریر میں کسی نے حاجی کہا نہ حاجی یا الحاج لکھا۔ حضرت شیخ العلماء علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ انہوں

نے سرکار حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ سے کہا کہ جس دارالعلوم کا افتتاح آپ نے فرمایا اس کا نام ''دارالعلوم فیض الرسول'' رکھا اس کا نام ''دارالعلوم یار علویہ'' رکھا جاتا تو کیا حرج تھا؟ آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ:-''دینی و مذہبی درس وتدریس کا یہ ادارہ درحقیقت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ہی فیض ہے۔ اس کا نام ''دارالعلوم فیض الرسول'' ہی ہونا مناسب ہے۔ اس میں اپنے نام ونمود کو دخل دینے سے اخلاص باقی نہیں رہ جاتی ہے۔

حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی منکسر المزاجی اور متواضع طبیعت کا اثر آپ کے صاحبزادگان حضرت صوفی محمد صدیق احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ سابق سجادہ نشین خانقاہ عالیہ وناظم اعلی دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف، صاحبزادہ مولوی محمد فاروق احمد صاحب علیہ الرحمہ منیجر دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف، صاحبزادہ علی حسین صاحب علیہ الرحمہ، صاحبزادہ صوفی محمد یعقوب علی صاحب علیہ الرحمہ وغیرہ سب پر ہے۔ میرے والد گرامی صاحبزادہ حضرت علامہ غلام عبدالقادر چشتی صاحب قبلہ نائب ناظم اعلیٰ دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف کے اندر بھی یہ وصف موجود تھا اور خاندان کے اکثر لوگوں میں بھی یہ وصف پایا جاتا ہے۔

سخاوت اور استغناء:

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے تمام پاکیزہ و اعلیٰ اوصاف میں سخاوت وفیاضی اور بخشش اور دریا دلی کا وصف بھی نمایاں تھا کوئی سائل اور ضرورت مند آپ کے پاس حاضر ہوتا تو حتی الوسع اس کی ضرورت پوری فرمادیتے اور اس کو خوش کر کے واپس کرتے اور اگر کوئی شخص محض اپنی سستی وکاہلی سے گداگری کا بلا وجہ پیشہ وذریعہ معاش بنالیتا تو اس کو نرم ومؤثر انداز میں نصیحت فرماتے کہ تم مجبور وکمزور نہیں ہو ہاتھ و پیر سے محنت کر کے باعزت طریقے سے رزق حلال حاصل کرو اور ایک غیور ومعزز بندہ مومن کی طرح آبرو مندانہ زندگی گزارو یہ گداگری چھوڑو، اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ

پسند نہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بدترین صفت قرار دیا ہے۔

علمائے اہلسنت سے کہیں ملاقات ہوتی یا وہ آپ کے پاس تشریف لاتے تو ان کی بڑی تعظیم وتکریم اور خاطر ومدارات فرماتے اور جب وہ رخصت ہوتے تو آپ ان کو حسب مرتبہ نذرانہ ضرور پیش فرماتے اسی طرح کی خانقاہوں کے سجادہ نشیں حضرات اور وہاں کے خدام کو نذرانہ دیا کرتے جو مریدین ومتوسلین غریب ہوتے اور تنگدستی کی زندگی گزارتے ان کی امداد فرماتے اور اکثر فرمایا کرتے کہ پیروں کو مریدوں پر پرخواہ مخواہ کے لیے بوجھ نہیں بننا چاہیے مریدین معنوی اولاد کی طرح ہوتے ہیں پیروں پر لازم ہے کہ وہ ان کے لیے آسانیاں پیدا کریں اور ان کے ساتھ اخلاق ومحبت کا برتاؤ کریں اس سلسلہ میں حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ اس قدر وسیع النظر اور فراخ دل واقع ہوتے تھے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر مرید کے پاس۔ ہوتو پیر کھائے اور پیر کے پاس ہو،تو مرید کھائے ایک طرفہ نہیں ہونا چاہیے کہ پیر ہمیشہ مریدوں سے نذرانہ وصول کرتے رہیں اور ان کی خبر گیری نہ کریں اور نہ ان کا حال معلوم کریں کہ وہ نذرانہ دینے اور دعوت کھلانے کے قابل ہیں یا نہیں یہ اسلامی اخلاق سے بعید بات ہے ہمارے اسلاف اس کے بالکل خلاف تھے حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے زندگی بھر اپنے کسی مرید وعقید تمندوں سے بھی کسی چیز کا سوال نہیں کیا اور نہ ان سے سامان یا روپئے پیسے کی فرمائش کی۔

مریدوں کے ساتھ حسن سلوک:

آپ کی حیات مبارکہ میں براؤں شریف کی خانقاہ میں ہر سال جشن ربیع الاول بہت ہی وسیع پیمانے پر منایا جاتا تھا اس نورانی تقریب میں اس دور کے بڑے بڑے نامور اور مایہ ناز علماء کرام ومشائخ عظام اور مختلف اضلاع کے مریدین ومعتقدین شریک ہوتے تھے عام لنگر جاری ہوتا تھا جس کو لوگ بھنڈارہ بھی کہتے تھے اس میں جو معتقدین آتے تھے ان میں جو لوگ غریب ہوتے حضرت ان کو اچھی طرح جانتے تھے جب وہ براؤں شریف میں کئی کئی روز تک رہ کر اپنے وطن واپس ہونے کے لیے حضرت سے

اجازت طلب کرتے تو حضرت فرماتے کہ ابھی رہو پھر چلے جانا اس طرح ان کو خوش کرنے کی کوشش کرتے اور ان کو واپسی کے لیے زادراہ بھی عنایت کرتے اس جشن ربیع الاول میں جتنے علماء کرام ومشائخ کرام تشریف لاتے ان کو اس دور کے لحاظ سے بھرپور نذرانے دیئے جاتے غرباء ومساکین کا آپ بہت خیال رکھتے اس معاملہ میں حضرت کا عمل سرکار غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کے حسب ذیل ارشادات کے مطابق تھا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے سارے اعمال کا تجربہ کیا غور وفکر کو روبکار لاکر ساری نیکیوں کی چھان بین کی تو نتیجہ کے طور پر یہ بات معلوم ہوتی کہ بھوکوں کو کھانا کھلانے اور اہل دنیا کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے سے بڑھ کر نہ کوئی نیکی ہے نہ عمل میرے پاس دنیا بھر کے خزانے ہوتے تو بس میں بھوکوں کو کھانا کھلاتا رہتا۔
(سیرت غوث اعظم ص ۱۵۶)

غرباء پروری ومساکین نوازی کا یہی جذبہ تھا کہ مریدین ومتوسلین میں جہاں جہاں آپ کا دورہ ہوتا وہاں آپ کا قیام عام طور پر غریب عقیدتمندوں کے مکان پر ہوتا۔ دعوت کہیں بھی ہوتی لیکن قیام وہیں فرماتے۔ اس کے ثبوت میں شہرت گڑھ، بھنان اماری، سکندر پور ضلع بستی اور منکا پور پکورہ پائر خاص، ضلع گونڈہ اور فیض آباد وغیرہ کی قیام گاہیں پیش کی جاسکتی ہیں سیٹھ محمد یوسف صاحب نانپاروی کا بیان ہے کہ جب ان مقامات پر آپ تشریف لے جاتے تو آپ کی آمد کی خبر سن کر اطراف وجوانب کے عقیدت مند پروانوں کی طرح زیارت کے لیے ٹوٹ پڑتے۔ حضرت کا معمول تھا کہ جو لوگ دوسرے مقامات سے آپ کے پاس ملاقات وزیارت کی غرض سے حاضر ہوتے ان کو مہمان بنا لیتے اور کھانے کے وقت باعزت طریقے سے ان کو کھانا کھلواتے۔ اسی لیے آپ اپنے میزبان کو بلا کر سمجھا دیتے، دیکھو تکلف نہ کرنا میں تمہاری حالت جانتا ہوں، اخراجات کے لیے مجھ سے بلا جھجک کہہ دینا۔

اس طریقے سے آپ باہر کے مہمانوں کے ساتھ ہی وہاں والے میزبانوں کے اہل

وعیال کو بھی کھلاتے اور خوش ہوتے اور جب اس مقام سے رخصت ہوتے تو اپنے عقیدت مند میز بانوں کو نذر میں اتنے روپئے عطا فرما دیا کرتے جو اس کے کئی مہینوں کی خانگی ضروریات کے لیے کافی حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے اکثر خدام کا بیان ہے کہ آپ نے اپنے صاحبزادے خلیفہ وجانشین حضرت شیخ طریقت مولانا شاہ صوفی محمد صدیق احمد قادری چشتی سابق سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف کو خصوصیت کے ساتھ اس کے متعلق نصیحت وہدایت فرمائی تھی جس کا مفہوم حسب ذیل ہے۔

دیکھو اس بات کو یاد رکھنا کہ تم کو خلافت مال و دولت جمع کرنے اور پُرعیش زندگی گزارنے کے لیے نہیں دی گئی ہے بلکہ ایک بہت بڑی ذمہ داری تمہارے سپرد کی گئی ہے مریدین کی دعوت کے بغیر ان کے یہاں نہ جانا میرے طرز عمل کے مطابق اگر ایک مالدار مرید تم کو نذرانہ پیش کرے تو وہ دوسرے غریب و نادار مریدوں کو دے دینا فقراء و درویشوں کی طرح جمع نہیں، منع نہیں کے نظریے کو ہمیشہ اپنا شعار بنائے رکھنا، کسی مرید اور عقیدت مند سے کبھی اپنی ذات کے لیے سوال نہ کرنا۔''

توکل علی اللہ:

اللہ عزوجل کے فضل وکرم پر بھرسہ کرنا۔ دنیا اور اہل دنیا سے بے نیاز رہنا سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظیم سنت ہے آپ بڑی سختی سے اس کے عامل رہے۔ باوجود اس کے کہ ظاہری طور پر آپ کا کوئی مستقل ذریعہ آمدنی نہیں تھا نہ پیری مریدی کا سلسلہ تھا کہ لوگوں سے نذرانے ملتے۔ اس وقت کے قیام میں سکندر پور والوں میں سے کسی شخص کے سامنے دست سوال پھیلایا نہ کوئی نذرانہ قبول کیا نہ کہیں دعوت میں تشریف لے گئے۔ اور لوگوں سے توکل کی ترغیب دیتے ہوئے فرماتے: اللہ عزوجل پر اعتماد وتوکل کر لو کبھی کسی کے محتاج نہ رہو گے۔

آپ نے اپنے اوپر اعتماد وتوکل لازم کر لیا تو توکل علی اللہ دور دراز کا سفر کرتے۔ دعوت وارشاد کا کارنامہ انجام دیتے۔ کبھی کسی سے زادراہ یا نذرانہ طلب نہیں فرماتے بلکہ

خود ہی اپنے جیب خاص سے علماء وغرباء پر بے انتہا خرچ فرماتے عالیجناب الحاج راحت حسین یار علوی مرحوم مغفور جنھیں کچھ مقامات پہ خدمت گذاری کا بھی شرف حاصل ہے بیان فرماتے تھے کہ جب آپ زیارت حرمین طیبین کے لیے تشریف لے گئے۔ تو آپ کے ہمراہ کئی حضرات تھے جن کی کفالت آپ ہی فرمارہے تھے۔ دوران سفر انتظام وانصرام کی ذمہ داری آپ کے برادر اکبر حضرت الحاج واجد علی عرف سادھو بابا علیہ الرحمہ نبھارہے تھے۔

عبادت خانہ:

حجن دادی مرحومہ (جو معمر اور بیوہ تھیں) کے چھپر کے مکان میں آپ کا عبادت خانہ چبوترہ نما تھا اسی پر آپ کا مصلی بچھا رہتا۔ باہر پھوس کا ایک چھوٹا سا بنگلہ تھا جس میں بسا اوقات آ کر تشریف رکھتے اور وہیں رات میں آرام فرماتے۔ نماز فجر ظہر اور عصر قیام گاہ سے متصل قریب ہی پچھم کی جانب ایک کھلے چبوترے پر ادا کرتے اور مغرب وعشاء کی نماز میں دوسرے پوروے کی جامع مسجد میں پڑھ کر واپس قیام گاہ پر آتے۔

زہد وتقویٰ:

حضور شعیب الاولیاء نمازوں کی سنتیں قیام گاہ ہی پر ادا کر کے نماز پنجگانہ باجماعت پابندی کے ساتھ مسجد میں ادا کرتے۔ نماز فجر کے بعد قیام گاہ پر تشریف لاتے اور اشراق و چاشت تلاوت کلام پاک اور حسب معمول اوراد ووظائف سے فارغ ہو کر ناشتہ کرتے اور اگر کچھ لوگ موجود ہوتے تو ان کی حاجتیں معلوم کرتے۔ مسائل شرعیہ اور بزرگان دین کی تعلیمات فرماتے اور حسب موقع ناصحانہ کلام کرتے۔ دو پہر کو کھانے کے بعد قیلولہ فرماتے اس کے بعد غسل وتبدیل لباس فرماتے نماز ظہر ادا کرتے اور وظائف میں مشغول رہتے۔

عصر کی نماز کے بعد حاضرین جماعت کے ساتھ ختم خواجگان پڑھتے۔ پھر دلائل الخیرات وغیرہ پڑھنے میں مغرب تک مصروف رہتے۔ نماز مغرب میں صلوٰۃ الاوابین پابندی سے پڑھتے عشاء کی نماز پڑھ کر کھانا تناول فرماتے اور کچھ دیر تک حاضرین

معتقدین وارباب محبت سے عام طور پر دینی و مذہبی گفتگو فرماتے۔

نماز جمعہ کا آپ عید کی طرح اہتمام فرماتے۔آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنے اور وعظ وتقریر سننے کے لیے آپ کی آمد کی خبر پا کر متصل گاؤں حیدرآباد (بستی سے) حاجی رجب گھراؤ بیگ شیخ محمد صدیق مولوی رحمت شیخ صبہ اصل محمد (شکاری) اور کھڑاؤں (گونڈہ) کے علی رضا خاں وغیرہ سکندر پور کی جامع مسجد میں ضرور آتے۔

اس کے علاوہ دوسرے وقتوں میں بھی یہ لوگ حضور شعیب الاولیاء کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔دوسرے پوروہ کے خاص عقیدت مندوں اور خدمت گزاروں میں وزیر چودھری سالار دین چودھری حافظ جان علی جگنو میاں اور حبیب (بشارت دفالی کے والد) زیادہ پیش پیش رہتے تھے۔وزیر چودھری بڑے بارعب اور وجیہ تھے۔ان کو حضور شعیب الاولیاء سے والہانہ عقیدت تھی۔سالار دین چودھری بھی حضرت کا حد درجہ قدر وعزت کرتے اور آپ کے خاص نیاز مندوں میں تھے۔حافظ جان علی مرحوم صوم و صلوۃ کی پابندی کے ساتھ درود شریف بکثرت پڑھا کرتے میلاد کی محفلوں میں بہت سے شریک ہوتے اور برابر درود شریف پڑھتے رہتے۔

محفل میلاد سے بے حد عشق تھا:

قطب الاقطاب حضرت شاہ عبد اللطیف علیہ الرحمہ (ستھن شریف) کی طرح حضور شعیب الاولیاء کو بھی محفل میلاد سے بے پناہ عشق اور لگاؤ تھا۔نمازِ جمعہ کے بعد آپ کی طرف سے محفل منعقد ہوتی۔سکندر پور کے زمانہ قیام میں آپ خود نہایت دل نشیں اور مؤثر لب ولہجہ میں میلاد شریف پڑھتے تھے۔اس بیان میں ضمناً آپ وعظ ونصیحت کی باتیں حسب ارشاد فرمایا کرتے تھے عام طور پر آپ کا یہ دستور رہا کہ گاؤں میں ایک ہفتہ کے اندر جو خلاف شرع ناخوشگوار واقعات رونما ہوتے ان کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے اس قدر عمدہ پیرایہ میں ہدایت فرماتے کہ بڑے بڑے سنگ دل وسرکش لوگ نادم وشرمسار ہو کر دل سے تائب ہو جاتے۔

بات جو دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت ِپرواز مگر رکھتی ہے

رمضان شریف کے مہینے میں جمعہ کے علاوہ شب جمعرات اور شب دوشنبہ میں بھی محفل میلاد ہوا کرتی اور شیرنی بھی تقسیم کی جاتی تھی یہ معمول براؤں شریف اور دوسرے مقامات سفر وحضر ہر موقع پر بدستور قائم رہا۔ البتہ آپ کے بجائے دوسرے علمائے کرام اور میلاد خواں حضرات میلاد شریف پڑھا کرتے تھے۔ حضور شعیب الاولیاء دوسرے پابندی سے میلاد پڑھنے والوں کو نذر بھی پیش کیا کرتے تھے اور خود اپنے ہاتھوں سے ان کے لباس وغیرہ میں عطر لگاتے۔ باقی حاضرین محفل کو دوسرا کوئی شخص عطر لگا دیا کرتا۔ جمعہ کے دن محفل میلاد میں کھڑے ہو کر صلوۃ وسلام پڑھنے کے بعد مدینہ منورہ کی جانب رخ کر کے ایک سو مرتبہ درود شریف صلی اللہ علی النبی الامی والہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃ و سلاماً علیک یارسول اللہ بے پناہ ذوق وشوق سے پڑھا کرتے۔ اس سے فارغ ہو کر آپ نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ رقت آمیز لہجہ میں عامتہ المسلمین کی دینی ودنیوی صلاح و فلاح کے لیے دعا کرتے۔ دعا میں یہ الفاظ ہمیشہ فرماتے خداوندا دنیا میں جہاں جہاں اسلام وکفر کا معاملہ ہوا اسلام ہی کو غلبہ عطا فرما۔ مدرسہ فیض الرسول کی غائبانہ مدد فرما۔ اس کے معاونین اور محبت کی نظر سے دیکھنے والوں کی ہر حلال وجائز تمنا پوری فرما اور ان کے ایمان وعمل اور کاروبار میں برکت عطا فرما۔ ارنی بجمالک وجمال رسولک بجمالک کے بعد یارسول اللہ کہتے۔ قیام میلاد میں درود وسلام پڑھتے وقت آپ کی آنکھیں نمناک ہو جاتیں اور آپ پر ایک خاص استغراقی کیفیت طاری رہتی۔ آں مبارک چشم کہ گریان اوست دے ہمایوں دل کہ آن پریاں اوست اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اپنے انداز میں یوں رقمطراز ہیں ۔

دل وہ دل ہے جو تری یاد سے معمور رہا
سر وہ سر ہے جو ترے قدموں پہ قربان گیا

روزہ پرمداومت:

رمضان کے فرض روزہ کے علاوہ آپ ہر اسلامی مہینہ کی 13، 14، 15 تاریخوں میں ایام بیض کے عید بعد شوال کے چھ روزے محرم الحرام کے ۹ / ۱۰ / تاریخوں میں شب برات میں دو روزے اور رجب کی آخری تاریخوں میں شب معراج کے روزے رکھا کرتے تھے۔

حضرت شعیب الاولیاء مرشد برحق:

مورخ اسلام علامہ ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی مدظلہ العالی، شیخ الحدیث جامعہ شمس العلوم گھوسی اپنے مضمون میں لکھتے ہیں کہ ہندوستان:۔ مسلمانوں کے لیے برصغیر ہند کے دروازے تو مسلم فاتحین نے کھولے مگر اس سرزمین پر اسلامی دور کا آغاز مشائخ طریقت کے ورود سے ہوا، مرشدین برحق کے قافلے عرب وعجم سے سرفلک پہاڑوں پُر پیچ وادیوں اور پُرخطر صحراؤں کو عبور کر کے جنگ وچمن کے سبزہ زاروں میں داخل ہوئے اور ظلمت وکفر کے گہوارے میں شمع ہدایت کی تجلیاں پھیلائیں، مسلم سلاطین و اُمرا اپنی حکومت کے استحکام برسر پیکار رہے، لیکن صاحب سجادہ بزرگوں اور دلق پوش درویشوں نے عوام کے درمیان رہ کر دعوت الی الخیر کا کام کیا اور ایمان واسلام کی سیاسی بساط بچھائی، سیاسی غلطیوں نے مسلم سلاطین وامرا کی حکومتوں کو خاتمہ کر دیا۔ مگر روحانی فرمان رواؤں کے عظمت واقدار کے سکے چل رہے ہیں۔ جن کے پرخلوص جدوجہد سے آج بھی ہندوستان کے چپہ چپہ میں اسلام کی شمع ہدایت روشن ہوئی اور انھیں کی مساعی جمیلہ سے یہاں کے گوشے گوشے میں سلاسل تصوف کی مختلف شاخیں برگ وبار لائیں اور اسی زرخیز زمین میں تصوف کے مستقل چمن آباد ہوئے۔ بعد کی صدیوں میں ہندوستان کے اندر بیعت وارشاد کے سلسلے تو قائم رہے لیکن تاثیر واصلاح مفقود ہوگئی، خانقاہ نشین ارباب طریقت کو اصلاح کیا کرتے تھے، وہ خود اصلاح وتقوی سے تہی دست تھے چنانچہ ایسے ہی پیشہ ور پیروں کے بارے میں حضور حضرت شعیب الاولیا علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے تھے: جو پیری مریدی کرنے

والے اپنے مریدین کو ہی ذریعہ معاش بنا لیتے ہیں ان سے اور کسی کو کیا فیض مل سکتا ہے، وہ تو خود اپنی جگہ پر دوسروں کے محتاج ہیں۔ (تذکرۂ شعیب الاولیا، ص 62)

ان نازک حالات میں ایسے مشائخ کی ضرورت تھی، جو دین وشریعت کی بنیاد پر طریقت کا روحانی قصر تعمیر کریں اور عوام کی اصلاح باطن کا فرض انجام دینے کے ساتھ ساتھ تصوف کی ان صالح قدروں کا احیا کریں، جنھیں ہوا پرست مشائخ نے مٹا دیا تھا۔ وہ عظمت مآب مشائخ وصوفیا جنھوں نے خالص اسلامی تصوف کے ذریعہ لوگوں کی رہنمائی اور تربیت نفس وتزکیہ باطن کا مہتم بالشان فریضہ انجام دیا۔ ان میں سراج الاصفیاء حضور شعیب الاولیا حضرت سیدنا شاہ محمد یار علی صاحب علیہ الرحمہ کی مقتدر ومقدس ہستی بھی ہے۔ آپ نے اپنے بیعت وارشاد کا سلسلہ جلبِ منفعت یا ذاتی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے اختیار نہیں کیا، بلکہ وہ اس منصب کی اہلیت رکھنے کے باوجود بھی اپنی طرف مائل ہونے والے لوگوں کو مرید نہ کرتے اور دوسرے مشائخ کی نشاندہی فرماتے، لیکن علما ومشائخ کے اصرار پر جب آپ نے مسند بیعت وارشاد کو زینت بخشی، تو آپ کے فیوض روحانی سے فکر وعمل کا ایک صالح انقلاب پیدا ہوا۔

تبلیغ وارشاد:

ایک مصلح اور مبلغ دین کا مقصد صرف کسی حقیقت کو ظاہر کر دینا ہی نہیں، بلکہ اس کے اظہار کے لیے پرکشش اسلوب بھی ضروری ہے، تاکہ جو لوگ قبول حق کی صلاحیت رکھتے ہیں، اسے بلا تامل قبول کر لیں اور اس مقصد کا لازمی تقاضا یہ ہے، کہ دعوت کی زبان موثر اور داعی کا طرز کلام فطری اور دل نشیں ہو، لیکن یہ صفت مصنوعی نہ ہو، کیونکہ صنعت گری ملمع سازی بظاہر کتنی ہی دلکش ہو اس کا اثر دیرپا نہیں ہوتا، اسی لیے حق کی دعوت دینے والے ان نمائشی صناعیوں سے اپنے بیان کو آلودہ نہیں کرتے۔ تبلیغ وارشاد کے کام کے لیے دقیق علمی وفنی طرز کلام موزوں نہیں، مختلف طبیعت ومزاج رکھنے والے لوگوں کے سامنے وہ جس حقیقت کا اظہار کرے اس کا کوئی پہلو گنجلک نہ ہو اور اس کا اسلوب بیان ایسا دلکش و دل

آویز ہو کہ دل کی گہرائی میں اتر جائے، اجمال وابہام یا غیر ضروری طوالت، استعارات و تشبیہات کی کثرت اور عقل آزما تلمیحات کی زیادتی تثقیل وغیر مانوس الفاظ کی بھر مار سے پرہیز کرے، اس کے کلام میں نرمی و دل سوزی ہو اور لفظ لفظ سے امرت ٹپکتا ہو۔ چنانچہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی فرماتے ہیں: شیخ کو چاہیے کہ وہ مریدوں کے ساتھ ایسا مختصر اور محبت بھرا کلام کرے، جیسا ایک شفیق باپ اپنے بیٹے کے ساتھ کرتا ہے، جو اس کے دین و دنیا کی فلاح و بہود کے لیے ہوتی ہے۔(عوارف المعارف ص573)

حضرت شعیب الاولیا کی تبلیغ و اشاعتِ حق کا انداز، موعظت و نصیحت کا پیرایہ، ترغیب و ترہیب کا طرز اسی اسلوب دعوت کا آئینہ دار تھا، آپ سادہ، عام فہم زبان میں کلام فرماتے، لہجے کی نرمی دل کو مسخر کر لیتی اور گم گشتہ راہ کسی ضد کے بغیر اپنی اصلاح کے لیے آمادہ ہو جاتا۔ آپ اپنے کلام کو ہر اس چیز سے پاک رکھتے جو مخاطب کے اندر ضد اور مخالفت کا جذبہ پیدا کرے، وہ اپنی برتری یا مخاطب کی غلطیوں پر بانداز استخفاف تنقید نہیں کرتے، بلکہ نرمی و ہمدردی سے نصیحت فرماتے، یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے واعظین شعلہ بار خطبا کی علمی نکات سے بھری ہوئی تقریریں سامعین پر وہ اثر نہ دکھا سکیں، جو حضرت شعیب الاولیا کے مختصر، بے تکلف جملے اپنا کام کر گئے۔ ذیل میں ہم کچھ ایسی ہی تربیتی نصیحتیں پیش کریں گے، جو باطنی اصلاح کے لیے آب حیات کا اثر رکھتی ہیں۔

(1) حضرت کے ایک ارادت مند براؤں شریف آئے، دوران قیام نماز با جماعت اور دیگر اذکار و عبادات کے پابند رہے، جبکہ اپنے وطن میں ان کی نماز بھی فوت ہو جایا کرتیں، براؤں شریف کے اثنائے قیام ایک بار حضرت شعیب الاولیا نے ان سے فرمایا: جس طرح احاطہ پاک میں پابند شرع بن کے رہتے ہو ایسے ہی اپنے وطن میں رہو، اس مختصر پر تاثیر جملے نے شخص مذکور کو نماز واذکار کا اس درجہ پابند بنا دیا، کہ وہ عمر بھر نماز با جماعت کی ادائیگی سے بے پرواہ نہ ہوئے، سفر میں ہوں یا حضر میں نماز کبھی قضا نہیں ہوئی۔(ماہنامہ فیض الرسول جون جولائی 94/ص6)

(2) حضرت شیخ العلما کا بیان ہے، کہ ایک بار احاطۂ فیض الرسول میں کوئی ضرورت مند آیا اور اس نے مجھ سے اپنے لیے تعویذ لیا اور پانچ روپیہ بطور نذرانہ دے کر چلا گیا۔ اس واقعہ کی خبر کسی کو بھی نہ تھی مگر جب میں ظہر کی نماز کے لیے مسجد میں پہنچا، تو حضرت شعیب الاولیا نے مجھ سے فرمایا: شیخ العلما صاحب! ہم نے آج تک کسی کو تعویذ دے کر نذرانہ نہیں لیا، ہمارا خیال ہے کہ اس طرح نذرانہ لینے میں معاوضہ اور اجرت کی بو آرہی ہے۔ ایسی عادت سے نفس حریص ہو جائے گا، زبان سے معاوضہ طلب نہیں کرے گا، تو بھی دل میں معاوضہ لینے کی خواہش پیدا ہو جائے گی، پھر یہ خدمت خالصاً لوجہ اللہ نہ ہوگی۔ (ایضا)

یہ بیان اس دین پرور شیخ طریقت کا تھا، جس نے دنیا کو ترک کر دیا تھا۔ جس کا دامن حرص وطمع کے داغوں سے پاک تھا اور جس کا مطمح نظر یہ تھا۔ مرید اپنے پیر کا معنوی بیٹا ہوا کرتا ہے، اس لیے مرید کے پاس ہو تو پیر کھائے اور پیر کے پاس ہو تو مرید کھائے۔

(تذکرہ شعیب الاولیا ص:63)

یہ محض بیان نہیں تھا، بلکہ آپ کی زندگی اس کی عملی تعبیر بھی تھی، نذرانے اور فتوحات کی بھی حرص نہ کی اور جو کچھ آیا، اسے جمع نہیں کیا بلکہ اپنے اس قول پر عمل پیرا رہے بندہ کو ایک بندہ دے تو اسے دوسرے حاجت مندوں پر تقسیم کر دیا جائے۔ حضور شعیب الاولیا نے دعوت الی الخیر اور نہی عن المنکر کو اپنی زندگی کا فرض عین قرار دیا تھا وہ جہاں جاتے یہ مقصد ان کے ساتھ جاتا اور ان کی زندگی کے ہر عمل میں اس کی شرکت لازمی تھی سفر میں ہوں یا حضر میں، امن کا دور ہو یا اضطراب وانتشار کا زمانہ ان کی زندگی کا ہر لمحہ اور عمل کا ہر رخ یہ جذبہ خیر لیے رہتا، ان کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، غرض ہر کام اپنے اندر دعوت الی اللہ کا معنوی مقصد پوشیدہ رکھتا تھا، جس سے بیعت وارشاد کا روحانی نظام عبارت ہے۔

دیدہ و دل کے اندھیروں میں اُجالا کر دیا
اٹھ گئی جس پر نظر اللہ والا کر دیا

اصلاح واعتقاد:

حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے جس دور میں مسند بیعت وارشاد کو زینت بخشی، وہ تحریک وہابیت کے نشو ونما کا دور تھا، سادہ لوح مسلمانوں کو دام تزویر میں پھنسا کر ایمان واعتقاد تباہ وبرباد کرنے کا شغل عام ہو چکا تھا، ایسے پر آشوب ماحول میں آپ نے لوگوں کو گمراہی سے بچانے، مسلک اہلسنت وجماعت پر قائم رہنے کی جو ہدایت فرمائی اور فرقہ باطلہ کے خلاف جو صف آرائی کی، وہ بجائے خود نہایت اہم کارنامہ ہے، عقیدے کی صحت آپ کے اصلاحی مشن کی اولین بنیاد تھی۔ جب کسی کو خلافت سے نوازتے تو آپ ارشاد فرماتے۔۔ حتی کہ اپنے شہزادے حضور مظہر شعیب الاولیاء محمد صدیق احمد علوی قادری چشتی علیہ الرحمہ کو ان الفاظ کے ساتھ اور تاکید کرتے ہوئے خلافت عطا کی، آن عزیز کو سلسلہ عالیہ قادریہ، چشتیہ محبوبیہ لطیفیہ کی اجازت وخلافت دیتا ہے، کہ جو مرد یا عورت ان کے پاس توبہ وبیعت کے لیے حاضر ہوں، ان سے توبہ لے کر ان مبارک سلسلوں میں داخل کریں اور مسلک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ کے مطابق اسلام وسنیت کا متبع بنائیں اور پرانے مذہب اہلسنت جس کی تجدید واحیا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے اپنی تحریرات مبارکہ تصانیف مقدسہ میں کی ہے خود مضبوطی سے قائم رہیں اور سنّی مسلمانوں کو عموماً اور اپنے متوسلین ومعتقدین کو خصوصاً اس پر قائم رہنے کی تاکید شدید رکھیں۔

(بحوالہ ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف ص:10، شمارہ اگست 89)

یہی وجہ ہے، کہ حضرت شعیب الاولیا اور آپ کے خلفاء کرام کے مریدین ومتوسلین اور ان سے ارادت وعقیدت رکھنے والے مسلمان ایمان واعتقاد کے لحاظ سے منہاج سنت پر گامزن ہوتے ہیں۔

آپ کی چند اہم خصوصیات:

اخلاقِ عالیہ:

حضور شعیب الاولیاء حسن اخلاق اور بلند کردار کے سراپا و پیکر تھے، اور ارشاد

خداوندی: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (پارہ ۲۱) یعنی بے شک تمھیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے کی روشنی میں زندگی گزارنے کی پوری پوری کوشش کرتے تھے۔ تَخَلَّقُوا بِأَخْلَاقِ اللهِ کی حدیث شریف پر عمل پیرا ہوکر اپنی شخصیت کو اخلاق حسنہ کے سانچے میں ڈھال لیا تھا، جس کی وجہ سے ایک مرد مومن کی وہ تمام اخلاقی خوبیاں آپ کی ایک ایک ادا سے نمایاں تھیں، جو اس کو دیگر انسانوں سے ممتاز کرتی ہیں۔ شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال نے ان خصوصیات کو اپنے کلام میں اس طرح بیان کیا ہے۔

ہر آن ہے مومن کی نئی آن نئی شان
کردار میں گفتار میں اللہ کی بربان
ستاری غفاری و قہاری و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان
جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہے وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

حضور شعیب الاولیا انہیں بہترین صفات سے متصف تھے، اور یہ خوبیاں آپ کی ذات میں فطری طور پر پائی جاتی تھیں اس کے اظہار میں کوئی تصنع نہیں تھا، یہی سبب ہے کہ آپ کا انداز گفتگو وطرز تخاطب نہایت نرم، شیریں، دل نشیں اور مؤثر ہوتا تھا، جو ایک بار آپ سے ملاقات کرلیتا، وہ بار بار آپ کی زیارت اور شرف ہم کلامی کی آرزو رکھتا، ایسے لوگوں کی تعداد کچھ کم نہ تھی، جو شخص آپ کا فیضان صحبت حاصل کرنے کے لیے گھر بار چھوڑ کر برسہا برس تک آپ کی خدمت میں لگے رہے ہیں، کبھی بھی کسی خاص موقع پر چند روز کے واسطے اپنے اہل وعیال میں جاتے اور جلد ہی پھر آپ کے پاس حاضر ہو جاتے، حضرت ان اہل عقیدت وار باب محبت کا بہت خیال رکھتے اور ان سے ایسا بہتر سلوک فرماتے، جیسے کہ وہ آپ کے گھر والے ہوں۔ ان خادموں کو حضرت کی طرف سے بھی غربت واجنبیت محسوس نہ ہوتی تھی۔ بڑے بڑے سرکش وسنگ دل انسان آپ کی دل

میں اتر جانے والی پند و نصیحت کی باتیں سن کر اس قدر متاثر ہوتے کہ ان کی زندگی میں ایک انقلاب پیدا ہو گیا اور وہ نیک و صالح اور خوش اخلاق مسلمان بن گئے۔

قلت کلام اور خاموشی:

حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جب نشست ہوتی تو لوگ کافی دیر تک آپس میں گفتگو کرتے رہتے مگر حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت کم بولتے اور قلت کلام اور خاموشی کو پسند فرماتے آپ کی محبت میں سختی، تند مزاجی اور دل آزاری کی بوتک نہ پائی جاتی تھی، جب بھی وہ اپنے مخاطب سے ہم کلام ہوتے تو انداز گفتگو میں شائستگی و سنجیدگی ہوتی اور چہرے پر مسکراہٹ کے پھول کھلے رہتے۔ بد اخلاق و سخت مزاج انسان کو آپ پسند نہ فرماتے۔ دوران گفتگو زبان سے ایسے جچے تلے جملے نکالتے کہ اسے دوبارہ کہنے کی ضرورت نہ ہوتی، امیر و غریب اور اپنے پرائے سب کے ساتھ آپ کا یہی برتاؤ ہوتا۔ کلام ٹھہر ٹھہر کر فرماتے، جس سے مخاطب کو دوبارہ فرمانے کے لیے نہیں کہنا پڑتا اور وہ آپ کے ایک ایک لفظ کو سن کر آپ کا مافی الضمیر اچھی طرح سمجھ لیتا۔ وعظ و تقریر میں بھی آپ کا یہی انداز ہوتا، اسی خوبی کی وجہ سے سامعین و حاضرین کے دلوں پر گہرا اثر پڑتا اور عموماً لوگ آپ کے ارشادات پر عمل کرنے کا دل سے عہد کر لیتے، جو شخص بھی آپ کی گفتگو یا تقریر ایک بار سن لیتا، وہ ہمیشہ کے لیے آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔

نگہ بلند سخن دل نواز جاں پرسوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لیے

[ماخوذ تذکرہ شعیب الاولیاء ص 82 تا 84]

خواتین کو مرید کرتے وقت پردہ کرواتے:

حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب خواتین کو مرید فرماتے تو بیچ میں پردہ کروا دیتے پھر مرید کرتے تھے۔ حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب چلتے

تو نگاہیں نیچی کیے ہوئے چلتے تھے جیسا کہ ہمارے اسلاف کرام کا وطیرہ اور طریقہ تھا۔

نمازوں کا اہتمام:

عابد وزاہد، ایسے کہ تقریباً اڑتالیس سال تک حالاتِ سفر وحضر وصحت ومرض میں پانچوں اوقات نمازِ باجماعت کی کبھی تکبیرِ اولیٰ بھی نہیں چھوٹی۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ (ماخوذ وملخص، فتاویٰ فیض الرسول، ج1، ص،3)

نماز ایسی اہم واعظم عبادت ہے جس کی برکت سے سنی صحیح العقیدہ مسلمان کی بہت ساری مشکلیں حل ہوجاتی ہیں اور جو لوگ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں ان کے بارے میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: والذین ھم علیٰ صلاتھم یحافظون اُولئك ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس ھم فیھا خٰلدون۔ (پارہ 18 / سورۂ مؤمنون) یعنی: اور جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ! حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باجماعت نماز کی فضیلت ارشاد فرماتے ہوئے فرماتے ہیں: عن انس بن مالك قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَلّٰی للہ اربعین یوما فی جماعۃ یدرك التکبیرۃ الاولیٰ کتبت له براءتان براءۃ من النار و براءۃ من النفاق۔ (ترمذی شریف، ابواب الصلاۃ باب من جاء فی فضل التکبیرۃ الاولی، حدیث نمبر 241 / ج1) ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو شخص اللہ عزوجل کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کے لیے چالیس دن باجماعت نماز پڑھے اور تکبیرِ اولیٰ پائے اس کے لیے دو آزادیاں لکھ دی جائیں گی ایک نار سے دوسری نفاق سے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ

اور عشاء کی نماز باجماعت پڑھنے والوں کے متعلق فرماتے ہیں: صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ عن عمر ابن الخطاب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَنّہ کان یقول من صلّی فی مسجد جماعۃ اربعین لیلۃ لاتفوته الرکعة

الاولیٰ من صلاۃ العشاء کتب اللہ لہ بھا عتقا من النار -(ابن ماجہ،ابواب المساجد، باب صلاۃ العشاء والفجر فی جماعتہ، حدیث نمبر 798) ترجمہ: حضرت فاروقِ اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چالیس راتیں مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھے کہ عشاء کی تکبیر اولیٰ فوت نہ تو اللہ تعالیٰ عزوجل اس کے لیے دوزخ سے آزادی لکھ دے گا- حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جب بھی میر پور اور بیراگی گاؤں میں آمد ہوئی آپ ہمیشہ فرض نمازوں کو مسجد ہی ادا کرتے نظر آئے اور دوسروں کو بھی اس کی تاکید کرتے کہ مسجد میں نماز ادا کرنا سنت موکدہ ہے جیسا کہ بیراگی گاؤں اور میر پور کے کثیر لوگ اس بات کے گواہ ہیں۔

حضور شعیب الاولیاء کا عشق رسول:

عاشقِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ایسے کہ سلام وکلام، اُٹھنا بیٹھا، کھانا پینا، سونا جاگنا، اوڑھنا بچھونا، چلنا پھرنا، سفر وحضر، صحت ومرض، دوستی ودشمنی، خوشی وغمی، بول چال، گفت وشنید، کلام وسکوت، خلوت وجلوت، عبادت وریاضت، تلاوت ووظائف، ذکر واذکار، صلوٰۃ وسلام، ذکر ودرود، میلاد وفاتحہ، غرض کہ زندگی کا ہر لمحہ عشقِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں گزرتا تھا- اور روزِ جمعہ، بعد نمازِ جمعہ، کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے بعد مدینہ منورہ کی طرف رخ کرکے ایک سو بار درود شریف "صلی اللہ علی النبی الامی وآلہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ وسلاما علیك یارسول اللہ" انتہائی شوق وذوق کے ساتھ پڑھا کرتے اس سے فارغ ہو کر نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کی فتح وکامرانی اور صلاح وفلاح کے لیے دعا کرتے تھے۔

محبوب العلماء والاولیاء:

حضور شعیب الاولیاء محبوب العلماء اور مقبول المشائخ ایسے کہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت، ہم شبیہ غوث اعظم، پندرہویں صدی کے مجدد، حضور مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں

بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ان کلمات والقابات کے ساتھ یاد فرمائیں کہ: ''محبّ سنت مخلص، مبلغ مذہب اہلِ سنت مسلک امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ جناب شاہ محمد یار علی صاحب۔'' (فتاویٰ فیض الرسول، ج2/ص17)

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے ایک عظیم عالم دین شہزادۂ استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ آبروئے اہلسنت حضرت علامہ حسنین رضا خان صاحب کا تاثر بھی پڑھ لیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت علیہ الرحمہ کے دل میں حضور شعیب الاولیاء اور دارالعلوم فیض الرسول کی کتنی چاہت تھی۔ اب حضرت کا تاثر حضرت کے الفاظ میں ہی پیش کررہا ہوں تحریر فرماتے ہیں:

''میں دارالعلوم فیض الرسول میں حاضر آیا یہاں تعلیم وتربیت کی بہترین مثالیں دیکھیں مجھے انتہائی مسرت کے ساتھ بڑی حیرت ہے کہ یہ نوخیز دارالعلوم اوراس میں ایسی تعلیم وتربیت جو پرانی درسگاہوں میں بھی نہ ملے گی یہ حضور شاہ صاحب کے خلوص کا اثر ہے۔ ان شاءاللہ یہ دارالعلوم بہت جلد آسمان شہرت پر آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکے گا تاثر گرامی کے ایک ایک سطر سے دارالعلوم اور بانئ دارالعلوم اور اساتذۂ دارالعلوم کی عظمت ورفعت کا اظہار ہورہا ہے۔''

اب آیئے نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادۂ مفسر اعظم ہند حضرت علامہ ریحان رضا خان صاحب کے دل کی آواز بھی سنتے چلیں۔ ریحان ملت تحریر فرماتے ہیں: ''دارالعلوم فیض الرسول کے متعلق جو کچھ سن رکھا تھا یہاں آکر ویسا ہی پایا۔ حضرت شعیب الاولیاء شاہ محمد یار علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو رب العالمین اپنی بے پایاں رحمتوں سے نوازے کہ انہوں نے اس کوردہ علاقے میں مسلک اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تبلیغ واشاعت کا یہ عظیم قلعہ تعمیر فرمایا۔ براؤں شریف سے بریلی شریف کا ربط محض اتحاد مسلک اور حضرت شاہ صاحب کی سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے والہانہ محبت کی بنا پر ہی نہیں بلکہ اس لیے بھی ہے کہ دارالعلوم فیض الرسول میں وہ حضرات تدریسی خدمات انجام دیتے رہے ہیں جو یادگار اعلیٰ

حضرت منظر اسلام کی علمی گود میں پروان چڑھے۔‘‘

ریحان ملت علیہ الرحمہ کا یہ صداقت وحقانیت سے لبریز تاثر حضور شعیب الاولیاء سے قلبی لگاؤ اور دارالعلوم فیض الرسول کو مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب ماننے کا بین ثبوت ہے۔اور آگے بڑھ کر جائزہ لیں، اعلیٰ حضرت کے مرشد گرامی کے خانوادہ کے عظیم مبلغ اور سنی جمعیۃ العلماء کے صدر اور اپنے اسلاف کے علم وفضل کے سچے وارث سید العلماء عمدۃ الخطباء حضرت علامہ سید آل رسول مصطفیٰ صاحب برکاتی کی والہانہ محبت کا جو حضور شعیب الاولیاء سے کرتے تھے۔اس کا اظہار اپنے الفاظ میں اس طرح کرتے ہیں: ’’میں نے دارالعلوم کے مقدس فضا سے دو روز حاضر رہ کر جو تاثرات قبول کیے زبان وقلم ان کے بیان سے قاصر ہے۔حقیقی معنیٰ میں یہ دارالعلوم گہوارۂ شریعت وطریقت ہے۔ایک ایسا تربیت خانہ ہے جہاں نہ صرف اعلیٰ درجے کی تعلیم علوم دینی ہوتی ہے بلکہ طلبہ کی روحوں کو مزکیٰ اور مصفیٰ بھی کیا جاتا ہے۔یہ سب فیض ہے ایک مرد حق آگاہ طریقت ونگاہ پیر روشن ضمیر حضرت شیخ المشائخ حضرت شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کے انفاس طیبہ کا، حضور سید العلماء کو مسلک پر قائم رہنے کے اعتبار سے کس قدر اعتماد تھا حضور شعیب الاولیاء پر یہ آپ کی تحریر سے ظاہر ہے، ساتھ ہی ساتھ حضور شعیب الاولیاء کا روحانی مقام بھی حضور سید العلماء کے نزدیک بہت بلند تھا۔

اور ایک سال حضور صدر الشریعہ کے تلمیذ ارشد بانی الجامعۃ الاشرفیہ استاذ الاساتذہ حضور حافظ ملت محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ مرکز علم وادب دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف میں طلبہ کا امتحان لینے تشریف لائے، امتحان لینے کے بعد حضور حافظ ملت نے اپنا تاثر جو پیش کیا ہے انہیں کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں’’دارالعلوم فیض الرسول کا نتیجہ میرے نزدیک اطمینان بخش ہے، طلبہ میں علمی استعداد کے ساتھ ساتھ دین داری، سلامت روی بھی میں نے پائی یہ آستانۂ فیض الرسول کا فیض اور حضرت عظیم البرکت مخدوم معظم مولانا شاہ محمد یار علی قبلہ مدظلہم کا خاص فیض ہے‘‘حضور حافظ ملت جیسا عالم ربانی اور متقی وپرہیزگار

رہنما حضور شعیب الاولیاء کو مولانا کہہ رہے ہیں اور لکھ بھی رہے ہیں، بیشک میرے ممدوح قطب زمانہ حضور شعیب الاولیاء صرف مولانا ہی نہیں بلکہ عالم ربانی عامل شریعت و ناشر مسلک اعلیٰ حضرت تھے۔

اور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت حضرت علامہ ومولانا حافظ وقاری ومفتی محمد حشمت علی خان صاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھنوی ثم پیلی بھیتی یوپی اتر پردیش انڈیا، اِن الفاظ میں یاد فرمائیں کہ: ''مخدومی ومحترمی حامیِ اسلام وسنیت، ہادی شریعت، مرشد طریقت، گلِ گلزارِ قادریت، شمعِ بزمِ چشتیت، گلبنِ چمنستانِ لطیفیت، مولانا شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ ادامہ المولیٰ تعالیٰ بالفیوض والمواہب۔''

(تذکرۂ شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ، ص،82)

اور خطیبِ مشرق حضرت علامہ ومولانا محمد مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمۃ والرضوان، اپنا تائثر یوں پیش فرماتے ہیں کہ:

''حضور شعیب الاولیاء عارف حق حضرت مولانا صوفی شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان اس صدی کے ان بزرگوں میں سے تھے جن کی ولایت و بزرگی کو اکثر علماء ومشائخ اور بیشمار عوام وخواص نے تسلیم کیا ہے مجھے بھی اس کا شرف حاصل ہے کہ میں نے صرف ان کا زمانہ ہی نہیں پایا بلکہ متعدد بار ان کی زیارت سے مشرف ہوا، نانپارہ بہرائچ کے ایک تاریخی اجلاس میں جو حضرت کے زیر صدارت تھا اور اس میں مناظر اہلسنت شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت مولانا حشمت علی خان صاحب علیہ الرحمہ بھی شریک تھے رئیس نانپارہ جناب حاجی ضیاء اللہ مرحوم کا دولت کدہ ہم سب کی قیام گاہ تھا اس سفر میں حضرت کو میں نے بہت قریب سے دیکھا اور ان کے اخلاق ومحاسن خوردنوازی سے بہت متاثر ہوا وہ ایک متصلب سنی صحیح العقیدہ مرد درویش ہی نہ تھے بلکہ امام احمد رضا قدس سرہ سے والہانہ عشق وعقیدت بھی رکھتے تھے۔ یہی وہ قدر مشترک تھا جس نے شیر بیشۂ اہلسنت اور حضرت شیخ المشائخ کو ایک دوسرے سے قریب کر دیا تھا۔ اور حضور شعیب

الاولیاء علیہ الرحمہ بہت ہی منکسر المزاج اور عابد شب زندہ دار درویش تھے یہ روایت حد تواتر کو پہنچ گئی ہے کہ کم از کم چالیس برس تک مسلسل آپ کی تکبیرِ اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ وہ اپنے معمولات اور اوراد و وظائف کے بہت پابند تھے۔ حضرت علم دوست ہی نہیں بلکہ علماء نواز اور طلباء پر انتہائی شفیق و مہربان تھے وہ اپنی رفتار گفتار اور اخلاق و کردار میں اسلاف اور بزرگوں کی زندہ یادگار تھے۔ (تذکرہ شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ، ص 87)

نوٹ...... اور بھی بہت سارے اکابرین علماء اہل سنت نے حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے متعلق اپنے اپنے تاثرات اور کلماتِ تحسین والقابات پیش فرمائے ہیں۔

(4) شعیب الاولیاء و شیخ المشائخ حضرت علامہ صوفی شاہ محمد یار علی قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی دین وسنیت کی خدمات ونشر واشاعات میں بے مثال گزریں آپ نے اپنے اسلاف کرام ومشائخ عظام کے طرز عمل وطریقۂ کار کو اختیار کرتے ہوئے براؤں شریف ضلع بستی یو پی اتر پردیش کی ایک غیر معروف اور اسلام وسنیت وتہذیب و تمدن سے دور چھوٹی سی آبادی میں خانقاہ یار علویہ اور عظیم درسگاہ دار العلوم اہل سنت فیض الرسول قائم کر کے دین وشریعت اور اسلامی تعلیم وتہذیب سے نا آشنا اور اللہ عزوجل کی عبادت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت سے غافل لوگوں میں زندگی وبیداری کی ایک ایسی روح پھونک دی کہ ویران گلستاں میں شریعت وطریقت وعلم وعمل ومعرفت کے نور جھما جھم برسنے لگے اور گوشہ گوشہ میں حیات آفریں بہاروں کے ترانے گونج اٹھے۔ دار العلوم اہل سنت فیض الرسول یہ عظیم الشان ادارہ دینی وتعلیمی اعتبار سے نہایت ہی مضبوط ومستحکم قلعہ کی حیثیت سے پھل پھول رہا ہے یہاں سے ہر سال زبان وقلم کے ماہرین اور دین وملت کے سپاہی علماء اسلامی تعلیم وتربیت سے مسلح ہو کر نکلتے اور مسلک اہل سنت (المعروف) مسلک اعلیٰ حضرت کی تبلیغ کر کے روشنی بکھیرتے ہیں۔

علم دین کا شوق اور علماء کا ادب واحترام:

سرکار شعیب الاولیاء کو علم دین کا بے پناہ شوق تھا اور اسی تعلق سے علماء دین کا بے

انتہا ادب واحترام فرمایا کرتے۔ ان کو دیکھتے ہی تعظیم وتکریم کے لیے کھڑے ہوجاتے اور ان کو اپنے پاس ہی ممتاز ونمایاں جگہ عطا فرماتے۔ حضور شعیب الاولیاء کو کسی دارالعلوم یا مدرسہ میں باقاعدہ علم دین حاصل کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اس احساس کے تحت آپ اکثر حسرت ویاس میں ڈوبے ہوئے انداز میں فرماتے۔ بچپن کے زمانے ہی سے مجھے علم دین پڑھنے کا شوق تھا لیکن افسوس میری یہ تمنا پوری نہ ہوسکی، علاقہ میں دور دور تک علم دین اور علمائے اہلسنت کا نام ونشان نظر نہ آتا تھا اور لوگ ان کی زیارت کو ترستے تھے جب کبھی اتفاق سے مولانا عالم تشریف لاتے تو میں ان کے پاس پہنچنے کے لیے کوئی نہ کوئی صورت ضرور نکال لیتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے حضور شعیب الاولیاء کی یہ دلی حسرت وآرزو دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول کی شکل میں پوری فرمادی ہے یہ ادارہ اپنی جگہ پر ایک دینی قلعہ کی حیثیت رکھتا ہے جہاں سے ہر سال زبان وقلم کے مجاہد اور دین کے سپاہی علماء تربیت وتعلیم سے مسلح ہو کر نکلتے ہیں۔ آپ کو اپنے اس ادارے سے اس قدر محبت تھی کہ براؤں شریف اور مختلف مقامات کے دوروں میں اپنے مریدین ومعتقدین سے ارشاد فرمایا کرتے کہ "تم لوگ اگر میری خوشی ورضا مندی کے طلبگار ہو اور میری دعائیں چاہتے ہو تو دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول کو محبت کی نگاہ سے دیکھا کرو اور اس کی ہر ممکن خدمت کرتے رہو آپ کے اس ناصحانہ کلام پر کاربند ہوتے ہوئے دارالعلوم کی خدمت واعانت کا سلسلہ شروع کیا وہ تھوڑے ہی عرصہ میں دیکھتے ہی دیکھتے ہیں کیا سے کیا ہوگیا۔

مساوات وانصاف:

پپرہوا ضلع بہرائچ شریف (شراوستی) کے باشندے جناب محمد غلام یسین نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ ضلع بہرائچ کے مواضعات پپرہوا وغیرہ کے تبلیغی دورے پر تشریف لا رہے تھے۔ راستے میں نماز مغرب کا وقت ہوگیا، آپ نے فرمایا کہ مغرب کی نماز کہاں پڑھی جائے؟ خادموں نے عرض کیا کہ حضور

مناسب و بہتر سمجھیں تو قریب ہی موضع دیورنیا واقع ہے، وہاں مسجد بھی ہے۔ حضرت نے دیورنیا کی مسجد میں حسب معمول نماز وغیرہ پڑھ کر واپسی کا ارادہ فرمایا۔ ایک عقیدت مند نے عرض کیا کہ خادم نے اپنے غریب خانے پر محفل میلاد شریف کا اہتمام کیا ہے۔ اس موقع پر میرے غربت کدہ کو اپنے قدموں سے زینت بخشیں اور محفل میلاد میں شرکت فرما کر مجھے اور میرے گھر والوں کو مسرور و شادماں فرمائیں۔

اس شخص کی عقیدت و محبت سے بھری ہوئی درخواست و گزارش اور بزم میلاد مصطفی علیہ التحیۃ والثنا کی خبر محبت اثر سن کر آپ نے دعوت منظور فرمالی محفل میلاد کا آغاز کلام پاک کی سامع نواز و مسحور کن تلاوت سے ہوا، اس کے بعد نعتیں پڑھی گئیں۔ پھر حضرت نے اپنے دل نشیں واثر آفریں انداز میں تقریر فرمائی اور نہایت ادب و احترام کے ساتھ ذکر ولادت فرمایا اور صلوۃ وسلام پر اس نورانی محفل کا اختتام ہوا۔ شیرینی تقسیم کرنے کے لیے حاضرین میں سے ایک صاحب کھڑے ہوئے اور سب سے پہلے حضرت کی خدمت میں شیرینی پیش کی، پھر جتنی مقدار میں آپ کو شیرینی حاضر کی تھی، اس کا نصف دوسرے حاضرین وسامعین کو دینے لگے۔ حضرت نے تقسیم کرنے والے کا یہ طریقہ دیکھ کر فرمایا کہ برابر برابر تقسیم کرو، مجھ کو زیادہ اور دیگر لوگوں کو کم کیوں دے رہے ہو؟ شیرینی بانٹنے والا حضرت کا یہ جملہ سن کر مرعوب سا ہو گیا، چند لمحوں کے بعد کہنے لگا کہ آپ نے میلاد شریف پڑھی ہے، اس لیے دوہرا حصہ دیا گیا ہے۔ حضرت نے کچھ اظہارِ برہمی کرتے ہوئے فرمایا: میں وعظ و تقریر فروخت نہیں کیا کرتا۔ پند و نصیحت کرنا، دین کی باتیں بتانا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و ثنا کرنا میرا فرض ہے اور اس پر ہمیں اور آپ کو عمل کرنا لازم وواجب ہے۔ یہ فرما کر آپ نے شیرینی کا اپنا ملا ہوا حصہ تقسیم کرنے والے کو واپس کر دیا۔ حضرت شعیب الاولیا کے اس اسلامی واخلاقی انصاف و مساوات کا طرز عمل اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے۔

حضرت جب ضلع بہرائچ شریف کے دورے پر تشریف لاتے، تو قرب وجوار کے

مریدوں اور عقیدت کیشوں کا آپ کے پاس ہجوم ہو جاتا اور کبھی لوگوں کی تمنا ہوتی، کہ ان کی دعوت حضرت منظور فرما کر ان کے گھر تشریف لے جائیں لیکن چوں کہ حضرت چند روز قبل نانپارہ کے جاں نثار و مشہور تاجر جناب حاجی ضیاء اللہ صاحب (مرحوم) کی دعوت منظور فرما چکے تھے، اس لیے کسی دعوت دینے والے کو صاف لفظوں میں منظوری نہیں دی، مگر اس کو بالکل مایوس بھی نہیں فرمایا۔ آپ نے عالی جناب محمد صدیق احمد صاحب یار علوی کو نانپارہ بھیجا، کہ وہاں جناب حاجی ضیاء اللہ صاحب قریشی کو تشریف آوری کی اطلاع دیں، وہ نانپارہ گئے اور حاجی صاحب کو آپ کی آمد کی خبر دے دی۔ اس وقت کسی شخص نے حضرت کے ہم سفر خادموں اور ارادت مندوں کی تعداد دریافت کی، جس کا جواب دادا نے اپنے علم کے مطابق دے دیا۔ اسی طرح آپ سے لوگوں نے کچھ اور سوالات کیے، جس کے درمیان ان کو بعض باتیں ناگوار خاطر ہوئیں، وہاں سے بازار چلے گئے، جہاں حضرت کا انتظار کیا جا رہا تھا، مگر ایسا ہوا کہ حضرت کسی دوسرے راستے سے حاجی صاحب کے مکان پر تشریف لے آئے اور دادا وہیں انتظار ہی کرتے رہ گئے۔ پھر وہیں سے دوسری جگہ چلے گئے۔ ادھر جناب حاجی ضیاء اللہ صاحب کے مکان پر معزز مہمانوں کے لیے کھانا کھلانے کا انتظام ہونے لگا اور دسترخوان بچھا دیا گیا۔

آپ نے اس وقت جناب محمد صدیق احمد صاحب کے بارے میں دریافت فرمایا کہ وہ کہاں رہ گئے، جن کو میں نے یہاں اطلاع دینے کے لیے بھیجا تھا۔ حاجی ضیاء اللہ صاحب نے عرض کیا، کہ حضور! وہ یہاں اطلاع دینے آئے تھے اور مجھے آپ کی آمد کی خبر دے کر چلے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ ان کو تلاش کر کے بلواؤ، بغیر ان کے میں کچھ کھا ہی نہیں سکتا۔ کھانا دسترخوان پر لگا دیا گیا ہے اور جناب محمد صدیق صاحب یار علوی کا انتظار کیا جا رہا ہے، اس وقت کی کیفیت حیران کن تھی، دسترخوان پر بیٹھے ہوئے لوگ عجیب حالت میں ادھر ادھر دیکھ رہے تھے کہ وہ جلد ہی کہیں سے آجاتے تو کھانا کھایا جاتا۔ حضرت بھی تشریف فرما ہیں، مگر کھانے کی جانب متوجہ نہیں ہو رہے ہیں۔ حاضرین میں سے کسی شخص کو

کچھ بولنے اوراس معاملے میں دخل دینے کی ہمت نہیں ہورہی تھی۔تھوڑی دیر میں جناب محمد صدیق احمد صاحب یارعلوی حاضر ہوئے اور سلام کر کے اپنے پیرومرشد سے مصافحہ و قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔حضرت نے ان کو دیکھتے ہی فرمایا: صدیق احمد تم کہاں چلے گئے تھے،ہم سب کب سے تمھاراانتظارکررہے ہیں۔انھوں نے اپنی عدم موجودگی کی وجہ بتادی۔اس کے بعد حضرت نے بے حد شفقت ومحبت سے فرمایا،اچھااب تم کھانے کے لیے بیٹھ جاؤ!جب وہ کھانے لگےتوحضرت نےبھی کھانا تناول فرمایا۔

یہ تھا حضرت شعیب الاولیا علیہ الرحمۃ والرضوان کا اپنے عقیدت مندوں اورمحبت والوں کا خیال کہ جب تک محمد صدیق احمد صاحب نہیں آگئے،آپ نے ان کا دل رکھنے کی خاطر کھانے کی جانب ہاتھ نہیں بڑھایا۔آج کل ایسے کریم النفس اوراپنے مریدوں پراس قدرشفقت فرمانے والےحضرات کہاں ہیں؟

آئے عشاق گئے وعدہ فردا لے کر
اب انھیں ڈھونڈو چراغ رخِ زیبا لے کر

حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جب نشست ہوتی تو لوگ کافی دیر تک آپس میں گفتگو کرتے رہتے مگر حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت کم بولتے اورقلت کلام اورخاموشی کو پسندفرماتے۔آپ جب چلتے تو نگاہیں نیچی کیے ہوئے رکھتے۔جب خواتین کومریدفرماتے تو بیچ میں پردہ کروادیتے پھرمریدکرتے۔آپ کی جب بھی میرپوراور بیراگی گاؤں میں آمدہوئی،آپ ہمیشہ مسجدہی میں نماز پڑھتے ملتے اور دوسروں کوبھی ساتھ لے جاتے [اس کومولاناکلیم احمدعلوی بیراگی گاؤں کی والدہ نے بیان کیاہے] شیخ علی بخش بیراگی گاؤں جوڈاکٹرمحمدعلی کے جدمحترم ہیں بیان کرتے ہیں کہ حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آمد پیربتنی شریف میں ہوئی آپ کے ساتھ آپ کے مریدین ومعتقدین بھی کافی تعدادمیں تھےآپ کی مجلس لگی ہوئی تھی اورآپ وعظ ونصیحت فرمارہیں تھے کہ اسی دوران حیدری نامی خاتون جوپیربتنی شریف ہی کی رہنے والی

تھی ایک طشت میں صدری لیکر حاضر ہوئی اور مجلس برخاست ہونے سے پہلے بعد سلام آپ کی خدمت میں صدری پیش کیا آپ نے چہرہ پھیرلیا۔خاتون نے دوسری جانب سے لائی،آپ نے اس بار بھی چہرہ پھیرلیا اور فرمایا کہ ہم نجس رقم سے خریدی ہوئی صدری قبول نہیں کرتے،اور قبول کرنا در کنار میں دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا اور زنا کی رقم سے خریدی ہوئی صدری تو بالکل بھی پسند نہیں کرتا۔وہ عورت مایوس ہوکر کف افسوس ملتے ہوئے گھر واپس ہوئی اور ایک مدت کے بعد وہ خاتون توبہ کر کے ایک پاک باز اور نیک سیرت عورت کی طرح زندگی گذارنے لگی۔

حضور شعیب الاولیاء اور نماز باجماعت کا جائزہ:

آپ کی نماز باجماعت مع تکبیر اولیٰ کی پابندی کا پس منظر یوں ہے کہ حضور شعیب الاولیاء ایک بار اپنے مرشد اجازت قطب الاقطاب سیدنا شاہ عبداللطیف علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رخصت ہوتے وقت حضرت قطب الاقطاب نے سرکار شعیب الاولیا کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر اس طرح ارشاد فرمایا "میاں نماز تو نماز جماعت تو جماعت جب تکبیر اولیٰ نہ چھوٹے، یہی نماز اللہ تعالیٰ سے ملا دے گی"۔حضرت شاہ عبداللطیف ستھنوی علیہ الرحمہ کی زبان مبارک سے ادا ہونے والے یہ چند جملے سرکار شعیب الاولیا علیہ الرحمہ کے لیے پتھر کی لکیر بن گئی۔اس واقعہ کو کم وبیش اڑتالیس (48) سال گذر گئے تھے لیکن سفر وحضر، صحت ومرض، مصروفیت وفراغت کی حالت میں بھی شیخ طریقت کے ناصحانہ کلمات کو اپنی زندگی کا اہم معمول بنائے رکھا یعنی نماز تو نماز جماعت تو جماعت کبھی تکبیر اولیٰ بھی آپ سے فوت نہ ہوئی۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

یوں تو آپ کی زندگی گوناگوں خوبیوں کی حامل تھی مگر آپ کی زندگی کا سب سے اہم کارنامہ یہ ہے کہ براؤں جیسی بنجر زمین کو گلستان علم وحکمت بنا دیا جس فضا میں کبھی مندروں

کے گھنٹیوں اور بھجن کی آوازوں کا شور رہتا تھا اسے قال اللہ وقال الرسول کے نغمہ ہائے جاں فزا سے معمور کر دیا اور ایک سچا عاشق رسول ہونے کے ناطے اس کا نام ''دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول'' رکھا۔ سرکار شعیب الاولیاء کے قائم کردہ ادارہ سے آج بھی تشنگان علوم نبویہ سیراب ہو رہے ہیں اور اس چمن سے ایسے ایسے ہیرے جواہرات وجود میں آئے جو یگانۂ روزگار بنے جن کے علم وفضل کا ڈنکا ہندو پاک ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں بج رہا ہے علم وحکمت کے اس عظیم قلعے کی بنیاد حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے رکھ کر امت مسلمہ پر احسان عظیم فرمایا جو آج علم وفضل اور حکمت و دانائی اور مسلک اعلی حضرت کے لیے خوش عقیدہ اداروں کے ساتھ نمایاں کردار ادا کر رہا ہے۔

حضور شعیب الاولیاء، امام العشاق مجدد اعظم اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس قدر محبت فرماتے تھے کہ اپنی زندگی کے ہر موڑ پر چاہے عقیدت مندوں کا ہجوم ہو یا تخلیہ، تنہائی ہو یا انجمن امام اہلسنّت سے شدید وابستگی کا اظہار فرماتے اور اپنے خلفاء و مریدین، متوسلین کو مسلک اعلیٰ حضرت پر چلنے کی تاکید بھی فرماتے رہتے اور بعد وفات بھی آپ کے قبۂ مزار کے دروازہ پر نصب سنگ مرمر کی تختی پر آج بھی ''شیدائے اعلیٰ حضرت'' کی عبارت فاضل بریلوی کی مقدس ذات کے ساتھ بے پناہ وابستگی کا واضح اعلان ہے۔ شعیب الاولیاء شیخ المشائخ نے اپنی پوری زندگی خدمت دین اعلائے کلمۃ الحق اور روحانی فرائض کی بجا آوری میں بسر کر ڈالی۔

تعظیم وتکریم کا واقعہ:

حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان علماء اہلسنت کی بڑی تعظیم وتکریم کیا کرتے تھے اور اپنے مریدین ومتوسلین کو بھی نہایت تاکید سے فرماتے کہ ان کا ادب و احترام کرو، یہ نائب رسول ووارثِ انبیاء ہیں۔ خبردار! اِن کی شان میں اہانت وتحقیر کا کوئی جملہ زبان سے نہ نکالنا۔ آپ ارشاد فرمایا کرتے کہ علمائے دین جب تک مذہب اہلسنت پر قائم ہے وہ میری نظر میں لائق تعظیم ہے اور اگر وہ معاذ اللہ! عقائد باطلہ اور عقائدِ حقہ

دونوں کے درمیان فرق پیدا کرنے کے بجائے دونوں کے یکساں ہونے کا قائل ہو جائے تو ایسے نام نہاد عالم کو جوتے کی ٹھوکر مارتے ہوئے کہہ دوں گا کہ؛ جب تو خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نہیں رہا تو میرا تجھ سے کیا واسطہ۔(ماہنامہ فیض الرسول)

حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان علمائے اہلسنت کی باتوں کو بلا چوں چرا قبول کرتے تھے۔ بدر ملت حضرت علامہ بدرالدین احمد رضوی سابق صدر المدرسین دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف کا بیان ہے کہ جب فتاوی رضویہ جلد دہم شائع ہوکر منظر عام پر آئی تو اس کا ایک نسخہ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف میں بھی آیا، وہاں کے اساتذہ نے حسب ذوق اس کا مطالعہ کیا۔ اس میں عمامہ کے متعلق ایک مسئلہ پڑھا کہ جس کپڑے کا تین پیچ نہ ہوتا ہو اس کپڑے سے عمامہ کی سنت ادا نہ ہوگی۔ فتاویٰ رضویہ دکھاتے ہوئے کسی مدرس نے کہا کہ سرکار امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے ایسا لکھا ہے اور حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے بھی کبھی عمامہ کی جگہ عربی رومال باندھ لیا۔ زید مجدہ نے کئی بار کرتے ہیں جس سے عمامہ کی سنت ادا نہیں ہوتی۔ یہ مسئلہ حضرت کو کیسے دکھایا اور بتایا جائے؟ میں نے کہا کتاب فتاوی رضویہ مجھے دو، مسئلہ حضرت کو میں دکھاؤں گا۔ حضرت اس پر خوش ہوں گے، ناراض نہ ہوں گے۔

ایک دن بعد نمازِ عصر مسجد کے باہر صحن میں حضرت کی خدمت میں فتاوی رضویہ جلد دہم لے کر حاضر ہوا، وہاں کچھ علمائے کرام بھی موجود تھے۔ میں نے چند تمہیدی کلمات کے بعد عرض کیا کہ علم کی کوئی حد نہیں۔ حضرت نے فرمایا ہاں! یہ بات بالکل درست ہے۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ جس کپڑے میں تین پیچ نہ ہو، اس سے عمامہ کی سنت ادا نہیں ہوتی۔ آپ نے بخوشی اس مسئلہ کو مان لیا اور فرمایا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا فرمان میرے سر اور آنکھوں پر ہے۔ اس کے بعد آپ نے کبھی عمامہ کی جگہ عربی رومال نہیں باندھا۔

علمائے اہلسنت سے ملاقات اور ان کے احترام میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے تھے۔

علمائے کرام سے ملاقات کا بے پناہ شوق تھا اگر علم دین کی عظمت اور علمائے دین کی قدر و منزلت کا تذکرہ ہوتا تو آپ نہایت حسرت و یاس کے اندر ڈوبے ہوئے انداز میں فرماتے "یہ تمنا پوری نہ ہوسکی علاقے میں دور دور تک علم دین اور علمائے اہلسنت کا نام ونشان نظر نہیں آتا تھا اور لوگ ان کی زیارت کو ترستے تھے۔ جب کبھی اتفاق سے مولانا و عالم تشریف لاتے تو میں ان کے پاس پہنچنے کے لیے کوئی نہ کوئی صورت ضرور نکال لیتا تھا۔

(سوانح شیخ المشائخ ص43)

شہزادۂ مظہر شعیب الاولیاء حضرت علامہ غلام عبد القادر چشتی علیہ الرحمہ نے مجمع عام میں فرمایا کہ حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان سے لوگوں نے پوچھا کہ حضرت! اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پوچھے کہ آپ میرے لیے کیا لائے ہو تو کیا جواب دیں گے؟ تو فرمایا میں عرض کروں گا: اے مولیٰ تعالیٰ! تیرے لیے دار العلوم فیض الرسول کے علماء و طلبہ کو لے کر آیا ہوں۔

اعلی حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ سے والہانہ عقیدت:

حضور شعیب الاولیاء کو امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے بے پناہ عقیدت تھی اور مسلکِ اعلی حضرت پر سختی سے پابند تھے اور یہ عقیدت اس وقت سے اور بھی زیادہ ہوگئی جب مظہر اعلی حضرت، حضرت شیر بیشۂ اہلِ سنت مولانا مفتی الحاج محمد حشمت علی خان صاحب علیہ الرحمہ سے ملاقات ہوئی اور مناظروں وغیرہ میں اپنے ہمراہ لے کر دورہ کرایا۔ حضرت شعیب الاولیاء، حضرت شیر بیشۂ اہلسنت کی حق گوئی، حاضر جوابی اور تبحر علمی کے بہت زیادہ مداح تھے۔ ہندوستان کے مزاراتِ اولیاء کی حاضری کے تاریخی اور نورانی سفر میں جب آپ بریلی شریف اعلیٰ حضرت کے مزار پر حاضر ہوئے تو فاتحہ خوانی کے وقت آپ کے دل و دماغ پر عجیب وغریب کیفیت طاری ہوئی، آنکھیں بند ہوتیں اور چہرہ آنسوؤں سے ڈوبا ہوا ہوتا۔

اس واقعہ کو خود حضور شعیب الاولیاء نے اس طرح بیان فرمایا کہ اعلی حضرت امام

اہلسنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے مزار پاک پر حاضری وفاتحہ خوانی کے وقت مجھ پر ایک گہری کیفیت طاری ہوگئی تھی جس کا نقشہ میں الفاظ میں نہیں کھینچ سکتا۔ عارف باللہ، عالم باعمل عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مجدد دین وملت کو اس وقت گویا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں، حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ کی خصوصی دعوت پر آپ بریلی شریف عرس رضوی میں شریک ہو چکے ہیں اس کے بعد آپ کے جانشین ومظہر شیخ طریقت حضرت خلیفہ صاحب محمد صدیق احمد علوی قادری چشتی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ برابر عرس رضوی میں بریلی شریف تشریف لے جاتے تھے۔

حضور شعیب الاولیاء اور اہتمام نماز:

حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ اسلامی شعائر، مومنانہ صفات، اور صوفیانہ روایات کے مظہر کامل تھے، لیکن آپ کی سیرت کا سب سے نمایاں اور روشن پہلو تقریبا 48 سال تک نماز باجماعت تکبیر اولی کا التزام وانصرام تھا اور التزام کا اہتمام بھی اس انداز کا کہ صاحب اوصاف حجازیوں کی یاد دلا جاتا ہے۔ آپ کی حیات مبارکہ کا یہ روشن باب آپ کی ذاتی سیرت وفضیلت اور ذاتی شخصیت کا عنوان بن گیا کیوں کہ حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نمازوں کا اہتمام جس وفور اشتیاق اور جذبہ عبدیت سے کرتے تھے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ سجدوں کو گراں نہیں سمجھتے تھے، بلکہ اسے رب کریم کی بادشاہت، حاکم مطلق کی حاکمیت، اور اس کے حضور اپنی بیکسی، بندگی اور انتہائی عاجزی کے جذبے سے کرتے تھے۔ مذکورہ کیفیات کے ساتھ ادا کیے جانے والے سجدے کبھی گراں محسوس نہیں ہوتے تھے، بلکہ بندہ کے احساس بندگی اور تسلیم ورضا کا باعث ہوتے ہیں، پھر کیفیت یہ ہوجاتی ہے کہ جہاں داروں کے دنیوی اعزاز ومناقب ومناصب نگاہوں میں نہیں جچتے اپنے کریم کی گدائی کا احساس اس قدر غالب اور راسخ ہوجاتا ہے کہ آنکھوں کو جلوہ دانش فرہنگ بھی خیرہ نہیں کر پاتا۔ شخصیت میں جلال وجمال قلندرانہ اور زاہدانہ شعور کی اس منزل پر لا کھڑا کر دیتا ہے ۔

ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے یہ دنیا کا تاج
مر گئے جس کی خاطر منعم رگڑ کر ایڑیاں

یہی وجہ ہے کہ حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نوابوں، راجاؤں اور دنیا داروں کو خاص اہمیت نہیں دیتے تھے، ان سے صرف اخلاقی رواداری کا معاملہ رکھتے، وہیں علمائے کرام سے بڑے شفقت اور مرحمت سے پیش آتے، ان کے اکرام ضیافت میں کوئی کسر باقی نہیں رکھتے، کوئی عالم ملاقات کے لیے آتا تو اسے اپنے بغل میں بٹھاتے، بڑے پُرتپاک انداز سے اس کی خاطر داری کرتے اور رخصتی کے وقت کچھ نذر بھی پیش فرماتے۔ طلبا اور علما کو اپنی آخرت کی پونجی بتاتے، شفقت و رحمت کا یہ فیضان دوسرے تمام رشتوں سے بہت عجیب، مختلف اور گراں بہار ہے اس کا اندازہ ان نام نہاد صوفیاء کو نہیں ہو سکتا جن کا قد ان کی بالشت سے بھی کم ہوتا ہے۔

ایک روایت کے مطابق آپ نماز ادا کرنے کے لیے مسجد کی سیڑھیاں چڑھ رہے تھے، شیخ العلما علامہ غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ بھی ساتھ تھے، نقاہت کی وجہ سے آپ پیروں میں جنبش آ گئی شیخ العلماء صاحب نے آپ کو سہارا دیا، آپ نے روایتی شکریہ کے بجایا فرمایا: مولانا جس طرح آج ہاتھ سنبھالا ہے، کل میدانِ محشر میں بھی سنبھال لینا۔ خدا ترسی اور علما نوازی کا یہ نازو انداز بڑا روح پرور ہوتا۔ امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کا تعلق خاطر وارفتگی اور فنا فی الشیخ کی حد تھا۔ مختلف تعلیمی، دعوتی، اور تبلیغی مصروفیات کی وجہ سے آپ کی ملاقات امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے نہیں ہوئی لیکن امام اہل سنت کی تعلیمات و ارشادات اور عشق رسالت کی بے نظیر ترجمانی کو حرزِ جاں سمجھ کر اس کی ترویج و اشاعت کے حوالے سے ہمیشہ ساعی اور فکر مند رہتے، حتی المقدور ہر مسلکی ضرورت کے لیے کوشاں رہتے۔ دار العلوم فیض الرسول کی ساخت و پرداخت اور اس کی در و بست میں رضوی مزاج و منہاج کو جزلاینفک بنا دیا۔

آپ کی اسی اخلاص و ربانیت کی وجہ سے مسلک رضا کے سب سے بڑے نمائندہ، تاجدار اہل سنت شہزادۂ اعلی حضرت سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو آپ کی ذات گرامی پر بڑا اعتبار و افتخار تھا، اس کا بڑا دلکش اندازہ مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے اس تاثراتی مکتوب گرامی سے ہوتا ہے جسے آپ نے براؤں شریف کی علمی، روحانی اور محکم مسلکی فضا کو ملاحظہ کرنے بعد لکھا تھا۔ اس گرامی نامہ میں آپ نے حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کا ذکر خیر جس محبت اور القاب و آداب سے کیا ہے اور آپ کی دینی اور مسلکی اخلاص کو سراہا ہے اور فیض الرسول پر جس اعتبار و استناد کا اظہار فرمایا ہے وہ یقینا وابستگانِ فیض الرسول کے لیے باعث افتخار و اعزاز ہے اور بریلی اور براؤں کے درمیان اٹوٹ رشتوں کا ترجمان بھی۔ وہ خط آپ بھی ملاحظہ کریں:

''محب سنت، مخلص مبلغ مذہب اہلسنت مسلک امام اہل سنت اعلی حضرت علیہ الرحمہ جناب شاہ محمد یار علی صاحب دام بالمواہب وحضرات مدرسین اساطین دین وجمیع اراکین خدام ملت وطلباء علوم شریعت سلمہم ربہم وصانہم عن الشرور والفتنۃ۔ السلام وعلیکم السلام ثم السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طالب خیر بحمدہ تعالیٰ مع الخیر---

حضرت شاہ صاحب کی کرم فرمائیوں ان کے صاحبزادہ بلند اقبال کی عنایتوں اور مدرسین واراکین وطلاب وخدام مدرسہ فیض الرسول کی محبتوں کی یاد کو دل کی گہرائیوں میں لیے ہوئے وطن پہنچا، فیض الرسول کو دیکھ کر معلوم ہوا کہ واقعی یہ فیض الرسول ہے (صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم) مولائے کریم عز وجل اسے روز افزوں ترقیاں بخشے اور اس کے فیوض کو عام تر فرمائے۔ دل بہت مسرور ہوا تعلیم اچھی، تربیت بہتر، سنیت کی تبلیغ، رضویت کی اشاعت، سنت کی ترویج کا جذبہ جو فیض الرسول میں پایا کہیں نا پایا۔ اس فقیر بے توقیر کا اعزاز واکرام نسبت اعلی حضرت کے سبب فرمایا جو اس کی حیثیت سے کہیں زیادہ تھا اور پھر یہ کہ بعض نے فرمایا کہ ہم کچھ خدمت نا کر سکے۔ طلبا سے جو عہد لیکر داخل کیا جاتا ہے بعد فراغ وہ عہد سند میں لکھا ہوتا ہے جو طالب علم پڑھ کر اہل جلسہ کو سنا کر اس پر گواہ

کرلیتا ہے۔ یہ ایسی بے مثال چیز ہے جو اور سنی مدارس تو اور خود مرکز اس امر کی طرف توجہ نا کرسکا اس سے فقیر بہت زیادہ متاثر ہوا جگہ جگہ فقیر نے اس کا ذکر کیا شاہ صاحب اور مدرسین کو ہر جگہ دعا کے ساتھ یاد کیا والسلام' صرف یہی نہیں بلکہ جب حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ عرس رضوی کے موقعے پر بریلی شریف حاضر ہوئے تو جیسا والہانہ، مشتاقانہ، اور پرتپاک استقبال پر جمال مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے کیا تھا اسے تصور کرکے شعیب الاولیاء اور فیض الرسول دونوں پر فخر ناز میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

فقیہ ملت بھاؤ پور ضلع بستی میں:

حضور فقیہ ملت علامہ مفتی جلال الدین قادری امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

''اس زمانہ میں بانی فیض الرسول شعیب الاولیاء حضرت شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ گیارہویں شریف کی تقریب موضع صمدہ ضلع فیض آباد میں کیا کرتے تھے۔ اور اس وقت شیر بیشہ اہلسنت حضرت علامہ حشمت علی خان صاحب قدس سرہ اکثر شعیب الاولیاء کے ہمراہ رہا کرتے تھے۔ میں نے حضرت شعیب الاولیاء سے گیارہویں شریف کے موقع پر صمدہ میں ملاقات کی تو حضرت نے بڑی قدر کی اور حضرت شیر بیشہ اہلسنت سے میرا تعارف کرایا تو وہ بھی بہت عزت سے پیش آئے۔ پھر دونوں بزرگوں کے مشورہ سے ''بھاؤ پور'' ضلع بستی کے مدرسہ قادریہ رضویہ کی تدریسی خدمات کے لیے مقرر کردیا گیا اس طرح میں جمادی الاولی ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۹۵۵ء میں ''بھاؤ پور'' آگیا۔ وہاں کئی سال پہلے سے حضرت شیر بیشہ اہلسنت کی سرپرستی میں مدرسہ چل رہا تھا۔ لیکن چونکہ وہاں کی خمیر میں فتنہ ہے، اس لیے مجھ سے پہلے بہت سے علماء آئے اور فتنے سے عاجز آکر چلے گئے۔ میں نے وہاں پہنچ کر مدرسہ کو ترقی دینے کی بھرپور کوشش کی اور رات دن کی دوڑ دھوپ سے مدرسہ کو اس منزل پر پہنچا دیا کہ اس سے پہلے کبھی اتنی ترقی نہیں ہوئی تھی لیکن میری موجودگی میں بھی فتنہ کھڑا ہوگیا تو عاجز آکر ذی قعدہ ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۶ء کو میں نے استعفا دے دیا۔

فقیہ ملت کی تعلیمی ترقی:

زمانۂ طالب علمی میں دن بھر کام کرنے اور صرف رات میں پڑھنے کے سبب کوئی خاص علمی قابلیت پیدا نہ ہو سکی تھی اور پھر فراغت کے بعد کوئی ایسی جگہ نہ مل سکی تھی کہ جہاں میں ترقی کرتا لیکن فیض الرسول کے پرسکون ماحول میں پہنچنے کے بعد حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول: "اَدْرَکْتُ الْعِلْمَ بِالْجُھْدِ وَالشُّکْرِ یعنی مسلسل کوشش اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا شکر کر کے میں نے علم حاصل کیا" اور "مَا بَخِلْتُ بِالْاِفَادَۃِ وَمَا اسْتَنْکَفْتُ عَنِ الْاسْتِفَادَۃِ یعنی علمی فائدہ پہنچانے اور کسی سے علمی فائدہ حاصل کرنے میں کبھی بخل نہیں کیا" کو مشعل راہ بنایا کہ اپنی کاوش اور جدوجہد کو نقطۂ عروج تک پہنچایا اور افادہ و استفادہ میں بخل و عار نہ کیا۔ وقت کی قدر کی، اسے ضائع نہ کیا۔ درسی کتابوں کی شروح وحواشی سے گہرا مطالعہ کرنے کے بعد پڑھایا، اساتذہ اور والدہ کو خوش رکھا، ان کی خدمتیں کیں، ان سے دعائیں لیں اور یقین کیا کہ "حقیقت میں علم حاصل کرنے کا وقت فراغت کے بعد ہے اور زمانہ طالب علمی میں صرف علم حاصل کرنے کی صلاحیت پیدا کی جاتی ہے" تو خدائے تعالیٰ نے مجھے اس منزل پر پہنچا دیا جس کا کبھی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا، الحمدللہ (تمام تعریفیں صرف اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہی کے لیے ہیں۔)

فقیہ ملت فیض الرسول میں:

مذہب اہل سنت کی تبلیغ، مسلک اعلی حضرت کی ترویج اور "ضلع بستی" و "گونڈہ" کی بڑھتی ہوئی بد مذہبی کی روک تھام کے لیے حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے حضرت شیر بیشہ اہلسنت قدس سرہ جیسے ساحر البیان مقرر باور مناظر کو ہمراہ لے کر بہت سے دیہاتوں کا دورہ فرمایا جن کی تقریر ومناظرے نے پورے علاقہ میں دھوم مچا دی اور اہلسنت میں نئی روح ڈال دی لیکن چونکہ تعلیم کے مقابلہ میں تقریر ومناظرہ کا اثر زیادہ دیر پا نہیں ہوتا اس لیے حضرت شعیب الاولیا کی عین تمنا تھی کہ اس علاقہ کے مدارسِ اہلسنت کے تعلیمی معیار کو زیادہ اونچا کیا جائے تا کہ تعلیم خوب عام ہو جائے اسی لیے آپ اپنے تمام مریدین و

معتقدین کو مدرسہ انوار العلوم تلسی پور، انجمن معین الاسلام پرانی بستی اور مدرسہ قادریہ رضویہ بھاؤ پور کی امداد واعانت کی تاکید فرماتے تھے لیکن بھاؤ پور کی فتنہ انگیزی کے سبب وہاں مدرسہ چلنے کی امید نہ رہی۔

انجمن معین الاسلام پرانی بستی کے اراکین نے حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب رضوی علیہ الرحمہ جیسے محنتی عالم کو کام نہ کرنے دیا اور مدرسہ انوار العلوم تلسی پور جو بہت ترقی پر تھا مگر اختلاف کے سبب وہ بھی نہایت تیزی کے ساتھ انحطاط (زوال) کی طرف جارہا تھا تو حضرت شعیب الاولیاء نے پھر مکتب فیض الرسول کو دارالعلوم فیض الرسول بنانا چاہا کہ 1356ھ مطابق 1935ء سے ۱۳۵۸ھ مطابق 1939ء تک ایک بار دار العلوم فیض الرسول چل کر پھر مکتب فیض الرسول ہوگیا تھا۔ ذی الحجۃ 1366ھ مطابق جولائی 1955ء میں جب ''بھاؤ پور'' میں نئے فتنے کا جنم ہو چکا تھا۔ حضرت نے آدمی بھیج کر مجھے براؤں شریف طلب فرمایا۔ میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ میں نے اس علاقہ کے مدرسوں کے چلنے سے ناامید ہوکر اپنے یہاں دارالعلوم چلانے کا ارادہ کرلیا ہے سنا ہے کہ آپ ''بھاؤ پور'' میں نہ رہیں گے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ بھاؤ پور چھوڑیں لیکن اگر چھوڑ دیں تو کہیں دوسری جگہ نہ جائیں بلکہ ہمارے یہاں آئیں کہ بروقت مجھے ایک اچھے عالم کی تلاش ہے۔

میں نے غور وفکر کرنے کے بعد جواب دینے کا وعدہ کیا اور ''بھاؤ پور'' پہنچنے کے بعد اس بنیاد پر کہ کبھی اللہ والوں سے بہت زیادہ قرب بھی باعث زحمت ہوجاتا ہے میں نے حضرت کو معذرت نامہ لکھ دیا لیکن جب فتنہ کے سبب ''بھاؤ پور'' میں رہنا ناممکن ہوگیا تو مستعفی ہوکر براؤں شریف آگیا اور یکم ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ مطابق 10 جولائی ۱۹۵۶ء سے باقاعدہ دارالعلوم فیض الرسول کا مدرس ہوگیا اور تقریبا پچیس سال سے مسلسل اسی دارالعلوم فیض الرسول میں اپنے فرائض منصبی کو انجام دے رہا ہوں۔

فیض الرسول کی بنیاد چونکہ خلوص پر ہے اور حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ علماء اور

طلبہ کی بڑی قدر کرتے تھے اور ان کے صاحبزادگان علماء اور طلبہ کی عزت کرتے ہیں اسی لیے یہ ادارہ روز افزوں ترقی کرر ہاہے اور جب تک حضرت کی اولاد ان کے اصولوں پر عمل کرتی رہے گی اور ان کے نقش قدم کو اپنے لیے مشعلِ راہ بنائے گی یقینا یہ ادارہ ترقی ہی کرتا رہے گا۔ بانی فیض الرسول شعیب الاولیاء حضرت شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا 22: محرم ۱۳۸۷ھ کو وصال ہوا۔ اس طرح بفضلہٖ تعالیٰ گیارہ 11 / سال سے زائد ان کی خدمت میں رہنے کا موقع ملا جس سے ہمارے دین میں اور زیادہ نکھار پیدا ہو گیا۔

ایک نہایت ہی اہم نکتہ:

مرید کو اگر پیر سے حقیقت میں خلوص ہو تو پیر کے وصف خاص کا عکس مرید میں پایا جانا ضروری ہے اسی لیے پیر کے وصف خاص کی جھلک اگر مرید میں نہ پائی جائے تو ہم اسے مرید صادق نہیں سمجھتے۔ شعیب الاولیاء حضرت شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نماز و جماعت کا بہت اہتمام فرماتے تھے کہ نماز تو نماز، جماعت تو جماعت اڑتالیس 48 / سال تک تکبیر اولیٰ بھی فوت نہ ہوئی تو ان کا جو مرید نماز و جماعت کا اہتمام نہ کرے ہم اسے رسمی مرید کہتے ہیں۔ ہمارے ایک مخلص مرزا جمال بیگ مرحوم نے کہا کہ میری والدہ حضرت شاہ صاحب سے مرید ہیں لیکن میں نے کوئی فیض نہیں دیکھا۔ ہم نے کہا سنا ہے کہ آپ کے علاقہ میں عورت تو عورت کوئی مرد بھی ان کے جیسا نمازی نہیں ہے کیا یہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کا فیض نہیں ہے۔ اور سیدی مرشدی صدر الشریعہ علیہ الرحمہ ہی کا فیض ہے کہ درس و تدریس تصنیف و تالیف اور دار العلوم کی دیگر مصروفیات کے ساتھ پچیس ۲۵ سال میں ڈیڑھ ہزار سے زائد فتاوی لکھے جو فل اسکیپ سائز کے ایک ہزار سے زائد صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں اور مستقبل قریب میں فتاوی فیض الرسول کے نام سے چھپ کر منظر عام پر آنے والے ہیں۔ (فتاوی فیض الرسول اب چھپ کر آ گیا ہے)

فقیہ ملت کی فتویٰ نویسی:

دار العلوم فیض الرسول کی نشاۃ ثانیہ ہونے کے ساتھ استفتاء آنا شروع ہو گیا پہلے

حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب قبلہ رضوی سابق صدر المدرسین دارالعلوم ہذا نے چند فتاوی تحریر فرمائے۔ پھر میں نے ۲۴ صفر ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۵ء کو ۲۴ سال کی عمر میں پہلا فتوی لکھا۔ حضرت مولانا نے فتویٰ نویسی سے میری دلچسپی کو دیکھ کر مستقل طور پر یہ کام میرے سپرد کر دیا تو میں فتاوی لکھ کر حضرت مولانا کو دکھالیا کرتا تھا اور پہلے یہ کام میں فارغ اوقات میں کیا کرتا تھا، لیکن جب کام بڑھ گیا تو اوقاتِ تعلیم میں سے ایک گھنٹہ پھر دو گھنٹے اور اب تین گھنٹے فتویٰ نویسی کے لیے مخصوص ہیں۔ ملک اور بیرون ملک سے آئے ہوئے سوالوں کے جوابات لکھنے کے لیے یہ وقت بھی ناکافی ہے مگر فتوی نویسی کے سبب حدیث، تفسیر، اصول فقہ صرف اور نحو ادب اور منطق وغیرہ کے اسباق میری درس گاہ میں پہلے سے بند ہیں اور میں درس وتدریس سے بالکل الگ نہیں ہونا چاہتا کہ علمی صلاحیت باقی رکھنے کے لیے میں اسے بہت ضروری سمجھتا ہوں۔ پھر دارالعلوم کے طلبہ ہماری درسگاہ میں فقہ پڑھنے کے لیے بڑی کوشش کرتے ہیں اس لیے وقت میں گنجائش نہ ہونے کے باوجود شرح وقایہ اور ہدایہ اولین وآخرین کے اسباق پڑھا دیا کرتا ہوں اور فتوی نویسی کا باقی ماندہ کام رات کو کیا جاتا ہے۔

مرید کرنے میں احتیاط:

حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ جب کسی کو مرید کیا کرتے تھے تو پہلے اس کو اس کے کام کاج کو دیکھ لیا کرتے تھے۔ آج کل کے پیروں کی طرح نہیں کہ بس مریدوں کی تعداد زیادہ ہونی چاہیے۔ عالی جناب اصغر احمد نانپاروی اپنے والد محترم محمد احمد کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہ کسی بدمذہب کو مرید کرتے نہ غیر داڑھی والے کو اور نہ ہی بے نمازی کو مرید کرتے۔ حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مرید ہونے کے لے آپ کی بارگاہ میں الحاج محمد حسین حجام نانپاروی حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے مرید کر لیجئے مگر آپ منع ہی فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ داڑھی رکھ لو اور نماز کی پابندی کرو۔ الحاج محمد حسین چکوا ٹولہ نانپاروی نے داڑھی

بھی رکھ لی اور نماز کی بھی پابندی کرنے لگے۔ بعدہٗ عرض کیا کہ اب مرید کر لیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ بال کٹنگ کی دُکان پر داڑھی وغیرہ مت بنایا کرو۔ عرض کیا حضور! یہ میرا ذریعۂ معاش ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ چھوڑ دو، اللہ تعالیٰ رزاق ہے۔ یہاں تک کہ ڈاڑھی بنانے کی دکان بند کر دی اور ختنہ کرنے کو ذریعۂ معاش بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس ہنر میں کافی صلاحیت عطا کی اور اس کے ذریعے خوب خوب مال وزر سے بھی نوازا اور آپ کی اتباع شریعت دیکھتے ہوئے حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرید آپ کو مرید بھی کر لیا۔

کرامت شعیب الاولیاء:

حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں عالی جناب قیصر حکیم صاحب حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میرے یہاں کوئی اولاد نہیں ہے لہذا دعا کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد عطا فرما دے آپ نے دعا کی اور کچھ نصیحت فرمائی حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب بھی علاقہ نانپارہ میں آتے تو قیصر حکیم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور آپ کے وضو کے پانی کو طشت وغیرہ میں بھر لیتے اور چہرہ وغیرہ پر ملتے یہاں تک کہ حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا سے قیصر حکیم صاحب کے یہاں دو لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں۔

کشف:

عالی جناب الحاج سیٹھ محمد یوسف صاحب نانپاروی جو حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خادم تھے بیان فرماتے ہیں کہ حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ براؤں شریف میں وضو فرما رہے تھے قریب ہی میں میں بھی تھا اور وضو ہی کے دوران مجھ سے فرمایا کہ قیصر حکیم جی وزیر علی صاحب سے مرید ہو گئے ہیں۔ یہ کہتے ہی آپ کا چہرہ زرد ہو گیا مطلب یہ تھا کہ مجھ قادری کو کافی نہیں سمجھا جو ان سے میری اجازت کے بغیر مرید ہو گئے۔ یہ تھا کشف کا عالم، کہاں براؤں شریف اور کہاں نانپارہ!

مرید خاص سے محبت:

عین الحق بن علی احمد علوی بیان کرتے ہیں کہ بیراگی گاؤں کے رہنے والے محمد افضل حجام حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہت محبت کرتے تھے۔ حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب بھی قرب وجوار میں آتے عالی جناب محمد افضل حجام ضرور ملنے جاتے اور کبھی کبھی براؤں شریف بھی ملاقات کی غرض سے جاتے حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پوچھتے کیسے آنا ہوا عرض کرتے بس آپ کی محبت یہاں تک لے آئی جب محمد افضل حجام صاحب کا انتقال ہوگیا لوگوں نے تدفین کردی کچھ ماہ کے بعد حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آمد ہوئی تو آپ نے پوچھا کہ محمد افضل حجام نظر نہیں آرہیں ہیں لوگوں نے عرض کیا کہ وہ انتقال کر گئے۔ آپ نے فرمایا کہ اطلاع نہیں دی پھر آپ اپنے مریدین ومعتقدین کے ساتھ محمد افضل حجام کی قبر پر فاتحہ پڑھنے و دعا مغفرت کے لیے گئے اور پڑھ کر پھر واپس تشریف لائے۔ حضور شعیب الاولیاء کی سب سے بڑی کرامت یہی ہے کہ آپ کے ہر مرید کو یہی احساس تھا کہ حضور شعیب الاولیاء سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔

تاثر بزبانِ شیخ العماء حضور شعیب الاولیاء:

صاحب تذکرہ بلند والا صفات کو مشرقی یوپی کی عظیم روحانی شخصیت شعیب الاولیاء کی سیرت وشخصیت کا براؤں شریف میں رہ کر مطالعہ کرنے کا کافی سنہرا موقع ملا تھا۔ جس میں آپ فرماتے ہیں۔ کہ براؤں شریف کی حاضری سے پیشتر جب میں متقدمین اولیاء کرام میں سے کسی کی سوانح عمری کا مطالعہ کرتا اور ان کی کسی کرامت کو پڑھتا تو دل میں تمنا پیدا ہوتی کہ کاش میں اس زمانے میں کسی ایسے ہی صاحب کرامت بزرگ شخص سے شرف حاصل کرتا۔ الحمد لوجہہ الکریم کہ براؤں شریف آنے کے بعد اور آپ کی کرامت دیکھنے اور سننے کے بعد یہ تمنا پوری ہوگئی۔

شیخ العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان کی براؤں شریف میں آمد:

متعدد جگہ درس وتدریس کے خدمات انجام دینے کے بعد آپ خود فرماتے ہیں کہ شعیب الاولیاء خواجہ صوفی شاہ محمد یار علی لقد رضی المولی عنہ۔ کے ادارہ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف سے میرے طلبی کے مراسلات جانے لگے حتی کہ وہاں کے مدرس مولوی محمد یونس نعیمی اشرفی مجھے لینے کے لیے بریلی شریف پہونچے اور مجھے براؤں شریف ساتھ میں لائے۔ ۱۳۷۹ھ میں بحیثیت شیخ الحدیث میرا تقرر دارالعلوم فیض الرسول میں مشاہرہ ۱۲۵/روپیہ ہوا۔ اور اب ۳۵/روپیہ ماہوار مجھے ملتے ہیں تاہنوز تدریسی خدمات انجام دے رہا ہوں۔ یہاں کے روحانی ماحول میں انتہائی سکون اور قلبی استراحت محسوس کرتا ہوں، حضرت شعیب الاولیاء کی بیکراں شفقت میرے قلب کی گہرائیوں میں جاں گزیں ہوگئی ہے۔ ان کے وصال کے بعد ان کی ابدی آرامگاہ کا قرب میرے لیے سکون جان ہے مزید آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں آپ کی ذات سے کافی متاثر ہوں آپ کو شریعت وطریقت کا پابند پایا، آپ کا قول آپ کے عمل کے موافق تھا، ان کے یہاں تصوف میں کوئی ایسی منزل نہیں جو شریعت طاہرہ سے متصادم ہو۔ آپ دینی امور کے لیے تعلیم وتعلم کو مقدم سمجھتے تھے اسی خیال کے پیش نظر آپ نے دارالعلوم فیض الرسول کا قیام کیا۔ اور آپ وسیع النظر، فراخ دل، غیر متعصب انسان تھے آپ کی یہ کوشش نہیں رہی کہ اس دارالعلوم میں وہی علماء مدرس ہوں جو یار علوی ہوں اس ادارہ میں رضوی، اشرفی، نعیمی، امجدی مختلف روحانی خانوادے کے مدرسین ہیں سب کے ساتھ آپ کا حسن سلوک برابر رہا علمائے دین کا احترام بیش از بیش کرتے تھے۔

حضور شعیب الاولیاء کے روحانی تصرفات:

حضور شعیب الاولیاء حضرت الشاہ محمد یار علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روحانی تصرف کے واقعات وکرامات بے شمار ہیں جو آپ کے مقرب بارگاہ خدا ہونے پہ شاہد وعدل ہیں مگر کسی بزرگ شخصیت میں کشف وکرامات دیکھنے سے پہلے اس میں اتباع شریعت،

استقامت، تصلب فی الدین کی تلاش ازبس ضروری ہے کیونکہ درحقیقت وہی معیار بزرگی ہیں اس معیار پہ حضرت شیخ المشائخ کی ذات والاصفات پوری طرح منطبق تھی اور وثوق کے ساتھ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ آپ مرتاض خاصانِ خدا میں سے تھے لیکن جہاں تک کشف وکرامات کا تعلق ہے حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں اس بات کی بھی کمی نہیں۔ شارح بخاری، نائب مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقمطراز ہیں کہ، خود میرے ساتھ ایک ایسا واقعہ گزرا ہوا ہے کہ میں اسے سوائے کرامت وتصرف کے اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔

ابتداء شوال 1485ھ میں مجھے بعض بے بنیاد خبریں ملیں تو میں نے یہ طے کرلیا کہ میں براؤں کبھی نہیں جاؤں گا۔ اگرچہ تحقیق کے بعد یہ خبریں بالکل غلط ثابت ہوئیں۔ اسی سال حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی فیض الرسول کے سالانہ جلسہ میں شرکت کی دعوت منظور فرمالی تھی جو یکم ذی قعدہ کو ہوا کرتا تھا حضرت کے کلمات سے ایسا ترشح ہوا کہ حضرت اس سفر میں کفش برداری کے لیے مجھی کو لے جانا چاہتے ہیں۔ میں نے واقعہ عرض کرکے نہایت صفائی سے عرض کردیا کہ میں براؤں نہیں جاؤں گا۔ حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلطانِ وقت ہیں، انہیں خدام کی کیا کمی۔ برادرم محمد ناصر صاحب حضرت کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہوگئے لیکن عجب بات ہوئی کہ میں نے اپنی فطری تندمزاجی کی بناپر یہ کہہ دیا تھا کہ براؤں نہیں جاؤں گا لیکن جب وہ وقت قریب آیا تو عجیب اضطراب پیدا ہوگیا اور دل کھنچنے لگا مگر سنی ہوئی بات کا تقاضا اور اپنی کہی ہوئی بات کا پاس کہ اب میں براؤں جانا بے غیرتی سمجھتا تھا لہٰذا ایک دفعہ منہ سے نکل گیا کہ میں تو نہ جاؤں گا شاہ صاحب، صاحب تصرف ہیں تو خود بلالیں۔ حضرت کی روانگی 29 شوال کی شب میں لکھنؤ ایکسپریس سے تھی جو تین بجے صبح بریلی سے چھوٹتا تھا۔ ناصر میاں تیار ہوگئے سامان لے کر عشاء کے وقت ہی آگئے اور اب میرے جانے کا کوئی سوال ہی نہیں لیکن دو بجے روانگی کے وقت رکشہ آیا سامان زیادہ تھا اس لیے دو رکشے آئے ایک میں سامان کے

ساتھ ناصر میاں بیٹھ گئے دوسرے میں تنہا حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیٹھے میرا اسٹیشن جانے کا بھی ارادہ نہیں تھا لیکن حضرت کو رکشہ میں تنہا اسٹیشن جانا مجھے مناسب معلونہ ہوا، میں حضرت کے ہمراہ رکشے میں بیٹھ گیا، اس نیت سے کہ گاڑی میں بٹھا کر میں واپس چلا آؤں گا۔ ناصر میاں اچھے خاصے تندرست تھے جب ہم اسٹیشن پہنچے تو وہ کمر پکڑے ہوئے بے چین ہیں۔ معلوم ہوا کہ درد گردہ ہورہا ہے۔ اب کیا کیا جائے وقت اب اتنا نہیں کہ کسی اور کو ساتھ کیا جائے مجھے خیال آیا کہ یہ اتفاقی بات نہیں بلکہ مجھے بلانے کا بہانہ ہے میں باوجود بے سروسامانی کے نہ بستر ہمراہ ہے اور نہ سوائے بدن کے اور کپڑے ہیں میں حضرت کے ہمراہ براؤں شریف آ گیا۔ اور خبر لینے پر پتہ چلا کہ ناصر میاں کا درد کچھ دیر کے بعد ہی کافور بھی ہوگیا۔۔ سبحان اللہ

بتایئے اسے میں سوائے کرامت کے اور کیا کہوں! میرے محب ومخلص جناب مولانا مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب بھی گھر جاتے ہوئے ساتھ ہو گئے تھے وہ ان سب باتوں کے چشم دید گواہ ہیں، ان وجوہ کی بنا پر میں بلا جھجک کہہ سکتا ہوں کہ حضرت شاہ صاحب کی ذات اس زمانے میں کبریت احمر سے بھی زیادہ قیمتی تھی۔ بلاشبہ مسند ارشاد وہدایت پر اسلاف کرام کے سچے جانشین تھے۔

(شریف الحق امجدی، مفتی علامہ، ماہنامہ فیض الرسول، جنوری، فروری 1980ء)

نورانی خواب اور قطب مدینہ کی تعبیر:

مولانا محمد حنیف عزیزی اعظمی ممبئی شیخ الحدیث دارالعلوم محمدیہ جو 86 / 87ء میں اپنے سفر حج وزیارت پر تھے، بیان کرتے ہیں کہ امسال حرمین طیبین کی حاضری نصیب ہوئی۔ وہاں دستور یہ تھا کہ ایک ڈائری میں یومیہ حالات وکوائف پابندی سے درج کرتا رہا۔ ہمارے قافلے میں بائیس زائرین تھے۔ محرم الحرام کے آخری عشرہ میں عارف ربانی مخدومی ومطاعی سیدی شاہ حضرت صوفی محمد یار علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا اور خوب جی بھر کر زیارت کی، چہرہ انتہائی نورانی وتاباں زیرلب مسکراہٹ،

عمامہ اور چہار جانب علماء طلبہ وعوام وخواص کا بے پناہ مجمع ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انوار الٰہی و برکات نبوی کی مسلسل بارش ہو رہی ہے اور ایک طرف سیدی مرشدی الحاج علامہ عبد العزیز صاحب قبلہ کھڑے انتظار کررہے ہیں اور فجر کی نماز کا انتظار ہو رہا ہے۔

یک بیک یہ خیال گزرا کہ اتنا کثیر مجمع اور علماء وعوام کا اجتماع۔ اس مقام پر فوراً ہی جواب بھی سمجھ میں آ گیا کہ کیوں نہ ہو کہ ایک عارف باللہ وعاشق رسول کا مسکن ووطن ہے۔ ہمارے قافلہ کے صوفی محمد صدیق صاحب دہلوی نے مجھے بیدار کیا، اُٹھا اور خواب بیان کیا۔ اور بتایا حرم محترم مکہ میں حضرت کی زیارت مسرت باعث برکت ہے اور ان کی مقبولیت کی دلیل ہے لیکن پریشانی بھی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قبلہ کا انتقال ہو چکا ہے۔ تاریخ نوٹ کر لی گئی۔ پھر صبح کو اطلاع ملی مدینہ طیبہ روانگی ہے۔ مدینہ منورہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ برحق علامہ ضیاء الدین مہاجر مدنی کی خدمت میں حاضری دی اور حضرت شاہ صاحب قبلہ کے بارے میں جو خواب دیکھا تھا اس کی تعبیر دریافت کی۔ آپ نے فرمایا: ہاں ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ حق تعالیٰ کے ولی ہیں۔

ممبئی واپسی ہوئی تو حضرت شاہ صاحب قبلہ (علیہ الرحمہ) کے خلیفہ مولانا محمد صدیق احمد صاحب قبلہ سے ملاقات ہوگئی۔ آپ نے بھی 22 محرم الحرام کو وصال پر ملال فرمایا۔ برجستہ میں نے کہا کہ حرمین طیبین کی زیارت وسفر عشق ومحبت وہاں ایک عارف ربانی کی زیارت اور ان کے جلوہ میں علماء وطلبہ اور عوام وخواص کا بے پناہ ہجوم اور چہرہ دمکتا ہوا اور فجر کا وقت اور عمامہ زیب سر اور مسکراہٹ زیر لب گویا یہ سب بتا رہے تھے: **الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب**۔

(محمد حنیف عزیزی، مولانا، ماہنامہ فیض الرسول اگست ستمبر 1967ء)

کشف وکرامت:

ماہنامہ فیض الرسول قدیم کے کسی شمارے میں شیخ العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی

اعظمی ابو العلائی جہانگیری علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر نے سرکار شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے کشف وکرامت کے بارے میں اپنے گراں قدر مضمون میں اپنے ہی تعلق سے ایک واقعہ نقل فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ لکھتے ہیں کہ ایک بار میں دار العلوم فیض الرسول کے تعطیل کلاں کے موقع پر اپنے وطن گیا اور اپنے ساتھ دار العلوم فیض الرسول کی رسید بھی لے گیا کہ رمضان المبارک میں ادارے کے لیے کچھ چندہ بھی کرلوں گا۔ میں ہی نہ بلکہ دیگر اساتذہ اور طلباء کو دار العلوم کی رسید دی جاتی تھی تاکہ اپنے حلقہ احباب میں چندہ وغیرہ بھی کرلیا کریں۔

حضور شیخ العلماء علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا کہ میں نے اپنے متعلقین ومحبین میں کچھ رسیدیں کاٹیں اور بے خیالی میں زکوۃ وفطرہ کی رقم اپنے اس جیب میں رکھ لیا کہ جس میں خود میرا ذاتی اور نجی پیسہ بھی پہلے سے موجود تھا۔ بہر حال جو چندہ ہونا تھا وہ ہوا اور رمضان المبارک کا مہینہ ختم ہوا۔ چھٹی پوری ہوگئی۔ شوال المکرم میں جب دار العلوم کھلا اور میں براؤں شریف آیا اور دیگر اساتذہ وطلبہ بھی آگئے اور تعلیمی سلسلہ کا آغاز بھی ہوگیا تو ایک دن بعد نماز عصر حضور شعیب الاولیاء نے اساتذہ اور طلباء کی موجودگی میں مجھے مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مولانا صاحب! میں چندے کا پیسہ اپنے پیسے میں نہیں ملاتا۔ سبحان اللہ! قربان جایئے اس انداز ناصحانہ پر۔

حضرت شیخ العلماء لکھتے ہیں کہ آپ کی نصیحت کا منفرد اور انوکھا انداز دیکھو کہ جس سے یہ واقعہ متعلق ہے اس کو مخاطب کیا جارہا ہے مگر کسی کو معلوم بھی نہیں ہوا کہ چوک کس سے ہوئی۔ حاضرین نے تو یہی خیال کیا کہ سب کو نصیحت کی جارہی ہے لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ جس سے چوک ہوئی وہ بخوبی سمجھ گیا کہ آپ مجھ سے فرمارہے ہیں۔ اب حضور شیخ العلماء علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں دنگ رہ گیا کہ کہاں گھوسی اعظم گڑھ (مئو) اور کہاں براؤں شریف اور یہیں سے آپ نے ملاحظہ ومشاہدہ فرمالیا کہ مجھ سے ایسی لغزش ہوئی ہے۔ یہ ہے سرکار شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کا کشف۔ حضور شیخ العلماء فرماتے ہیں کہ

اسی دن سے میں نے عہد کرلیا کہ ایسی حرکت سے بچنے کی پوری پوری کوشش کروں گا اور اس کے بعد زبردست طریقے سے احتیاط کرنا شروع کر دیا اور تادم حیات اس پر کار بند اور عمل پیرا رہا اور آئندہ پھر کبھی ایسا نہیں کیا کہ چندے کا پیسہ اپنے پیسے میں ملا یا ہو۔

محترم حضرات! یہ سرکار شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی کشف و کرامت کا ایک بہت ہی اہم اور نادر واقعہ ہے جسے کسی عام انسان یا اندھی تقلید کرنے والے مرید نے نہیں بیان کیا ہے بلکہ جو علمی و دینی اور تقوی و پرہیز گاری میں خود ایک عظیم شخصیت کا مالک ہے۔ جس کی کتاب زندگی کا ایک ایک ورق صاف وشفاف آئینہ کی طرح نمایاں و درخشاں ہے۔ جو علماء کے مابین بہت ہی قدر وعزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ جسے علمائے کرام نے شیخ العلماء کا انفرادی و امتیازی خطاب دیا جو علوم وفنون کے بے تاج بادشاہ تھے جس کی قدر و عزت خود سرکار شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے۔ جو بہت سے قابل اور باصلاحیت علماء کرام کے اساتذہ تھے۔ جن کی شخصیت پر خود فیض الرسول کو ناز تھا۔ جو شرافت وسادگی کا مجسمہ تھے۔ جو ہم اصاغر کے لیے لعل و گوہر تھے۔ جو کمال وخوبیوں سے مرصع ومزین تھے۔ جنہوں نے دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں حضور محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے ایک سوال کے جواب میں اہم اور انفرادی مقام حاصل کیا۔ جو سرکار شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی خدمت کرنے میں اپنی زندگی کی معراج سمجھتے تھے وہی حضور شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ نے اپنے نوک قلم سے رقم فرمایا ہے۔ اب سوچنے اور غور وفکر کرنے کا مقام ہے کہ اسے کون جھٹلا اور انکار کرسکتا ہے اور کریگا تو وہ کوئی نا اہل ہی ہوگا یا حاسد و تنگ نظر ہوگا۔ اس واقعہ کی سچائی کے لیے حضور شیخ العلماء کا قلم ہی سند عطا کرتا ہے۔

دوسرا واقعہ بھی لگے ہاتھ ملاحظہ کر لیجئے۔ دار العلوم فیض الرسول کے شروعاتی دور میں ادارہ فیض الرسول میں عمارت تعداد طلباء کے اعتبار سے ناکافی تھی۔ صرف وہی جسے احاطہ شریف کہا جاتا ہے بس اتنی ہی عمارت تھی۔ اساتذہ وطلباء کی کثرت کے باعث بعض طلباء مسجد

شعیب الاولیاء میں سو جایا کرتے تھے۔ اتفاق سے ایک رات کوئی طالب علم محتلم (ناپاک) ہو گیا اور اس پر غسل فرض ہو گیا۔ اس بات کو سرکار شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے اپنے مکاشفہ میں ملاحظہ فرما لیا۔ لیکن آپ نے کسی کو یا کسی سے کچھ بھی نہیں کہا البتہ بعد نماز عصر علماء کرام اور طلبائے کرام کے درمیان فرمایا اور فرمایا بھی تو کتنے اچھے طریقے سے فرمایا قربان جایئے۔ آپ نے سب کو مخاطب فرما کر کہا کہ بھئی آج سے کوئی مسجد میں نہ سوئے کیونکہ آج مسجد رو رہی ہے۔ سبحان اللہ! سب کو نصیحت بھی ہو گئی اور جس طالب علم کے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا تھا وہ بھی دل ہی دل میں شرمندہ ہوا۔ یہ ہے کشف سرکار حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ بھی ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ سرکار حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ اپنے دور حسین میں کتنے عظیم و بلند پایہ شخصیت کے مالک تھے اس کا اندازہ ہم جیسے کم علم اور کم شعور نہیں لگا سکتے ہیں۔

بیعت کی ابتدا:

حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی عظمت و رفعت ولایت و کرامت کا چرچہ ہر جگہ ہونے لگا تھا اور خلافت و اجازت سلاسل سے مربوط ہو چکے تھے، اس کے باوجود پیری مریدی کا آغاز نہ فرمایا۔ اگر کوئی آپ سے بیعت ہونا بھی چاہتا تو آپ کسی دوسرے پیر کی طرف رہنمائی فرما دیتے۔ یونہی کچھ دنوں تک یہ معاملہ چلتا رہا اور آپ اپنے آپ کو اس سے بچاتے رہے۔ لیکن یہ سلسلہ کب تک چلتا جب اللہ رب العزت نے آپ کو اس کا اہل بنا دیا تھا۔ آخر ایک نہ ایک دن آغاز ہونا ہی تھا اور آغاز علامہ نسیم بستوی علیہ الرحمہ کے برادر اکبر مولانا نور الحق چشتی علیہ الرحمہ اور ان کے خاص ساتھی و دوست محترم مرحوم ماسٹر ضیاء اللہ حیدر آبادی نے ایک دن طے کر لیا کہ آج ہم لوگ آپ سے مرید ہونے کے لیے ضد پکڑ لیں گے۔ کتنا ہی آپ انکار کریں گے مگر آپ کے دست اقدس میں اپنا ہاتھ دے کر ہی رہیں گے۔

بہر حال طے شدہ پروگرام کے تحت یہ دونوں حضرات حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوئے اور اپنا ارادہ سرکار شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے

سامنے پیش کیا مگر آپ نے انکار کیا اور نفی میں جواب دیا کہ میں مرید نہیں کرتا لیکن ان لوگوں نے پختہ ارادہ اور عزم مصمم کرلیا تھا کہ ہم لوگ حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ سے ہی مرید ہونگے حضرت چاہے جتنا انکار کریں گے لیکن ہم لوگ مانیں گے نہیں۔ خیر جب ان لوگوں کی نیت اور ارادے کو آپ نے محسوس فرمالیا اور جان گئے کہ بغیر مرید کیے یہ لوگ مانیں گے نہیں تو آپ نے ان لوگوں کو اپنے دامن کرم میں لے کر اپنا مرید بنا ہی لیا۔ پھر اس کے بعد سے یہ سلسلہ جاری ہو گیا لیکن پھر بھی جلدی کسی کو مرید نہیں کرتے تھے۔ ہاں مرید ہونے والا جب بہت پیچھے پڑتا تب جا کر کہیں مرید کر لیتے۔ ورنہ پیر سید عبد السبحان علیہ الرحمہ بلہری شریف فیض آباد اور شیر بیشۂ اہلسنت حضرت علامہ حشمت علی علیہ الرحمہ سے مرید ہونے کے لیے حکم فرمادیتے تھے۔

بزرگانِ دین کے مزارات کی حاضری کا سفر:

حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کا غیر منقسم ہند و پاک کے بزرگان دین کے مزارات کی حاضری کا نایاب سفر سکندر پر ضلع بستی سے آغاز فرمایا۔ پہلے آپ سکندر پور سے اپنے وطن مالوف براؤں شریف تشریف لے گئے پھر وہاں سے سکندر پور تشریف لائے۔ آپ کا نورانی سفر ۱۹۲۸ء میں سلسلہ کے بزرگوں کے اشارے پر ہوا۔ آپ نے اپنا ہم سفر بکرم جوت ضلع بستی جو سکندر پور سے چند کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے جناب رمضان علی مرحوم کو بنایا۔ سکندر پور سے پہلے آپ ڈھلمئو شریف ضلع فیض آباد (امبیڈکر نگر، ستھن شریف ضلع سلطان پور، (امیٹھی) جھونسی شریف ضلع الہ آباد اور اپنے مشائخ کرام حضور محبوب الاولیاء علیہ الرحمہ، حضور سیدنا عبد اللطیف شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضور سیدنا عبد الشکور علیہ الرحمہ کے آستانوں پر حاضر ہو کر اپنی عقیدتوں اور محبتوں کا خراج پیش کیا۔

ان تینوں بزرگوں سے آپ کو سلسلہ قادریہ چشتیہ کے علاوہ اور دیگر کئی سلاسل کی خلافت واجازت حاصل تھی۔ پھر آپ نے دہلی، اجمیر شریف، کلیر شریف، گلبرگہ شریف، تونسہ شریف، ملتان، پاکستان، بنگال، بہار اڑیسہ، حیدر آباد (دکن)، احمد آباد گجرات،

بریلی شریف، ممبئی، رنگوں اور بہت سارے عظیم وجلیل اولیاء کرام کے مزارات مقدمہ پر حاضری کے شرف سے مشرف و بہرہ اندوز ہوئے۔ ہمیں کہنے میں ذرا بھی جھجھک اور بے اطمینانی نہیں کہ یہ بھی حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ سرکار کا خاصہ ہے۔ ایسا واقعہ شاید کسی کی بھی زندگی میں نہ ملے۔ اس مبارک سفر کی تکمیل تقریباً ایک سال ایک ماہ اور چند روز پر مشتمل ہے۔ ان تمام اولیائے کرام کا شرف زیارت کے بعد واپس سکندر پور ہی تشریف لائے۔

سرکار شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ جس آستانے پر میں حاضر ہوتا تو جب تک صاحبِ مزار سے ملاقات اور گفت وشنید نہ ہو جاتی اور جب تک صاحبِ قبر کی رہنمائی نہ ہوتی کہ اب آپ فلاں بزرگ کے آستانے پر جاؤ تب تک میں وہیں رہتا۔ حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں کہ کہیں تو جلدی اجازت مل جاتی اور کہیں ہفتہ دس دن اور کہیں کہیں مہینہ بھر ان کی بارگاہ میں رکنا پڑا اور جب تک ان کی اجازت اور رہنمائی نہیں حاصل ہوئی تب تک وہاں سے دوسری جگہ نہیں گئے۔

حضرات یہ ہیں حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ جن کی زندگی کا ہر ہر گوشہ نمایاں و درخشاں اور قابل مدح وتعریف ہے۔

حضور شعیب الاولیاء کے مشائخ:

شیخ المشائخ حضور شعیب الاولیاء حضرت الحاج الشاہ سیدنا محمد یار علی علوی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلۂ قادریہ چشتیہ نظامیہ وسلسلۂ نقشبندیہ سہروردیہ کے مشائخ کرام سے خلافت واجازت حاصل تھی۔ آپ کو آپ کے مشائخ کرام نے اپنے کمالات باطنی و اسرار معنوی سے خوب سے خوب نوازا تھا جس کا فیضان آج بھی جاری وساری ہے۔

مرشد بیعت:

محبوب الاولیاء حضرت شاہ محبوب علی علیہ الرحمہ آپ کے مرشد بیعت ہیں جو سلسلۂ قادریہ کے مسلم الثبوت بزرگ ہیں۔ آپ ان کے دست اقدس پر بیعت ہوئے اور ان سے خلافت واجازت حاصل کی اور ایک عرصہ تک آپ کی خدمت میں رہ کر روحانی فیوض و

برکات سے مستفید ہوئے۔ حضرت شاہ محبوب علی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کا مزار پاک ڈھلمئو شریف ضلع فیض آباد (امبیڈکر نگر) میں ہے جو مرجع خلائق ہے اور ایک عالم آپ کے فیوض وبرکات سے مالا مال ہورہا ہے۔ آپ نہایت متواضع اور منکسر المزاج بزرگ تھے، عزلت پسندی و گوشہ نشینی کے باوجود بھی حیات ظاہری میں آپ کے کشف و کرامات کا ذکر سن کر کشاں کشاں لوگ جوق در جوق آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر بلا واسطہ فیضیاب ہوتے تھے اور بعد وصال بھی سرکار شعیب الاولیاء حضرت شاہ محمد یار علی رحمۃ اللہ علیہ کی آفاقی شہرت کے سبب لاکھوں لوگ داخل سلسلہ ہوکر بالواسطہ مستفید ہوئے اور رہتی دنیا تک مستفیض ہوتے رہیں گے۔

مرشدین اجازت

حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کو سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں اپنے وقت کے عظیم ترین بزرگ قطب الاقطاب حضرت شاہ عبد اللطیف صاحب قبلہ علیہ الرحمہ سے خلافت و اجازت حاصل تھی۔ حضرت قطب الاقطاب شاہ عبد اللطیف علیہ الرحمہ اتباع سنت اور احیائے ملت کی وجہ سے اپنے معاصر بزرگانِ دین میں امتیازی شان کے حامل تھے۔ غالباً یہی وجہ تھی کہ قطب الاقطاب سے (سفر بریلی کے موقع پر) امام اہلسنت حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بوقت ملاقات نہایت اعزاز و اکرام سے پیش آتے اور پہلو بہ پہلو بیٹھ کر گھنٹوں شریعت وطریقت کے رموز و اسرار پر گفتگو فرماتے تھے۔ آپ کے نظر کیمیا اثر ہی کی تاثیر ہے کہ آپ کی بارگاہ سے اکتساب فیض کے بعد حضرت شعیب الاولیاء کی اتباع واستقامت فی الدین میں نکھار پیدا ہوا کہ آپ نے اس وصف میں وہ اپنے معاصرین اور قران پر سبقت لے گئے۔

(عارف اللہ، ملک مولانا، ماہنامہ فیض الرسول ستمبر اکتوبر 1984ء)

ایک سو تیس سال کی عمر میں جب آپ مرض الموت میں مبتلا تھے ضعف ونقاہت اس درجہ کہ دوسرے کے سہارے پر بھی دو قدم چلنے سے معذور تھے مگر اس حالت میں بھی

نماز با جماعت کے اس قدر پابند کہ کبھی تکبیر اولیٰ نہ فوت ہوئی۔ آپ با کرامت بزرگ اور خدا رسیدہ ولی تھے، آپ سے سیکڑوں کرامتوں کا ظہور ہوا، انہیں کرامتوں میں سے ایک روشن کرامت یہ بھی ہے کہ حضرت شعیب الاولیاء شاہ محمد یار علی علیہ الرحمہ جب ایک بار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رخصت ہوتے وقت آپ نے حضرت شعیب الاولیاء کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لے کر اس طرح ارشاد فرمایا کہ ”میاں نماز تو نماز، جماعت تو جماعت، جب تکبیر اولیٰ نہ چھوٹے اور یہی نماز اللہ تعالیٰ سے ملا دے گی“

حضرت شاہ عبداللطیف علیہ الرحمہ کی زبان مبارک سے ادا ہونے والے یہ چند جملہ حضرت شعیب الاولیاء محمد یار علی قدس سرہ کے لیے پتھر کی لکیر بن گئے۔ اس واقعہ کو کم وبیش اڑتالیس سال گزر گئے تھے لیکن سفر وحضر اور سخت بیماری کی حالت میں بھی شیخ طریقت کے ناصحانہ کلمات کو اپنی زندگی کا اہم معمول بنائے رہے یعنی نماز تو نماز جماعت تو جماعت کبھی تکبیر اولیٰ بھی آپ سے فوت نہ ہوئی۔

(جلال الدین احمد امجدی، مفتی علامہ، ماہنامہ فیض الرسول، نومبر 1965ء)

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پُر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

سلسلۂ نقشبندیہ سہروردیہ میں آپ کو حضرت سیدنا شاہ عبدالشکور صاحب قبلہ جھونسوی علیہ الرحمہ سے بھی خلافت واجازت حاصل تھی۔ حضرت سیدنا شاہ عبدالشکور صاحب قبلہ علیہ الرحمہ اپنے وقت کے صاحب کشف وکرامت وصاحب تصرف بزرگ تھے۔ جھونسی شریف اتر پردیش کے مشہور شہر الہ آباد کے قریب ایک مشہور قصبہ ہے۔

(عارف اللہ، ملک مولانا، ماہنامہ فیض الرسول ستمبر اکتوبر 1984ء)

مخدومۂ اہلسنت زوجہ محترمہ حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے دو نکاح فرمایا تھا آپ کی دونوں ازواج نیک سیرت وصوم وصلاۃ کی پابند تھیں جن کو دیکھ دیگر خواتین رشک کرتی تھیں زوجہ اولی خدیجہ

بی علویہ جو اسنگواں کی رہنے والی تھیں جن کے بارے میں اسنگواں کے لوگ و براؤں شریف و خاندان کے لوگ بھی اس طرح گواہی دیتے ہیں کہ آپ کے چہرے پر حیا تھی۔ نہایت صوم وصلاۃ کی پابند اور خاوند کی مددگار اور شوہر کی فرمابردار اپنی عصمت کی محافظ تھی چنانچہ منقول ہے کہ حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پیر بتنی شریف کی مسجد و درگاہ کی تعمیر کے لیے کچھ پیسہ کی ضروت تھی آپ نے اپنی اہلیہ محترمہ خدیجہ بی علوی سے فرمایا کہ زیورات کہاں ہیں؟ آپ نے عرض کیا کہ یہ لیجے، اس کو مسجد اور درگاہ کی تعمیر وتوسیع میں لگا دیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے میں نے ہبہ کیا۔ حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ زیورات پیر بتنی شریف کی مسجد اور تعمیر درگاہ میں صرف کر دیا۔ آپ خوش اخلاق بھی تھیں جیسا کہ عائشہ بی علویہ بنت لائق علی علوی بیراگی گاؤں بیان کرتی ہیں کہ ہم سب چھوٹی چھوٹی تھیں، آپ کبھی کبھی حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ لائق علی علوی کے دولت کدہ پر تشریف لاتی تھیں۔ ہمیں خوب یاد ہے کہ کچھ بھی کہتی تھیں چہرے پر مسکراہٹ کے آثار ظاہر رہتے۔ کبھی ہم لوگوں پر ناراض نہیں ہوتی دیگر خواتین کو وعظ نصیحت فرماتیں اور نماز کی تاکید کرتیں۔ صابرہ وشاکرہ بھی تھیں، جس کے کثیر نظائر موجود ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی اولاد اطہار آپ کی بہت خدمت گزار تھیں۔

ایک مرتبہ شہزادۂ شعیب الاولیاء احمد رضا بابو میاں علیہ الرحمہ اپنی والدہ سے عرض کرتے ہیں کہ امی جان! ہمیں خدمت کرنے کا موقع نہیں ملتا ہے، میں بھی اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت کرنے کا متمنی ہوں مگر میرے برادران مجھے موقع نہیں دیتے لہٰذا آپ میرے لیے وقت متعین فرما دیجئے۔ اس کے بعد سرکار حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی زوجہ اولی خدیجہ بی علویہ نے جملہ شہزادگان (صاحبزادہ یعقوب علی علوی، صاحبزادہ محمد صدیق احمد علوی، صاحبزادہ محمد فاروق احمد علوی، صاحبزادہ علی حسین علوی) سے فرماتی ہیں کہ تم لوگ تھوڑا سا وقت احمد رضا (بابو میاں) کے لیے چھوڑ دیا کریں۔ وہ بھی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد آپ کے شہزادگان نے آپس میں مشورہ کر کے تھوڑا سا وقت

احمد رضا بابو میاں کے لیے متعین فرمادیا۔حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی زوجہ اولیٰ سے اللہ تعالیٰ نے دو پیدائشی ولی ظاہر فرمایا (1) سرکار حضور مظہر شعیب الاولیاء صاحبزادہ محمد صدیق احمد علوی قادری چشتی علیہ الرحمہ، سابق سجادہ نشین خانقاہِ عالیہ قادریہ یارعلویہ وناظم اعلیٰ مرکزی درسگاہ دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف، (2) مادرزاد ولی حضرت احمد رضا عرف بابو میاں علیہ الرحمہ۔حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجہ اولی خدیجہ بی علویہ کی ذات کا اندازہ صرف اس سے لگا سکتے ہیں کہ ان کے بطن پاک سے دو پیدائشی اللہ کے ولی پیدا ہوئے۔آپ کی دینی و دنیاوی خدمت کی بنیاد پر آپ کو مخدومہ اہلسنت کہتے ہیں۔

وصال پر ملال:

شیخ المشائخ حضور شعیب الاولیاء نے اپنا روحانی مشن پورا کر کے اور انتہائی ضعف و نقاہت اور شدید مرض کی حالت میں بھی زندگی کی آخری نماز عشاء باجماعت تکبیر اولی کے ساتھ ادا کر کے 23 / محرم الحرام 1387ھ مطابق 4 / مئی 1967 عیسوی شب جمعرات ایک بجکر 25 منٹ پر دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی، انا للہ وانا الیہ راجعون، براؤں شریف میں آپ کا مزار پاک مرجع خلائق اور منبع فیوض و برکات ہے۔

نوٹ: ایک چیز میں نے نوٹ کی ہے وہ یہ کہ آپ کے ولادت کا سال چاہے عیسوی ہو یا ہجری پر اخیر کا عدد (7) سات ہے ایسے ہی انتقال کا سال خواہ عیسوی ہو یا ہجری اس میں بھی اخیر کا عدد سات ہی ہے۔

تجہیز و تکفین حضور شعیب الاولیاء:

نبیرۂ شعیب الاولیاء صاحبزادہ صوفی محمد یوسف علوی و صاحبزادہ علی مرتضی علوی نے بیان کیا کہ حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کو غسل آپ کے صاحبزادگان حضور صدیق الاولیاء صوفی محمد صدیق احمد علوی، علی حسین علوی، فاروق احمد علوی، صاحبزادہ یعقوب علی کی جگہ نبیرۂ شعیب الاولیاء صاحبزادہ محمد یوسف علوی نے غسل دیا تھا اور آپ کی نماز جنازہ

حضرت شیخ العلماء علامہ اویس حسن غلام جیلانی اعظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے پڑھائی تھی۔

ازواج واولاد:

دنیا میں گھریلو زندگی میں انسان کو جانچا اور ناپا جاتا ہے کہ لوگ کہاں تک اہل قرابت سے اسلامی برتاؤ کرتے ہیں، اور کہاں تک اخلاق و کردار میں بہتر ہیں، اور کہاں تک اہل قرابت سے اسلامی برتاؤ نہیں کرتے ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے: **خیر کم من خیر کم لاھلہ، و انا خیر کم لاھلی۔** تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ بیوی بچوں کے لیے بہتر ہو، اور میں اپنے اہل وعیال کے لیے بہتر ہوں،

سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد عالیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ گھریلو زندگی پرسنل لائف سے انسان کو ناپا جائے گا، ایمان واعتقاد کے بعد جو اہل خانہ کے لیے بہتر ہو وہ بہتر مانا جائے گا،

(1) عنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اِنَّ مِنْ اَحَبِّکُمْ اِلَیَّ اَحْسَنَکُمْ خُلُقًا۔

(مسند احمد: ۶۷۶۷م)

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک میرے نزدیک تم میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے، جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے۔

(2) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اَلاَ اُنَبِّئُکُمْ بِخِیَارِکُمْ؟ قَالُوْا: بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللهِ!، قَالَ: خِیَارُکُمْ اَطْوَلُکُمْ اَعْمَارًا وَاَحْسَنُکُمْ اَخْلَاقًا۔ (مسند احمد: ۹۲۲۴)

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں پسندیدہ لوگوں کے بارے میں خبر نہ دوں؟ لوگوں نے

کہا: جی کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جن کی عمریں لمبی ہوں اور اخلاق اچھے ہوں۔

(3) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومنوں میں سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جو ان میں سب سے بہتر اخلاق والا ہے۔ (ابوداؤد:4682)

حدیث مصطفی ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس تناظر میں حضور شعیب الاولیاء ایک کردار تھے، آپ گفتار تو گفتار کردار کے بھی بادشاہ تھے۔

آپ کے اہل وعیال (زوجہ، صاحبزادگان) سب خوش تھے قرابت اور صلہ رحمی کے اعتبار سے آپ ایک آئیڈیل تھے، آپ سے آپ کی والدین مکرمین خوش، برادران صاحبان، سب خوش اور مطمئن تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو زوجۂ اولی سے پانچ (5) صاحبزادے اور دو (2) صاحبزادیاں سے نوازا تھا، جن کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

(1) حضرت مولوی صاحبزادہ صوفی محمد یعقوب علی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ

(2) حضرت مولانا الحاج صاحبزادہ صوفی محمد صدیق احمد قادری چشتی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ، سابق سجادہ نشین خانقاہ عالیہ فیض الرسول و ناظم اعلیٰ دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف

(3) حضرت صاحبزادہ علی حسین علیہ الرحمہ

(4) حضرت مولوی صاحبزادہ محمد فاروق احمد صاحب علیہ الرحمہ، سابق منیجر دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف

(5) حضرت صاحبزادہ عبدالنبی (احمد رضا) عرف بابومیاں علیہ الرحمہ

صاحبزادیاں جن کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

(1) محترمہ سیدہ خاتون

(2) محترمہ حمیدہ خاتون

نوٹ: سرکار حضور شعیب الاولیاء نے اپنا جانشین سرکار حضور مظہر شعیب الاولیاء صاحبزادہ محمد صدیق احمد قادری چشتی علیہ الرحمہ کو بنایا۔ اور ایک موقع پر سرکار حضور شعیب الاولیاء نے سرکار حضور مظہر شعیب الاولیاء کو اپنا جان بھی فرمایا۔ اور زوجہ اولیٰ سے دو۲ اللہ کے ولی پیدا ہوئے۔ ایک (1) سرکار حضور مظہر شعیب الاولیاء صاحبزادہ محمد صدیق احمد قادری چشتی علیہ الرحمہ اور دوسرے (2) صاحبزادہ عبدالنبی (احمد رضا) عرف بابو میاں علیہ الرحمہ جو پیدائشی ولی تھے۔

اللہ رب العزت نے آپ کو زوجۂ ثانی سے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیوں سے نوازا تھا۔ جن کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

(1) حضرت علامہ مولانا الحاج صاحبزادہ غلام عبدالقادر علوی صاحب قبلہ براؤں شریف

(2) حضرت ڈاکٹر صاحبزادہ عبدالقادر ثالث صاحب قبلہ براؤں شریف

(3) صاحبزادہ غلام عبدالقادر رابع ایل ایل بی صاحب قبلہ براؤں شریف

صاحبزادیاں جن کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

(1) محترمہ زبیدہ خاتون

(2) محترمہ طیبہ خاتون

باب سوم

شعیب الاولیاء ایوارڈ یافتگان

(1) 22 رفروری 2024ء کو حضرت مولانا ارشاد علیمی کے سرپرستی میں بعد نماز مغرب جامعہ علیمیہ ڈمرواڑی میں شب برأت کے متعلق بیان کرنے کا موقع ملا نماز عشاء سے پہلے پروگرام ختم ہوا نماز عشاء پڑھنے کے بعد نوری جامع مسجد چتر کوٹ عمر گاؤں میں محفل شب برأت کے پر حسین موقع پر خصوصی مقرر کے حیثیت سے شرکت کی فضائل شب برأت کے موضوع پر مختصر بیان کیا۔ بیان کے بعد وہاں کے اراکین اور مولانا ارشاد علیمی اور مولانا راشد علیمی خطیب وامام نوری جامع مسجد چتر کوٹ عمر گاؤں ولساڑ گجرات اور نائب امام حضرت قاری ابرار حسین علیمی، حضرت مولانا غلام مجتبیٰ علیمی صاحب قبلہ اور دیگر علمائے کرام کی موجودگی میں دینی ملی سماجی خدمات کے اعتراف میں فقیر قادری نبیرۂ شعیب الاولیاء صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری چشتی مدظلہ العالی چیف ایڈیٹر مجلہ سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء وسجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ یارعلویہ براؤں شریف کو ''شعیب الاولیاء ایوارڈ'' سے نوازا گیا۔

(2) عرس شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے موقع پر سیاح ایشیاء ویورپ حضرت مولانا محمد شفیق الرحمن عزیزی صاحب قبلہ مدظلہ العالی مفتی اعظم ہالینڈ کو مورخہ 22 محرم الحرام 1445ھ/ مطابق 10 اگست 2023ء میں شہزادۂ حضور شعیب الاولیاء مفکر اسلام حضرت علامہ غلام عبدالقادر علوی صاحب قبلہ مدظلہ العالی منیجر دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر کے دست مبارک سے علماء مشائخ کی موجودگی میں ''شعیب الاولیاء ایوارڈ'' سے نوازا گیا

(3) نبیرۂ اعلیٰ حضرت جامع علوم وفنون پیر طریقت ممتاز العلماء حضرت علامہ

مولانا مفتی محمد ارسلان رضا صاحب قبلہ خان بریلی شریف کو مختلف مقامات پر آپ کی صلاحیت وخدمات کے اعتراف میں ''شعیب الاولیاءایوارڈ'' سے نوازا گیا۔

جس سے آپ کو اسی سال آپ کے مادرعلمی دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف میں ۲۲ رمحرم الحرام کو منعقد ہونے والے سالانہ جلسہ دستار بندی میں نوازا گیا۔

(4) مورخہ 15 مارچ 2022 / بروز منگل شیخ ڈیہہ، ضلع سدھارتھ نگر میں فخر صحافت ادیب شہیر حضرت علامہ مولانا محمد قمرانجم قادری فیضی صاحب کو بموقع رحمت عالم کانفرنس آپ کی ادبی صحافتی خدمات کے اعتراف میں ''حضرت شعیب الاولیاء ایوارڈ'' تفویض کیا گیا۔

(5) مورخہ 28 رفروری بروز منگل 2023ء کو سرزمین پچھکٹوا اُترولہ ضلع بلرامپور میں ''تحفظ ایمان کانفرنس'' کا انعقاد کیا گیا تھا۔ جس میں علاقہ اینٹی رام پور ضلع بلرامپور میں علمی ودعوتی خدمات کے اعزاز میں شہزادہ استاذ العلماء خطیب ہردلعزیز حضرت علامہ مولانا حامد رضا فیضی صاحب قبلہ اترولہ ضلع بلرامپور کو، حضور شعیب الاولیاء ایوارڈ اور میڈل دیا گیا۔

وہ باتیں جن سے خوشبو آئے

حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی وہ باتیں جن سے خوشبو آئے ملاحظہ فرمائیں۔

(1) طمع نہ کر منع نہ کر، جمع نہ کر۔ عرض کیا گیا کہ حضور اس کا مطلب کیا ہوا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: جمع نہ کر، کا مطلب یہ ہے کہ رب العالمین نے بندے کو جو کچھ دیا ہے اس پر مطمئن رہے، دوسروں کی چیزوں کو دیکھ کر لالچ نہ کرے۔ پھر فرمایا کہ منع نہ کر کا مطلب یہ ہے کہ سائل بندے کے پاس موجود چیزوں میں سے جس کا طالب ہو بندہ اسے دینے میں بار محسوس نہ کرے۔ جمع نہ کر کا مطلب یہ ہے کہ بندہ رب کی عطا پر بھروسہ رکھے دنیاوی چیزوں پر بھروسہ نہ رکھے اس خیال سے کہ اس کو جمع رکھے۔

(2) جھوٹ بولنے سے سخت پرہیز کرو، اس لیے کہ جھوٹ بہت سے گناہوں کی جڑ ہے۔

(3) انسان کو ہر ایسی بولی سے زبان کو بچانا چاہیے جو نجس قرار دی گئی ہے، خواہ جھوٹ ہو یا غیبت یا چغلی یا گالی گلوج ہو یا جو بھی خلاف حق الفاظ ہوں، اس لیے کہ زبان خدا اور رسول کا پیارا نام لیتی ہے اور آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ کو پڑھتی ہے۔

(4) نگاہ آیات قرآنیہ کی زیارت کرتی ہے نگاہ کا غلط استعمال سخت برا ہے۔

(5) انسان کو عقائد حقہ کی محافظت میں اللہ واسطے دوستی، اللہ واسطے دشمنی کرنا چاہیے۔ اللہ کے دربار میں یہ بہت پیارا عمل ہے۔ اس کے عمل نہ کرنے سے انسان سخت خسارہ میں پڑ جاتا ہے۔ حق بات میں کسی کی رعایت ہرگز درست نہیں۔

(6) علمائے حق نائب رسول اور لائق احترام و قابل قدر ہوتے ہیں، عالم دین جب تک ضروریاتِ دینیہ اور معمولاتِ مذہب اہلسنت پر قائم رہے میری نظر میں لائق تعظیم ہے لیکن معاذ اللہ! اگر وہ عقیدہ باطلہ وعقیدہ حقہ کے درمیان فرق کرنے کے بجائے دونوں کے یکساں ہونے کا قائل ہو جائے تو ایسے عالم کو جوتے کی ٹھوکر لگاتے ہوئے کہوں

گا کہ ہٹ خبیث! جب تُو خدا اور رسول جل مجدہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نہیں رہا، تو میرا تجھ سے کیا واسطہ۔

(7) انسان اگر موت سے ڈرنے لگا تو اس کے لیے تنکا بھی بھاری ہے اور اگر موت کا ڈر ختم ہو جائے تو پہاڑ جیسی چیز کو بھی زیر کر دینا اس کے لیے سہل ہے۔

(8) لوگ روزی کی تلاش میں پریشان رہتے ہیں صحیح معنوں میں رب العالمین پر بھروسہ ہو جائے تو انسان کو روزی خود تلاش کرے گی۔

(9) کوئی مہمان اگر بے نمازی ہے تو مہمان ہونے کی وجہ سے کھانا تو کھلا دوں گا لیکن خانقاہ میں اسے قیام کی ہرگز اجازت نہ دوں گا تاوقتیکہ وہ نماز نہ پڑھے۔

(10) میرے پیر و مرشد میرے استاذ اور میرے والدین مجھ سے راضی ہو گئے ہیں، دنیا راضی رہے یا نہ رہے مجھے اس کی فکر نہیں۔

(11) اس دور پر فتن میں اوراد و وظائف سے اور ہر قسم کے اعمال سے بہتر یہ ہے کہ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ پر عمل پیرا ہو کر عقائد حقہ کی تبلیغ و اشاعت میں زندگی گزارے۔

(12) طالب علم کی نسبت دیگر علوم وفنون کے عقائد کی طرف خاص توجہ ہونا ضروری ہے۔

(13) مقرر و واعظ کے لیے خشیت الٰہی نہایت ضروری ہے، کامیاب واعظ و مقرر وہی ہے جس کی تقریر و وعظ میں وہی کلمات آئیں جنہیں خدا و رسول پسند فرمائیں، عوام پسند کریں یا نہ کریں اس کی پرواہ نہ کرے محض عوام میں مقبول اور پسندیدہ بننے کی غرض سے اور خوب داد لینے کی خواہش سے وعظ وتقریر کے ممبر پر غیر مستند باتوں اور بے سروپا قصوں کو بیان کرنا سخت محرومی اور زبردست ناکامی کا باعث ہے۔

(14) رزق کے حصول میں مخلوق سے تمنا نہ کرے کہ فلاں سے اتنا اور فلاں سے وہ حاصل ہو جائے، رب تعالیٰ جل جلالہ وجل شانہ کی بارگاہ میں تمنا کرے بندہ جب اس

وصول کو اپنا لیتا ہے تو اس کے حصول تمنا کے لیے منجانب اللہ سامان غیب سے ہو جاتا ہے۔

(15) جس نے ایک حرف پڑھایا وہ بھی استاذ ہے، استاذ کی خوشی میں کامیابی ہے، طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ استاذ کے بارے میں حسن نیت کا خیال رکھے اور ادب کرے ورنہ فیضان سے محرومی کا اندیشہ ہے، بے ادبی بڑی خطرناک چیز ہے، مثنوی شریف میں ہے۔۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

(ماخوذ ماہنامہ فیض الرسول، جنوری 1990)

(16) فنافی الشیخ ہونا بہت اہم ہے اگر انسان کو یہ نعمت حاصل ہو جائے تو فنافی اللہ وفنافی الرسول کی منزلیں اس کے لیے آسان ہیں۔ (جنتری فیض الرسول 1992 سے ماخوذ)

(17) میں توکل کے سارے حرفوں میں سے الف کی تختی کورٹ رہا ہوں رب بے نیاز پر جسے صحیح توکل نصیب ہو جائے تو غیب سے اس کے لیے سامان ہونے میں شک نہیں۔ میں اس درخت کو خوب پہچانتا ہوں جس سے کیمیا بنتا ہے لیکن مجھے اس کی کیا حاجت؟ جب رضائے الٰہی حاصل ہو جائے تو دست غیب خود حاصل ہو جاتا ہے، خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ان کے کرم پر مجھے اعتماد ہے۔ میرے سامنے اگر ناکامی کا باعث ہے۔ لوگ خالی پیٹی اُلٹ پلٹ کر تالا بند کر کے چابی بھی میرے ہاتھ میں دے دیں، جتنے لاکھ طلب کریں اتنے ہی اللہ کا نام لے کر اس پیٹی سے نکال دوں گا ان شاء اللہ! اور اگر ایسا نہ ہو جائے تو میں فقیری کی گدی سے اُتر جاؤں گا۔

(ماخوذ از جنتری فیض الرسول، ۱۹۹۲ء)

(18) دولت مند وہ شخص ہے جو خدا کی دی ہوئی تھوڑی چیز پر بھی خوش اور مطمئن رہے۔

(19) لوگ دُکھ میں مبتلا ہو کر خدا کو یاد کرتے ہیں اگر سکھ کی حالت میں خدا کو یاد

کریں تو پھر دُکھ کیوں ہو جو مجھے بیمار دیکھ رہے ہو یہ میرا ظاہری جسم ہے لیکن باطنی جسم بیمار نہیں، اگر اس وقت باطنی جسم میں پیادہ چلنے لگوں تو لوگ میرا ساتھ نہ پائیں۔

(ماخوذ از جنتری فیض الرسول، ۱۹۹۲)

(20) باطنی نجاستیں مثلاً جھوٹ اور غیبت وغیرہ سے طہارت حاصل کرنی ہو تو توبہ و استغفار کرے اور ذکر نفی و اثبات پاس و انفاس اور تصور شیخ عمل کرے لیکن یہ عمل بھی اس وقت کارگر ہوگا جب طالب توبہ کرنے کے بعد تمام فرائض، واجبات اور سنن مؤکدہ کا سختی سے عامل ہو جائے اور جملہ محرمات سے خود کو حتی المقدور محفوظ و مامون رکھے اس قلب و روح اور ضمیر باطنی کثافتوں اور روحانی آلودگیوں سے پاک و صاف ہو کر مجلی و مصفی ہو جاتے ہیں، نیک اعمال کی طرف دل کا میلان ہوتا ہے اور گناہوں سے نفرت و بیزاری ہونے لگتی ہے۔ (سوانح شیخ المشائخ صفحہ 32)

(22) تعلیمی ادارے قائم کرنا بڑے ثواب کا کام ہے اور اول تو اس لیے کہ طریقت بغیر شریعت حاصل نہیں ہو سکتی، دوسرے اس لیے کہ انبیائے کرام اور رسلان عظام صرف وظائف و نماز ہی کے لیے دنیا میں مبعوث نہیں ہوئے تھے بلکہ عبادات و اعمال کے ساتھ ساتھ دین متین کی تعلیم و اشاعت کی غرض سے بھی بھیجے گئے تھے، صرف روزہ، نماز، حج، زکوۃ اور وظیفہ پڑھنے والا صوفی اپنے آپ کو سنبھال سکتا ہے، مگر دوسروں کو سنبھالنا علم دین ہی کے ذریعے ممکن ہے، حاصل یہ ہے کہ فرائض و واجبات سنن و نوافل اور اوراد و وظائف کے ساتھ ہی ساتھ دین و اسلام کی تعلیم و تدریس کا فریضہ بھی انجام دینا ازبس لازمی ہے جس سے خود بھی سنبھلے اور خلق خدا کو بھی سنبھالے، جو صالح اور با عمل علمائے اہلسنت تدریسی امور بھی انجام دیتے ہیں وہ انبیائے کرام کی سنت پر عمل پیرا ہیں۔

(سوانح شیخ المشائخ صفحہ 150)

OOOOOO

درشان: نازش اصفیا حضور شعیب الاولیا الشاہ محمد یار علی علیہ الرحمہ
براؤں شریف

کاروانِ معرفت کے معتمد یار علی	ذات تیری سالکِ حق کی سند یار علی
تیرے لہجے میں جمال آگہی کا تھا وفور	تیرا گفتہ تھا نہایت مستند یار علی
تیرا پیکر پاک طینت، تیری سیرت نور زار	''مجمع البحرین'' تیرا سرو قد یار علی
سر پہ ہو سایہ کناں تیری نوازش ہر گھڑی	شاملِ ہستی رہے تیری مدد یار علی
تیرے اقبال و شرف کا ہے ستارہ اوج پر	قید کر سکتے نہیں ہم تیری حد یار علی
تیری شانِ لطف ہو وسعت کا پیراہن لیے	گونج ہو تیری جہاں میں تا ابد یار علی
تیری جرأت پر زمانہ پیش کرتا ہے سلام	کارزارِ عزم و ہمت کے اسد یار علی
آبلہ پائی کی لذت چکھ کے آتے ہیں سدا	تیری دریوزہ گری کو نیک و بد یار علی
ہاتھ آ سکتا نہیں اس کو گہر اقدار کا	جو ترے دربار کا ہے مسترد یار علی
افسرِ علوی تری تقدیر ہے کتنی بھلی	نورِ بزمِ اصفیا ہیں تیرے جد، یار علی

ہے دعاے نوریِ نغمہ سرا آٹھوں پہر
تا عمر ملتی رہے علمی رسد یار علی

فیض العارفین نوری علیمی شراوستی، یوپی

۲۰؍جمادی الاول ۱۴۴۶ ہجری/ ۲۳؍نومبر ۲۰۲۴ عیسوی، بروز سنیچر

منقبت درشان حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ

دیا رب نے تجھے رتبہ شعیب الاولیاء میرے
ہوا ہر سو ترا چرچا شعیب الاولیاء میرے
جنہیں بھی گھیر رکھا ہے زمانے کے مصائب نے
انہیں کر دیجئے اچھا شعیب الاولیاء میرے
تڑپتا ہوں زیارت کیلیے دل میں تمنا ہے
دکھا دیجے مجھے جلوہ شعیب الاولیاء میرے
بھٹکنے کی ضرورت پھر نہ ہوگی دہر میں مجھ کو
بنالیجے مجھے اپنا شعیب الاولیاء میرے
میں دامن کو پسارے ہوں دربار اقدس میں
عطا کر دیجیے صدقہ شعیب الاولیاء میرے
زمانہ ساتھ میں مل کر نہیں کر پاتا ہے جو بھی
کیے ہیں کام وہ تنہا شعیب الاولیاء میرے
ادارہ دلنشیں اک کرکے قائم بالیقیں ساقی
کیے صحرا کو بھی دریا شعیب الاولیاء میرے

از: غلام غوث ساقی تنویری
گوراچوکی گونڈہ یوپی

منقبت درشان سرکار شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ

پیکر رشد و ہدایت ہیں شعیب الاولیا　　صاحب کشف وکرامت ہیں شعیب الاولیا
عاشق مہر نبوت ہیں شعیب الاولیا　　پیشوائے دین و ملت ہیں شعیب الاولیا
جن کی ذات پاک سے آتی ہے خوشبوئے علی　　وہ گلِ باغِ ولایت ہیں شعیب الاولیا
واقعی وہ دل بنا گھوارۂ عشق و وفا　　بن گئے جس دل کی چاہت ہیں شعیب الاولیا
شاہِ جیلاں کی کرامت پرتو ہند الولی　　عاشقوں کے دل کی راحت ہیں شعیب الاولیا
علم وفن زہد وطہارت میں نہیں جن کی نظیر　　ایسے پابندِ شریعت ہیں شعیب الاولیا
مرجع خلق خدا ہے آستانہ آپ کا　　خوب سیرت نیک طینت ہیں شعیب الاولیا
چرخ شہرت کے مثالی آفتاب و ماہتاب　　سنیت کی جاہ وحشمت ہیں شعیب الاولیا
جن سے اہل اللہ بھی پاتے ہیں فیضِ بے بہا　　وہ عطائے اعلیٰ حضرت ہیں شعیب الاولیا
پاس دین وشرع کا جس جا سدا رکھا گیا　　عدل کی ایسی عدالت ہیں شعیب الاولیا
علم وحکمت کا ادب کا باغ ہے فیض الرسول　　اس پہ کرتے حاکمیّت ہیں شعیب الاولیا

افسرِ علوی متینی کیوں نہ پھر پھولیں پھلیں
ان کی عز وشان وشوکت ہیں شعیب الاولیا

از **شاداب متینی علیمی سدھارتھ نگری**

سیرتِ شعیب الاولیاء

س۔

سب پہ کرتے ہیں کرم حضرت شعیب الاولیاء ہیں سخی اور صاحب ثروت شعیب الاولیاء

ی۔

یاد سے ہے آپ کی معمور یہ سینہ مرا خواب میں دکھلایئے صورت شعیب الاولیاء

ر۔

رب اکبر کے کرم سے آج پورے دہر میں آپ کی ہر سمت ہے شہرت شعیب الاولیاء

ت۔

تیرے دامن کی ہوا جس کو میسر ہوگئی ہوگیا وہ شخص خوش قسمت شعیب الاولیاء

ی۔

ہے یقیں یہ روز محشر خلد میں جائیں گے ہم آپ سے ہم کو جو ہے نسبت شعیب الاولیاء

ا۔

ابن طالب حضرت شیر خدا کی آل ہیں آپ کی اونچی ہے یوں عظمت شعیب الاولیاء

ر۔

رہزن ایمان سے میں خوف کھا سکتا نہیں آپ جب ہیں ساتھ میں حضرت شعیب الاولیاء

ع۔

عادت واخلاص کی تعریف میں کیسے کروں چھوٹی نہ تا زندگی سنت شعیب الاولیاء

ل۔

لا نہیں سکتا زمانہ آپ کی سچ میں مثال زہد وتقوی میں ڈھلی سیرت شعیب الاولیاء

ی۔

یہ کرم ہے بے بہا خالد پہ بیشک آپ کا آپ کی جو مل گئی قربت شعیب الاولیاء

خالد حشمت حشمتی سدھارتھ نگری

منقبت در شان سرکار شعیب الاولیاء

تو ہے میری جاں شعیب الاولیاء — تُجھ پہ میں قرباں شعیب الاولیاء
کس نے چمکائی براؤں کی زمیں — تم ہو وہ انساں شعیب الاولیاء
بد عقیدے دیکھ کر رتبہ ترا — ہیں سبھی حیراں شعیب الاولیاء
کیجئے آباد اپنے فضل سے — قلب ہے ویراں شعیب الاولیاء
جنتی انسان وہ بیشک ہوا — تھاما جو داماں شعیب الاولیاء
خوب تر اس کو نوازے آپ ہیں — آیا جو مہماں شعیب الاولیاء
آج جو مشہور ہے فیض الرسول — ہے ترا فیضاں شعیب الاولیاء
آج بھی نجدی وہابی قوم ہے — آپ سے لرزاں شعیب الاولیاء
آپ کے در کی غلامی میں کروں — دل میں ہے ارماں شعیب الاولیاء
فضل رب سے آپ کا کل دہر میں — ہے رواں فیضاں شعیب الاولیاء
آپ کی نسبت جسے حاصل ہوئی — وہ ہوا ذیشاں شعیب الاولیاء

کیجیے چشم کرم خالد پہ اب
قلب ہو شاداں شعیب الاولیاء

خالد حشمت حشمتی سدھارتھ نگری

منقبت در شانِ سرکار شعیب الاولیاء

پوری کردے اب تمنائیں مری یار علی
تیری عظمت اونچی ہے رب کے ولی یار علی

اس قدر سرکار سے تھا عشق دل میں آپ کے
ان کی سنت پہ گذاری زندگی یار علی

جس کسی کو دیکھئے کہتا یہی ہے برملا
ہر طرف پھیلی ہے تیری روشنی یار علی

چھوٹی نہ تکبیر اولیٰ آپ سے چالیس برس
اس لیے بے پایا عزت ہے ملی یار علی

آپ سے نسبت ہے مجھ کو خلد میں لے جائیں گے
آپ سے بے حد ہے امید قوی یار علی

جو بچی تھی زندگی اپنی عطا کردی تمہیں
پیر نے اور خود ہی دنیا چھوڑ دی یار علی

نیک سیرت نیک طینت ہوگیا انسان وہ
جس پہ بھی چشم کرم تیری ہوئی یار علی

افسرِ علوی چمکتے ہیں جو پورے دہر میں
آپ ہی کا فیض ہے رب کے ولی یار علی

حضرت چشتی میاں میں آپ کی نوری جھلک
دیکھنے والوں کو بیشک ہے ملی یار علی

روزِ محشر قرب اپنا کرنا خالد کو عطا
ہے تمنا بس یہی اک آخری یار علی

خالد حشمت حشمتی سدھارتھ نگری